کتب عقائد کا تعارف

- ★ اختلاف کب اور کیسے شروع ہوا؟ ★ فتنوں کا ظہور کیسے ہوا؟
- ★ فرقِ باطلہ اور اُن کے نظریات، عقائد پر لکھی گئی (۱۰۵) عربی کتب کا تعارف
- ★ اشاعرہ اور ماتریدیہ کے درمیان (۱۲) اختلافی مسائل
- ★ "العقیدۃ الطحاویۃ" کی (۲۵) عربی اردو شروحات
- ★ "شرح العقائد النسفیۃ" پر لکھی گئی (۴۴) عربی اردو شروحات اور حواشی
- عقائد پر لکھی گئی (۳۱) اردو کتب کا تعارف
- ★ مشہور مصنفین کی سوانح اور ان کی دیگر معروف کتب کا تعارف، مجموعی طور پر (۲۰۰) سے زائد عربی اردو کتب کا تذکرہ

تالیف

مولانا محمد نعمان صاحب

استاذ الحدیث جامعہ انوار العلوم مہران ٹاؤن کورنگی کراچی

مکتبۃ المتین

کتب عقائد کا تعارف

اختلاف کب اور کیسے شروع ہوا؟ فتنوں کا ظہور کیسے ہوا؟ فرقِ باطلہ اور اُن کے نظریات، عقائد پر لکھی گئی (۱۰۵) عربی کتب کا تعارف، اشاعرہ اور ماتریدیہ کے درمیان (۱۲) اختلافی مسائل، "العقیدۃ الطحاویۃ" کی (۲۵) عربی اردو شروحات، "شرح العقائد النسفیۃ" پر لکھی گئی (۴۴) عربی اردو شروحات اور حواشی، عقائد پر لکھی گئی (۳۱) اردو کتب کا تعارف، مشہور مصنفین کی سوانح اور ان کی دیگر معروف کتب کا تعارف، مجموعی طور پر (۲۰۰) سے زائد عربی اردو کتب کا تذکرہ

تالیف

مولانا محمد نعمان صاحب

استاذ حدیث جامعہ انوار العلوم مہران ٹاؤن کورنگی کراچی

ناشر

مکتبۃ المتین کراچی

نام کتاب	کتب عقائد کا تعارف
مؤلف	مولانا محمد نعمان صاحب زید مجدہ
ضخامت	صفحات368
تعداد	500
طبع اول	۲۲محرم الحرام ۱۴۴۶ھ/ ،2024ء
ناشر	مکتبۃ المتین نزد جامعہ انوار العلوم مہران ٹاؤن کورنگی کراچی
اوقات رابطہ	ظہر تا مغرب (0332-2557675)

اسٹاکسٹ

مکتبۃ المتین نزد جامعہ انوار العلوم مہران ٹاؤن کورنگی کراچی

0311-2645500

ادارۃ المعارف کراچی (احاطہ جامعہ دارالعلوم کراچی، کورنگی انڈسٹریل ایریا۔ کراچی)

021-35123161,021-35032020,0300-2831960

مولانا محمد ظہور صاحب (جامعہ سراج الاسلام، پارہوتی، مردان)

0334-8414660,0313-1991422

آن لائن حاصل کرنے کے لیے رابطہ نمبر

0309-2216519　　0316-2554257

فہرست

"العقيدة الطحاوية" کے دس اردو شروحات

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

عرضِ مؤلف

راقم الحروف کی بفضل اللہ تعالی تعارف کے سلسلے میں اب تک چار کتابیں طبع ہو چکی ہیں:

۱......کتب حدیث کا تعارف

۲......کتب فقہ، اصول فقہ اور اردو فتاوی کا تعارف

۳......کتب سیرت کا تعارف

۴......کتب رجال و تاریخ کا تعارف

یہ اس سلسلے کی پانچویں کتاب ہے ''کتب عقائد کا تعارف'' اس کا باعث یہ بنا کہ راقم نے تخصص فی الفقہ کے طلبہ کے سامنے عقائد پر لکھی گئی ایک سو پانچ (۱۰۵) کتابوں کا تعارف کرایا، جب یہ تعارف واٹس ایپ گروپوں میں چلا تو بعض احباب کا اصرار تھا کہ اِسے کتابی شکل دی جائے تا کہ محفوظ ہو جائے، تو راقم نے اَز سرِ نو کام کا آغاز کیا اور سن ہجری کی ترتیب کے ساتھ عربی اردو کتب عقائد کا تعارف لکھنا شروع کیا، ابتداء میں عقائد کی مناسبت سے ایک مقدمہ ذکر کیا جس میں فرقوں کا ظہور کیسے ہوا؟ اُس کے اسباب وعوامل کیا بنے؟ پھر ہر ہر فرقے کے عقائد اور ان کی ذیلی گروہوں کا بھی ذکر کیا، بعض معروف مصنفین کے ذکر میں ان کی مختصر سوانح اور دیگر معروف کتب کا بھی ذکر کیا تا کہ طلباء ان سے بھی نابلد نہ ہوں، چونکہ یہ اصلاً تقریر تھی، پھر اِسے تحریر کا جامہ پہنایا گیا ہے، اِس لیے تقریر کا کچھ اسلوب و انداز اب بھی باقی ہے، البتہ تحریر کا انداز غالب ہے۔

الحمدللہ اس میں چاروں فقہاء کی مقلدین کی کتب عقائد کا تعارف آ گیا ہے، عربی کتب کے ساتھ ساتھ برصغیر پاک وہند میں لکھی گئی اردو کتب عقائد کا تعارف بھی اس میں موجود ہے۔ نیز اگر ان کتابوں میں سے کسی کتاب کا کوئی اختصار کیا گیا ہے، یا اس پر ذیل لکھا گیا ہے، یا اس کتاب کے مضامین کو منظوم کیا گیا ہے، یا اس پر کوئی حاشیہ لکھا گیا ہے، یا اس پر کوئی نقد ہوا ہے تو اُسے بھی ذکر کیا ہے۔ تعارف میں کتاب کا مکمل نام، مصنف کا مختصر تعارف اور اُن کی معروف تصانیف، کتاب کے مضامین، مصنف کا اسلوب وانداز اور طبع کا ذکر کیا ہے۔

اس میں عربی زبان میں عقائد پر لکھی گئی (۱۰۵) کتابوں کا تعارف ''العقیدۃ الطحاویۃ'' پر لکھی گئی (۱۵) عربی شروحات، دس اردو شروحات، ''شرح العقائدالنسفیۃ'' پر لکھے گئے (۳۱) حواشی اور (۱۱) اردو شروحات، اور عقائد پر لکھی گئی (۳۱) اردو کتب کا تعارف شامل ہے۔

چونکہ اردو زبان میں ''کتب عقائد کے تعارف'' پر کوئی کتاب نظر سے نہیں گزری، اس لیے امید ہے کہ اس کتاب کے مطالعہ سے کتب عقائد سے مناسبت ہوگی۔ اسی طرح فرقِ باطلہ، اُن کے عقائد ونظریات اور بدعات کے رَد پر لکھی گئی کتابوں کا تعارف بھی اس میں شامل ہے، تاکہ جہاں قارئین کتب عقائد سے متعارف ہوں وہاں اسلافِ امت کی اِن کتابوں سے بھی واقفیت ہو جائے جو باطل گروہوں، ان کے نظریات اور ان کی ذیلی شاخوں کے تذکرے پر لکھی گئی ہیں۔ اگر اللہ رب العزت کی توفیق ونصرت شامل حال رہی تو اِس سلسلے کی چھٹی کتاب ان شاءاللہ ''کتب تفاسیر کا تعارف'' ہوگا، یہ موضوع چونکہ تفصیل طلب ہے، نہایت تحقیق ومطالعہ اور وقت کا

متقاضی ہے، درسی، انتظامی، عوامی بیانات اور دیگر تصنیفی مصروفیات کے ساتھ اس کے لیے وقت نکالنا مشکل ہوتا ہے، اللہ رب العزت وقت میں برکت ڈال کر، موانع کو دور فرما کر عافیت کے ساتھ اِس کام کو پائے تکمیل تک پہنچائے۔آمین

اس کاوش میں راقم کے ساتھ مولانا محمد داؤد انور صاحب حفظہ اللہ (فاضل جامعہ علوم اسلامیہ) کا کافی تعاون رہا اللہ رب العزت ان کے علم وعمل اور عمر میں برکتیں نصیب فرمائے۔امین

اللہ رب العزت اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور راقم کے لیے ذخیرہ آخرت بنائے۔امین

محمد نعمان

استاد الحدیث جامعہ انوار العلوم مہران ٹاؤن کورنگی کراچی

0332-2557675

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اس کتاب میں علم کلام، عقائد کی ضرورت واہمیت، فتنوں کا مختصر تعارف اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور کے بعد فتنوں کا ظہور کس طرح ہوا، اور بڑے بڑے فتنے کونسے ہیں، عقائد پر کون کون سی کتابیں لکھی گئیں؟ مختصراً اُن کا تذکرہ ہوگا۔

انسان کی تخلیق

یہ بات قابلِ غور ہے کہ اللہ رب العزت نے کائنات میں سب سے معزز و مکرم جنس انسان کو پیدا کیا ہے، اس حقیقت کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں چار قسمیں کھا کر ارشاد فرمایا:

﴿وَالتِّيۡنِ وَالزَّيۡتُوۡنِ. وَطُوۡرِ سِيۡنِيۡنَ وَهٰذَا الۡبَلَدِ الۡاَمِيۡنِ. لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِيۡۤ اَحۡسَنِ تَقۡوِيۡمٍ﴾(التین: ۱، ۴)

ترجمہ: قسم ہے انجیر اور زیتون کی، اور صحرائے سینا کے پہاڑ طور کی، اور اس امن وامان والے شہر کی، ہم نے انسان کو بہترین سانچے میں ڈھال کر پیدا کیا ہے۔

یہاں چار قسموں کے بعد فرمایا ہم نے انسان کو بہترین سانچے میں پیدا کیا۔ معلوم ہوا کہ انسان کو اللہ نے سب سے خوبصورت بنایا اور کائنات میں اللہ تعالیٰ نے سب کچھ انسان کے لئے بنایا، جبکہ انسان کو اللہ تعالی نے اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿وَمَاخَلَقۡتُ الۡجِنَّ وَالۡاِنۡسَ اِلَّا لِيَعۡبُدُوۡنِ﴾(الذاریات: ۵۶)

ترجمہ: اور میں نے جنات اور انسانوں کو اس کے سوا کسی اور کام کے لیے پیدا نہیں کیا کہ وہ میری عبادت کریں۔

انبیاء علیہم السلام کی بعثت

اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کرنے کے بعد حضرات انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے مبارک سلسلے کو جاری فرمایا تاکہ مخلوق کا اللہ کے ساتھ تعلق مضبوط رہے اور انہیں معلوم ہو کہ کن باتوں سے اللہ رب العزت خوش ہوتے ہیں اور کن باتوں سے اللہ رب العزت ناراض ہوتے ہیں تاکہ وہ ان گناہوں سے اپنے آپ کو بچائیں اور اللہ تعالیٰ نے اس سلسلے کا آغاز حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام سے کیا اور حضرت آدم کو زمین پر اللہ نے خلیفہ بنا کر بھیجا، اس کے بارے میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً﴾ (البقرۃ: ۳۰)

ترجمہ: اور (اس وقت کا تذکرہ سنو) جب تمہارے پروردگار نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔

حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام جب آئے ہیں تو اس وقت کائنات میں کوئی ملی ومذہبی اختلاف نہیں تھا، سب ایک ہی دین اور ایک ہی مذہب پر چلنے والے تھے، اختلاف کب سے ہوا؟

اختلاف کیسے اور کب شروع ہوا

حضرت نوح علیہ السلام کے عہد سے لوگ اختلاف کا شکار ہوئے ہیں، حضرت نوح علیہ السلام کے دور میں چند عبادت گزار لوگ موجود تھے، جب وہ لوگ دنیا سے چلے گئے تو شیطان نے لوگوں کو ورغلایا اور کہا کہ وہ نیک لوگ تھے، انہیں یاد رکھنے کے لیے بہتر ہے کہ تم ان کی تصویریں، ان کی مورتیاں اور صورتیں بنا رکھو تاکہ جب تم اُن تصویروں کو دیکھو تو وہ لوگ تمہیں یاد آجائیں، یہ سن کر انھوں نے ان کی تصویریں بنا دیں اور مٹی سے ان کی شکلیں اور بت بنا کر اپنے پاس رکھ لیے، پھر جب وہ نسل چلی گئی

دوسری نسل اس کے بعد آئی تو شیطان نے اس نسل کو یہ فلسفہ پڑھایا کہ تمہارے آباؤ اجداد تو ان ہی کی عبادت کیا کرتے تھے اور ان کے سامنے سجدہ ریز ہوتے تھے، چنانچہ ان لوگوں نے ان تصاویر اور مورتیوں کی پوجا شروع کردی، اس طرح امت میں شرک کا گناہ آ گیا۔تو حضرت نوح علیہ السلام کے دور سے پہلے شرک کا گناہ نہیں تھا، تمام لوگ ایک ہی عقیدہ توحید پر متفق تھے اور ایک ہی شریعت کے پابند تھے۔قرآن کریم کی آیت میں اس بات کی طرف اشارہ موجود ہے:

﴿كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً فَبَعَثَ اللَّهُ النَّبِيِّينَ مُبَشِّرِينَ وَمُنْذِرِينَ وَأَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ وَمَا اخْتَلَفَ فِيهِ إِلَّا الَّذِينَ أُوتُوهُ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَاتُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ فَهَدَى اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا لِمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِهِ وَاللَّهُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ﴾(البقرۃ:۲۱۳)

ترجمہ:(شروع میں) سارے انسان ایک ہی دین کے پیرو تھے، پھر (جب ان میں اختلاف ہوا تو) اللہ نے نبی بھیجے جو (حق والوں کو) خوشخبری سناتے، اور (باطل والوں کو) ڈراتے تھے، اور ان کے ساتھ حق پر مشتمل کتاب نازل کی، تاکہ وہ لوگوں کے درمیان ان باتوں کا فیصلہ کرے جن میں ان کا اختلاف تھا۔اور (افسوس کی بات یہ ہے کہ) کسی اور نے نہیں بلکہ خود انہوں نے جن کو وہ کتاب دی گئی تھی، روشن دلائل آجانے کے بعد بھی، صرف باہمی ضد کی وجہ سے اسی (کتاب) میں اختلاف نکال لیا، پھر جو لوگ ایمان لائے اللہ نے انہیں اپنے حکم سے حق کی ان باتوں میں راہِ راست تک پہنچایا جن میں انہوں نے اختلاف کیا تھا، اور اللہ جسے چاہتا ہے راہِ راست تک پہنچا دیتا ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ حسد اور بغض کی وجہ سے ان لوگوں نے اختلاف کیا، ورنہ پہلے ساری امت ایک تھی، پھر حسد و بغض کی بناء پر اختلاف ہوتے رہے، خاص طور پر بعد میں یہود و نصاریٰ نے تو حسد اور بغض کر کے اختلاف میں اضافہ کر دیا، وہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لائے یہ کہہ کر کہ یہ نبی بنو اسماعیل میں سے ہے، ہم تو اُسے تسلیم کریں گے جو بنو اسحاق میں سے ہو۔ تو بہر حال حضرت نوح علیہ السلام کے دور کے بعد شرک کا گناہ شروع ہوا اور ان لوگوں نے وہ بت بنائے اور بتوں کی عبادت بھی شروع کی، اس کا تذکرہ سورہ نوح میں بھی موجود ہے، ان بتوں کے نام بھی ہیں جن بتوں کی پوجا کی جاتی تھی:

﴿وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَلَا سُوَاعًا وَلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا﴾ (النوح: ۲۳)

ترجمہ: اور (اپنے آدمیوں سے) کہا ہے کہ اپنے معبودوں کو ہرگز مت چھوڑنا، نہ ود اور سواع کو کسی صورت میں چھوڑنا، اور نہ یغوث، یعوق اور نسر کو چھوڑنا۔

دیکھیں یہاں پانچ بتوں کے نام ہیں ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر۔

حضرت نوح علیہ السلام اپنی امت کو دعوت دیتے رہے، ساڑھے نو سو سال تک آپ تبلیغ کرتے رہے، لیکن ایمان صرف چند لوگ لائے ہیں اور بعض مفسرین کے ہاں اسی (۸۰) آدمی تھے جنہوں نے ایمان قبول کیا، باقی لوگ ایمان نہیں لائے، بلکہ شرک و گناہ میں مبتلا رہے، اس دور سے امت میں اختلاف شروع ہوا اور شرک کا گناہ شروع ہوا اور یہ گناہ بڑھتا رہا، بڑھتا رہا۔ بہر حال انبیاء علیہم السلام ہر دور میں آتے رہے، آخر میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان تقریباً ۵۷۱ سال کا فاصلہ ہے۔ ۵۷۱

عیسوی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش ہے، اور ۶۱۱ عیسوی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت ملی ہے۔ تو گویا درمیان کا فاصلہ ۶۱۱ سال بنتا ہے۔ نبوت ملنے کے بعد آپ کا تیرہ سالہ مکی دور تھا اور دس سال آپ کا مدنی دور تھا۔

عرب میں رائج فتنے اور مذاہب

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جب پیدائش ہوئی ۵۷۱ عیسوی میں، اس وقت عرب کے ماحول کے اندر جو فتنے اور مذاہب رائج تھے وہ درج ذیل ہیں:

(۱) اس وقت ایک مذہب یہود کا تھا جن کا ذکر قرآن کریم میں بارہا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

(۲) نصاریٰ کے لوگ موجود تھے، جو عیسائی کہلاتے ہیں۔

(۳) مشرکین مکہ تھے۔

(۴) مجوس تھے۔ مجوس میں بعض وہ لوگ تھے جو دو خدا یعنی اہرمن اور یزدان کو ماننے والے ہیں، ان کے ہاں ایک خدا خیر کا ہے اور ایک خدا شر کا ہے۔

(۵) عرب کے اندر ان کے علاوہ ایک فرقہ اور موجود تھا، اگرچہ ان کی تعداد کم تھی اور وہ ''صابیٔ'' فرقہ تھا۔ صابی وہ لوگ ہیں جو ستاروں کی پرستش کرتے تھے۔ بعض نے لکھا یہ سورج اور چاند ستاروں کی عبادت کرتے ہیں۔ بعض نے لکھا یہ آگ کی عبادت کرتے ہیں۔ بعض نے کہا ہے کہ یہ مخلوق کی پرستش کرنے والے ہیں، یہ فرقے اس دور میں موجود تھے۔ معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت بنیادی طور پر یہ پانچ فرقے تھے۔ البتہ قرآن کریم میں زیادہ تر خطاب یہود و نصاریٰ کو کیا گیا ہے، اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ دونوں اہل کتاب تھے اور اہل کتاب کو بات سمجھانا آسان تھی، یہ پڑھے لکھے لوگ تھے اور مشرکین مکہ اُمی اور ان پڑھ تھے، تو انہیں بات سمجھانا مشکل

ہوتی تھی، اس لئے اہل کتاب کو مخاطب کیا گیا۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے چونکہ مکہ کے اندر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ کو تعمیر کیا تھا اور حضرت اسماعیل علیہ السلام ان کے ساتھ تھے، اللہ تعالی نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دو بیٹے دیے تھے، حضرت اسماعیل اور حضرت اسحاق علیہما السلام۔
حضرت اسحاق علیہ السلام کے بیٹے حضرت یعقوب علیہ السلام اور حضرت یعقوب کے بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام ہیں، یہ چاروں نبی ہیں، (عموماً بعض ساتھی سوال کرتے ہیں ایسا کون ہے جسکے چاروں سلسلوں میں نبوت ہو؟ تو وہ حضرت یوسف علیہ السلام ہیں جو خود بھی نبی ہیں، ان کے والد حضرت یعقوب علیہ السلام بھی نبی ہیں، ان کے والد حضرت اسحاق علیہ السلام بھی نبی ہیں اور ان کے والد حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی نبی ہیں۔) تو بنی اسرائیل کا جو سلسلہ چلا وہ حضرت اسحاق علیہ السلام سے اور اِدھر حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے، آپ کا سلسلہ نسب عدنان تک تو بالکل ثابت ہے اس کے مستند ہونے پر کسی کو اشکال نہیں۔ (1)
اور عدنان کے بعد جو سلسلہ نسب ہے اُسے مؤرخین نے ذکر کیا ہے، اس پر اگر چہ بعض اہل علم نے اشکال کیا ہے، مگر بعض نے اسے تسلیم بھی کیا، تو اگر کوئی اسے تسلیم کرے تب بھی کوئی حرج کی بات نہیں ہے، اس صورت میں یوں کہا جائے گا کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت تھی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب کو محفوظ رکھا۔
بہر حال حضور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں پیدا ہوئے ہیں، حضرت اسماعیل علیہ السلام کا نکاح قبیلہ بنو جرہم میں ہوا تھا، اس کی وجہ یہ بنی کہ جس وقت اللہ کی طرف سے حضرت ابرہیم علیہ السلام کو حکم ہوا کہ حضرت ہاجرہ اور حضرت اسماعیل علیہ السلام

(1) صحیح البخاری: کتاب المناقب، باب مبعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ج ۵ ص ۴۴

کو ویران جگہ چھوڑ کر آؤ تو وہ انہیں ایک بیابان میں چھوڑ آئے، جہاں دائیں بائیں کوئی آبادی نہیں تھی، حضرت اسماعیل علیہ السلام نے جب اپنی ایڑیاں رگڑیں تو اللہ تعالی نے زم زم کے چشمے کو جاری کر دیا، اس وقت وہاں سے قبیلہ بنو جرہم کا قافلہ جانے لگے تو انہوں نے دیکھا یہاں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہیں، انہوں نے سوچا یہاں پانی ہو گا ورنہ پرندے نہیں بیٹھتے، یہ سوچ کر قبیلہ جرہم کے لوگ آئے اور حضرت ہاجرہ سے بات کی کہ ہم یہاں رہائش اختیار کرنا چاہتے ہیں، ہمیں اجازت دیں، انہوں نے اجازت دی، مگر یہ کہا کہ تب رہائش کی اجازت ہوگی جب پانی پر تمہارا قبضہ نہیں ہوگا، پانی ہمارے اختیار میں ہوگا، انہوں نے یہ شرط قبول کر لی اور وہاں رہائش قبول کر لی، اس قبیلہ بنی جرہم کی ایک عورت سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کا نکاح ہوا اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی اولاد میں پیدا ہوئے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی دُعا

حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام نے دعا بھی فرمائی تھی:

﴿رَبَّنَا وَابۡعَثۡ فِيهِمۡ رَسُولًا مِنۡهُمۡ يَتۡلُو عَلَيۡهِمۡ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الۡكِتَابَ وَالۡحِكۡمَةَ وَيُزَكِّيهِمۡ إِنَّكَ أَنۡتَ الۡعَزِيزُ الۡحَكِيمُ﴾(البقرة: ۱۲۹)

ترجمہ: اور ہمارے پروردگار! ان میں ایک ایسا رسول بھی بھیجنا جو انہی میں سے ہو، جو ان کے سامنے تیری آیتوں کی تلاوت کرے، انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دے، اور ان کو پاکیزہ بنائے۔ بیشک تیری اور صرف تیری ذات وہ ہے جس کا اقتدار بھی کامل ہے، جس کی حکمت بھی کامل۔

اس میں انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی دعا فرمائی، اللہ تعالی نے اس دعا کو قبول فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش ہوئی۔

عرب میں رائج بت پرستی

اس دور میں زیادہ تر جو فتنہ عرب میں رائج تھا وہ ''بت پرستی'' تھا، عرب میں معروف کتنے بت تھے اور کس کس کام کے لئے تھے، تو اگر یہ تفصیلات پڑھنی ہوں تو ابن الکلبی رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۴ھ) کی کتاب ''کتاب الأصنام'' کا مطالعہ کریں، جس میں اس نے بتوں کے نام اور کونسا قبیلہ کس بت کی عبادت کیا کرتا تھا، بیت اللہ میں کتنے بت موجود تھے، بتوں کو کیسے بنایا جاتا تھا اور انہیں اپنی حاجات میں کس طرح استعمال کیا جاتا تھا؟ اور بتوں کی مدح میں زمانہ جاہلیت کے اشعار بھی نقل کئے ہیں، یہ تمام تفصیلات اِس کتاب میں موجود ہیں، (۶۴) صفحات پر مشتمل یہ رسالہ ''دار الکتب المصریة'' قاہرہ سے ۲۰۰۰ء میں طبع ہے۔ بہر حال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ رب العزت نے نبوت اس وقت عطا فرمائی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم غارِ حرا میں تھے، صحیح بخاری میں ''باب بدء الوحی'' کے تحت روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عبادت کے لیے غارِ حرا جاتے تھے، غار حرا کیوں جاتے تھے؟

غارِ حرا کو منتخب کرنے کے فوائد

اس کی وجہ یہ تھی کہ غار حرا میں آپ کے دادا عبد المطلب بھی عبادت کیا کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ کا انتخاب اس لیے بھی کیا تھا کہ اس کے تین بڑے فائدے تھے:

۱...... پہلا فائدہ یہ تھا کہ وہ بالکل آبادی سے ہٹ کر تھا تو وہاں عبادت کرتے وقت خشوع خضوع زیادہ تھا۔

۲...... دوسرا فائدہ یہ تھا کہ وہ چونکہ اونچائی پر واقع ہے تو آب و ہوا اور روشنی بھی وافر مقدار میں موجود ہوتی تھی۔

۳......تیسرا فائدہ جو سب سے بڑھ کر ہے کہ بیت اللہ ہر وقت آنکھوں کے سامنے ہوتا تھا۔

نبوت سے پہلے آپ کس شریعت کے مطابق عبادت کیا کرتے تھے

آپ کس شریعت کے مطابق عبادت کرتے تھے؟ بعض اہل علم کی رائے یہ ہے کہ اس بارے میں توقف کیا جائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تبارک وتعالیٰ کی عبادت کون سی شریعت کے مطابق کرتے تھے، بعض کی رائے یہ ہے کہ آپ حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کی ملت اور مذہب کے مطابق عبادت کرتے تھے۔ بعض اہل علم کی رائے یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں ذکر واذکار کیا کرتے تھے، یا آپ کی عبادت وہاں کائنات میں غور وفکر اور تفکر تھی، یا اللہ تعالیٰ نے خود آپ کے دل میں کوئی طریقہ کار القاء کیا تھا جس کے مطابق آپ عبادت کیا کرتے تھے، یا خلوت ہی عبادت تھی، یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت پر عمل پیرا تھے۔ بہر حال اس کی تخصیص وتعیین کرنا مشکل ہے، کیونکہ روایات میں اس کی صراحت نہیں ملتی اور انسان اپنی رائے سے کسی بات کی تخصیص نہیں کرسکتا۔ اس لیے صرف اتنا کہا جائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں عبادت کرتے تھے، اب وہ کس طرح کی عبادت تھی، کس شریعت اور مذہب کے مطابق تھی وہ اللہ ہی جانتا ہے۔

جب آپ کی عمر چالیس سال ہوئی تو چھ سو گیارہ عیسوی میں آپ پر وحی آئی، مشہور روایت ہے کہ حضرت جبرائیل امین آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک تختی پر تحریر تھی اس طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ اسے پڑھو! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مَا اَنَا بِقَارِئٍ'' میں پڑھا ہوا نہیں ہوں، تین دفعہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے سینے سے لگایا، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا تو آپ کی نبوت کا آغاز ہو گیا۔ (۱)

---

(۱) صحیح البخاری: باب بدء الوحی، رقم الحدیث: ۳

نبوت کے بعد کا دور اور اسلام کی نشر واشاعت

نبوت کے بعد آپ پر احکامات آتے گئے، آپ اُمت کو دعوت دیتے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکی دور کی ابتداء میں بڑی آزمائشیں آئیں، خاص طور پر نبوت کے ابتدائی پانچ سال کے عرصہ میں صرف چالیس آدمی مسلمان ہوئے اور عورتوں میں صرف گیارہ عورتیں مسلمان ہوئیں، یعنی ابتدائی پانچ سال بڑی مشقت اور تکلیف کے رہے، پھر اس کے بعد تین سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم شعب ابی طالب میں محصور رہے، اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر آزمائشیں اور تکلیفیں پہلے سے بھی زیادہ آئیں، پھر اس کے بعد آپ کا سفر طائف آپ کی تکلیفوں کا دور رہا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کا سفر کروایا، اس میں حکمت یہ تھی کہ آپ کو اپنا مقام بتایا جائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اتنی تکلیفیں اور آزمائشیں آئیں، ان کے بدلہ اللہ کے ہاں آپ کو اتنا بڑا مقام ملا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء علیہم السلام کی امامت بھی کروائی اور اللہ نے ساتوں آسمانوں کی آپ کو سیر بھی کروائی، معراج کا واقعہ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پانچ نمازوں کا تحفہ ملنا یہ سب آپ کے لیے ایک بڑا اعزاز تھا۔ اس وقت تک مکہ میں بت پرستی، کفر وشرک ہی رائج تھا بالکلیہ ختم نہیں ہوا تھا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ ہجرت کر گئے، جب آپ کے دس سالہ دور میں جہاد کا حکم آیا، جب فتوحات بڑھتی گئیں، خاص طور پر سن چھ ہجری میں صلح حدیبیہ میں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب دیکھا تھا کہ ہم عمرہ کرنے جا رہے ہیں، مشرکین نے عمرہ کرنے نہ دیا تو آپ نے سات ہجری میں عمرۃ القضاء کیا۔ جب سن آٹھ ہجری میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے لیے آئے ہیں تو اب لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہو گئے۔ قرآن کریم میں بھی ہے:

﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ. وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا﴾(نصر: ۱، ۲)

ترجمہ: جب اللہ کی مدد اور فتح آ جائے۔ اور تم لوگوں کو دیکھ لو کہ وہ فوج در فوج اللہ کے دین میں داخل ہو رہے ہیں۔

دین میں جماعت نہیں افواج داخل ہوئے، افواج فوج کی جمع ہے جماعت در جماعت، یعنی بہت سارے لوگ دین میں آ گئے، اب دین آگے بڑھتا گیا، اسی فتح مکہ کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ میں موجود تین سو ساٹھ بتوں کو گرا کر مسمار کر دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چھڑی سے ایک ایک بت کی طرف اشارہ کرتے جاتے اور پڑھتے:

﴿وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا﴾(الإسراء: ۸۱)

ترجمہ: اور کہو کہ: حق آن پہنچا، اور باطل مٹ گیا، اور یقیناً باطل ایسی ہی چیز ہے جو مٹنے والی ہے۔

کہتے جاتے اس طرح ایک حد تک بت پرستی عرب سے ختم ہو گئی، اور یہود و نصاریٰ میں بھی بہت سے لوگ ایمان لے آئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سن گیارہ ہجری ۱۲ ربیع الاول پیر کے دن انتقال ہوا، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے پردہ فرما گئے تو اس وقت تک دین اسلام نو لاکھ مربع میل پر پھیل چکا تھا۔

شیخین کے دور میں فتوحات اور فتنوں کا سدّ باب

اس کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے، دو سال دو مہینے دس دن آپ کی خلافت رہی، سن تیرہ ہجری بائیس جمادی الثانی کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہوا اور دین اسلام (۱۱) لاکھ مربع میل پر پھیل چکا تھا۔ اس کے بعد

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سن ۱۳ ہجری سے خلیفہ بنے، سن ۱۳ ہجری سے سن ۲۴ ہجری تک یعنی آپ کی خلافت تقریباً دس سال رہی ہے اور ان دس سالوں میں (۲۲) لاکھ مربع میل پر اسلام پھیل گیا۔ آپ کی شہادت یکم محرم الحرام سن ۲۴ ہجری کو ہوئی، مشہور قول کے مطابق یہی تاریخ شہادت ہے۔ اب ۲۲ لاکھ مربع میل پر اسلام پھیلنے تک فتنوں کا ظہور نہیں ہوا تھا، میں یہ ساری تمہید اس لیے باندھ رہا ہوں تا کہ آگے بات سمجھنا آسان ہو، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت یعنی سن ۲۴ ہجری تک تو فتنوں نے سر نہیں اٹھایا، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور میں فتنے سامنے آئے تھے لیکن وہ فتنے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی کوششوں سے دب گئے، جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت شروع ہوئی تو ایک فتنہ ابھرا منکرین زکوٰۃ کا، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کے ساتھ جہاد کیا، اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رائے بھی دی کہ یہ موقع قتال کے لیے مناسب نہیں، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا عمر! تم زمانہ جاہلیت میں تو بڑے بہادر تھے اسلام میں تم کمزور ہو گئے۔ بہر حال حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے منکرین زکوۃ کے ساتھ جہاد کیا، اسی طرح مسیلمہ کذاب کے فتنہ کو ختم کیا، اس کا فتنہ امت میں پہلے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں شروع ہو چکا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مسیلمہ کذاب آیا اور کہا میں ایمان لاتا ہوں، لیکن آپ کی اس نبوت کے معاملے میں آپ کے ساتھ شریک ہوں گا، یعنی آپ کے دنیا سے جانے کے بعد میں نبی ہوں گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں کھجور کی ایک شاخ تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تو یہ کہے کہ تو میرے ساتھ اس شاخ میں شریک ہوگا تو میں تجھے اس میں بھی اپنے ساتھ شریک نہیں کرتا چہ جائے کہ میں تجھے نبوت میں اپنے

ساتھ شریک کروں۔وہ یہاں سے واپس ہوا اور اس نے اپنے کارندوں کو دعوت دینا شروع کی،تو وہاں کے لوگ اس پر ایمان لانے لگے،حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت کے آنے تک یہ بد بخت اپنا مشن چلاتا رہا،جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ عہد خلافت پر براجمان ہوئے تو ان کے دور میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ لشکر لے کر گئے اور اس فتنے کی بھی سرکوبی کی،اس معرکہ میں ساڑھے سات سو قراء صحابہ بھی شہید ہوئے،سب کے سب قرآن کریم کے حافظ تھے اور مکمل جو صحابہ کرام شہید ہوئے بارہ سو کے لگ بھگ تھے۔اُمت کا سب سے پہلا اجماع مسئلہ ختم نبوت پر ہوا ہے،ختم نبوت ایک اجماعی عقیدہ ہے اور جو اس کا قائل نہیں ہوگا اس کے خلاف جہاد ہوگا،تو سب سے پہلا اجماع صحابہ کا ختم نبوت کے مسئلہ پر قائم ہوا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پورے ۲۳ سالہ دور میں جن صحابہ کرام کی شہادتیں ہوئیں ہیں ان کی تعداد (۲۵۹) ہے،لیکن مسیلمہ کذاب کے ساتھ جو جنگ ہوئی اس میں جو صحابہ شہید ہوئے ان کی تعداد بارہ سو ہے۔اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ صحابہ کی کتنی بڑی جماعت نے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے قربانی دی ہے،اس موقع پر وہ مشورہ ہوا جو صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رائے دی تھی کہ قرآن کریم کو ایک مصحف میں جمع کیا جائے،اگر صحابہ اس طرح شہید ہوتے رہے تو خدشہ ہے کہ کہیں قرآن آگے نسلوں تک نہ پہنچ پائے۔حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو بعد میں جب اس بات کا شرح صدر ہوا تو انہوں نے قرآن کریم کو ایک مصحف میں جمع کر دیا،تو حضرت صدیق اکبر کے دور میں یہ فتنے تھے لیکن یہ ختم ہو گئے۔حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رُعب اور دبدبہ زیادہ تھا اور ان کے مزاج میں قدرِ سختی تھی،اس لیے اس دور میں کوئی فتنہ سامنے نہ آسکا اور اسلام اتنا پھیلا اتنا پھیلا کہ ان کے دور میں اسلام عراق،

مصر اور قبرص تک پہنچ چکا اور ان کے دور میں افریقہ کے بعض علاقے بھی فتح ہو گئے، تقریباً ایک تہائی سے زیادہ دنیا ان کے دور میں فتح ہوئی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں فتنوں کا ظہور

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد سن ۲۴ ہجری کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے اور ان کی خلافت تقریباً بارہ سال رہی ہے، سن ۳۵ ہجری ۱۸ ذی الحجہ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی ہے اور ان کے دور میں (۳۵) لاکھ مربع میل تک اسلام پھیل گیا تھا۔ فتنوں کا آغاز اس دور میں کچھ اس طرح ہوا کہ تقریباً حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت کے ابتدائی چھ سالوں میں فتوحات بڑھتی گئیں اور مسلمان تیزی کے ساتھ آگے بڑھتے گئے، چونکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مزاج میں نرمی تھی، اس لیے فتنوں کو سر اٹھانے کا موقع ملا، ان میں خاص طور پر ایک شخص تھا "عبداللہ بن سبا" یہودی، یہ شخص بظاہر ایمان تو لایا تھا لیکن دل سے مسلمان نہیں تھا، اس نے زبان سے کلمہ پڑھا تھا جبکہ اس کے دل میں ایمان نہیں تھا، اور یہود ویسے بھی اَزل سے اسلام کے دشمن ہیں، قرآن کریم میں بھی اللہ رب العزت نے یہود کے بارے میں یہ فرمایا ہے کہ اسلام کے سب سے بڑے دشمن اور مخالف یہود ہیں، یہود و نصاریٰ اُس وقت تک خوش نہیں ہوں گے جب تک کہ اِن کے مذہب کی پیروی نہ کی جائے:

﴿وَلَنْ تَرْضَى عَنْكَ الْيَهُودُ وَلَا النَّصَارَى حَتَّى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ﴾ (البقرة: ۱۲۰)

ترجمہ: اور یہود و نصاریٰ تم سے اس وقت تک ہرگز راضی نہیں ہوں گے جب تک تم ان کے مذہب کی پیروی نہیں کرو گے۔

یہودی اسلام کے ازلی دشمن ہیں

قرآن کریم نے یہود کی دشمنی کو سورہ مائدہ آیت نمبر۸۲ میں بیان کیا ہے:

﴿لَتَجِدَنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِلَّذِينَ آمَنُوا الْيَهُودَ وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا وَلَتَجِدَنَّ أَقْرَبَهُمْ مَوَدَّةً لِلَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ قَالُوا إِنَّا نَصَارَىٰ ذَٰلِكَ بِأَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيسِينَ وَرُهْبَانًا وَأَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ﴾ (المائدة: ۸۲)

ترجمہ: تم یہ بات ضرور محسوس کرلو گے کہ مسلمانوں سے سب سے سخت دشمنی رکھنے والے ایک تو یہودی ہیں، اور دوسرے وہ لوگ ہیں جو (کھل کر) شرک کرتے ہیں۔ اور تم یہ بات بھی ضرور محسوس کرلو گے کہ (غیر مسلموں میں) مسلمانوں سے دوستی میں قریب تر وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو نصرانی کہا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ ان میں بہت سے علم دوست عالم اور بہت سے تارک الدنیا درویش ہیں، نیز یہ وجہ بھی ہے کہ وہ تکبر نہیں کرتے۔

یہودی ہمیشہ اسلام کے دشمن رہے ہیں، اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے دور میں مدینہ سے نکال کر خیبر میں آباد کر دیا تھا، تو مدینہ سے یہ لوگ چلے گئے خیبر میں آباد ہوئے اور آپ نے ایک نصیحت فرمائی تھی:

أَخْرِجُوا الْيَهُودَ مِنْ جَزِيرَةِ الْعَرَبِ.❶

ترجمہ: یہود کو جزیرہ عرب سے نکال دو۔

جب حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کا دورِ خلافت آیا تو انہوں نے خیبر سے بھی یہود کو نکال دیا۔ اب یہود کے لیے مدینہ میں کہیں پر کوئی جگہ نہیں تھی، تو اس لیے ان کے دلوں میں دشمنی تھی کہ ہم اسلام کو نقصان پہنچائیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں تو

❶ المعجم الكبير للطبراني: باب الياء، حديث يزيد بن أبي حبيب، ج۲۳ ص ۲۶۵، رقم الحديث: ۵۶۰

یہ سامنے نہ آسکے مگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں یہ سرکشی پر اتر آئے۔
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں عبداللہ بن سبا نے لوگوں کا یہ ذہن بنانا شروع کر دیا کہ ہر نبی کا ایک نائب ہوتا ہے اور اس کے بعد خلیفہ ہوتا ہے، لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کے چچازاد حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ کے نائب اور وصی ہیں، وہی خلیفہ ہونے چاہیے، جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نائب ان کے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام تھے۔ یہ حضور کے داماد بھی ہیں اور ان سے قریبی تعلق بھی رکھتے ہیں، لہٰذا خلافت کے مستحق یہ ہیں۔ اس طرح ابن سبا نے لوگوں کی ذہن سازی کی، خاص طور پر ان لوگوں کی جو نئے نئے ایمان لے کر آئے تھے، اسلام تعلیمات اور عقائد میں ان کی پختگی نہیں تھی۔ اس نے اپنے فتنے کو آہستہ آہستہ شروع کیا اور یوں اپنی ایک جماعت بنالی، وہ جماعت بنانے کے بعد سن ۳۵ ہجری میں اپنی جماعت کے چند لوگوں کو ساتھ لے کر آیا، حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ مدینہ میں تھے، ان سبائیوں نے آپ کے گھر کا محاصرہ کیا اور انہوں نے آکر کہا کہ آپ خلافت کو چھوڑ دو۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف الزام تراشی اور واقعہ شہادت

ان کا ایک اعتراض یہ ہوتا تھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے رشتے داروں کو نوازا ہے، ان کو عہدے دیئے ہیں، حالانکہ اگر دیکھا جائے تو بعض وہ عہدے تھے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور سے چلے آرہے تھے، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جن کو وہ عہدے دیئے تھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اُنہیں برقرار رکھا، نیز اگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کسی کو عہدے دیئے تھے تو ان میں صلاحیت، استعداد دیکھ کر دیئے تھے۔ محض رشتہ داری کی وجہ سے، یا رشتہ داری کو بنیاد بنا کر نہیں دیئے، اب یہ بات تو درست نہیں کہ ایک آدمی اہل ہونے کے باوجود صرف اس وجہ سے محروم

کر دیا جائے کہ خلیفہ یا قاضی کا رشتہ دار ہے، یہ شریعت کی تعلیمات نہیں ہیں، وہ اہل تھے باقی جہاں تک بات تھی ناحق نوازنے اور دینے کی تو وہ حضرت عثمان اپنی ذاتی مال سے دیتے تھے اور انہوں نے بارہا اس کی وضاحت بھی کر دی تھی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تو ابتداء سے بڑے سخی و غنی تھے، غنی ان کے نام کا حصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما کو مال و دولت سے خوب نوازا تھا، تو وہ اپنے ذاتی مال سے خرچ کیا کرتے تھے، اب ان سبائیوں اور بلوائیوں نے یہ مطالبہ شروع کر دیا کہ آپ خلافت چھوڑ دیں، آپ اہل نہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے خلافت نہ چھوڑی، وجہ یہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نصیحت فرمائی تھی کہ اللہ تعالی آپ کو خلافت کی قمیص پہنائے گا اور بعض لوگ تم سے اتارنا چاہیں گے تو تم اُسے نہ اتارنا، اس لئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے خلافت کو نہ چھوڑا۔ بھوک اور پیاس کی حالت میں ۱۸ ذی الحجہ کو آپ کی شہادت ہوئی۔

مطالبہ قصاص اور جنگِ جمل

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت جو مہینہ تھا وہ ذی الحجہ کا تھا، اس میں اکثر لوگ حج کے لیے گئے ہوئے تھے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت مدینہ میں ہوئی ہے، ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور دیگر صحابہ کرام اس وقت بیت اللہ میں حج کے لیے گئے ہوئے تھے، وہ مدینہ میں موجود نہیں تھے۔ ان کی شہادت کے بعد یہی لوگ جو اس میں شریک تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کرنے لگے کہ ہم آپ کو اپنا خلیفہ مانتے ہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جن لوگوں نے بیعت کی انہوں نے ان سے بیعت لے لی، مدینہ سے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت

زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ یہ دونوں صحابی مدینہ سے مکہ گئے، ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بڑی بے دردی سے شہید کیا گیا اور اب وہی لوگ بیعت کررہے ہیں، اس لیے بہتر ہے کہ سب سے پہلے قصاص لیا جائے، خلافت کا معاملہ بعد میں طے کیا جائے، پہلے ان سب کو قتل کیا جائے جنہوں نے خلیفہ وقت کو مظلومانہ طور پر شہید کیا۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی رائے بھی یہی تھی، اب اس کے لئے سوچا گیا کیا ماحول بنایا جائے کہ ہم ان سے قصاص لے سکیں، مکہ میں تو مناسب نہیں تھا کہ مکّہ تو حدودِ حرم ہے، بیت اللہ کی عظمت ہے وہاں کسی کا قصاص لینا، یا قتل کرنا تو حدودِ حرم کی حرمت کے خلاف ہے، اس لئے سوچا کہ بصرہ کی فضا زیادہ ہموار ہے اور وہاں بہت سے صحابہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کو جانتے بھی تھے اور بعض ان کے شاگرد بھی تھے اور بصرہ میں چھاؤنی بھی موجود تھی، تو ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور یہ صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین مکہ سے بصرہ چلے گئے، جب یہ بصرہ میں پہنچے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس لشکر میں منافقین اور سبائیوں نے کہا کہ وہ لوگ جنگ کے لیے وہاں موجود ہیں، آپ سے لڑنے کے لیے آرہے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فضا کو درست اور ہموار کرنے کے لیے مدینہ سے چلے، وہ بھی بصرہ پہنچے اور ساتھ ساتھ پیچھے لشکر بھی آ گیا، جتنے بھی سبائی تھے وہ بھی آئے، اب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا وہاں ایک اونٹ پر سوار تھی، یہاں جو جنگ ہوئی ہے اُسے ''جنگِ جمل'' اس لئے کہتے ہیں کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اونٹ پر سوار تھیں اور آپ کے دفاع میں دائیں بائیں بہت سے حضرات نے جانیں دیں تاکہ آپ کی طرف کوئی غلط ہاتھ نہ بڑھا سکے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جب وہاں پہنچی وہ بھی چاہتی تھیں کسی

طرح بات طے ہو جائے، مذاکرات ہو جائیں، خلافت کا معاملہ طے ہونے کے بعد ان سے قصاص ہو۔

اختلاف کی وجہ اور جنگِ جمل

حضرت علی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما کا اختلاف کس بات میں تھا؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی رائے تھی کہ پہلے قصاص لیا جائے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی رائے تھی کہ پہلے میری خلافت قائم ہو جائے تم سب میرے ہاتھ پر بیعت کرو، جب خلافت قائم ہوگی مضبوطی آئے گی تب میں ان پر ہاتھ ڈالوں گا اور ان سے قصاص لے سکوں گا، اس لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بات اہلِ سنت والجماعت کے ہاں زیادہ درست تھی، اور راجح تھی، جب کہ ان کے مقابلے میں جو حضرات تھے اُن سے اجتہادی خطا ہوئی، اور اجتہادی خطا پر بھی عند اللہ اجر ہے۔ بہر حال دونوں فریقین کی رائے اپنے طور پر درست تھی اور نیک نیتی پر مبنی تھی، ان حضرات کو آج کے سیاسی لیڈروں پر قیاس نہ کیا جائے، کیونکہ وہ اقتدار کی جنگ نہیں تھی، وہ مال و دولت، حرص و ہوس اور پیسے کی جنگ نہیں تھی، وہاں رائے نیک نیتی کی بنیاد پہ تھی کہ چالیس دن کے لگ بھگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اتنی بے دردی کے ساتھ بھوک اور پیاس کی حالت میں شہید کیا گیا، اب یہی لوگ دندناتے پھر رہے ہیں، لہٰذا بہتر ہے ان سے قصاص لیا جائے، یہ بات بھی ٹھیک تھی۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی رائے بھی درست ہے کہ جب خلافت نہیں ہوگی تو قصاص اور حدود کا نفاذ نہیں ہو سکے گا۔ اب درمیان میں ایک ثالث تھا جس کا نام تاریخ میں قعقاع بن عمرو ہے، یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور انہوں نے جا کر کہا ام المؤمنین سے کہا کہ آپ کس لیے تشریف لائیں؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں اس لئے آئی ہوں تاکہ

مسلمانوں کے آپس میں معاملات طے ہو جائیں اور جنہوں نے قتل کیا ان سے قصاص لیا جائے ، انہوں نے کہا یہی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بھی رائے ہے ،تو کیوں نہ آپس میں بات طے کر دیں اور صلح ہو جائے ،خلافت قائم ہو جائے اور اس کے بعد قصاص کا معاملہ ہو،ان کے درمیان یہ بات طے ہوگئی اور اگلے دن ان میں صلح ہونی تھی اور صلح ہونے کے بعد خلافت قائم ہونی تھی پھر حدود کا نفاذ تھا،اب قعقاع بن عمرو نے یہ پیغام حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بتایا،تو حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی خوش ہو گئے کہ معاملہ درستگی کے قریب ہو گیا۔

سبائیوں کی سازش اور کبار صحابہ کی شہادت

سبائیوں کی جماعت بیچ میں تھی ان کو جب پتہ چلا سوچنے لگے کہ اگر ان کی کل آپس میں صلح ہو جاتی ہیں تو پھر تو یہ ایک ایک کر کے ہم سب کو قتل کر دیں گے،انہوں نے آپس میں پہلا مشورہ یہ کیا کہ (معاذ اللہ) حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شہید کرتے ہیں، جب یہ آپس میں طے کرنے لگے تو دوسروں نے کہا نہیں ایسا نہیں کرو،ایک خلیفہ پہلے شہید ہو گیا اگر دوسرا بھی شہید ہوا تو اُمت میں بڑا انتشار ہو گا اور یہ سب مل کر ہمیں قتل کر دیں گے،اس پر اتفاق نہ ہوا۔دوسری رائے یہ آئی کہ رات کے اندھیرے میں لشکر کے دو حصے کر کے تقسیم ہو جاؤ، رات کے وقت آدھے لوگ اُدھر چلے جائیں ،آدھے اِدھر چلے جائیں،نصف رات کے بعد جب سب سوئے ہوں،تو وہاں سے حملہ کر دیں یہاں سے یہ کر دیں،تو اب اس کو رُخ یہ دے دیا گیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر نے وعدہ خلافی کی ،وہ ہمارے ساتھ لڑنے لگ گئے حالانکہ یہ سبائی گروہ تھا جو دونوں طرف تقسیم ہو گیا تھا اور رات کے اس اندھیرے کے اندر لڑائی شروع ہوگئی ،اب تحقیق تو نہ ہو سکی، نہ اس دور میں بجلی تھی ، نہ جدید آلات تھے، نہ موبائل کہ لمحے لمحے کی خبر

انسان کو پہنچ سکے کہ درمیان میں کیا ہو رہا ہے، تو اندھیری رات میں اور ایک ویران جنگل میں پتہ نہ چل سکا اور جانبین کی لڑائی ہوگئی اور اس میں بہت بڑا نقصان ہوگیا اور اس جنگ کا پھر نام ہوا ''جنگ جمل'' کیونکہ اس میں ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اونٹ پر سوار تھیں اس میں بہت سے صحابہ اور بہت سے تابعین شہید ہوئے، یہاں تک کہ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ بھی دیکھنے لگ گئے کہ اتنی لڑائی ہوگئی اتنا قتل عام، تو ایک درخت کے نیچے بڑے پریشان اور غمگین بیٹھے ہوئے تھے تو اتنے میں ان سبائیوں میں سے ایک بد بخت پیچھے سے آیا اور اس نے آکر ان پر وار کر دیا اور حضرت زبیر بن العوام کو پہلے تیر مارا یہ نیچے گرے اور اوپر سے پھر ان کے سر پر تلوار ماری تو ان کا سر الگ ہوگیا۔ ابھی وہ سبائی سر لے کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس گیا، اُس کا مقصد تھا مجھے بڑا انعام ملے گا کہ میں نے زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا، جب وہ شخص سر لے کر گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ غصہ ہوئے اور کہا یہاں سے باہر نکل جا، دفع ہو جاؤ، سخت الفاظ میں اُسے تنبیہ کی کہ تو نے یہ حرکت کیوں کی؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ شہداء میں گھومنے لگے، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ بھی اسی طرح بیٹھے تھے کہ پیچھے سے آکر کسی نے حملہ کیا اور ان کی بھی شہادت ہوگئی، حضرت علی رضی اللہ عنہ اس موقع پر رونے لگے اور اپنے بیٹے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے کہا کاش تمہارے والد کا آج سے بیس سال پہلے ہی انتقال ہوجاتا اور یہ دن دیکھنے کی نوبت نہ آتی۔ آج کتنے مسلمان مارے گئے اور خاص طور پر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ جو کبار صحابہ میں سے تھے، ان کی بھی شہادت ہوگئی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پھر خود ان کے جنازے پڑھے ہیں اور کہا کہ کوئی مال غنیمت تقسیم نہیں ہوگا، سبائی چاہ رہے تھے کہ مال غنیمت ملے، کہا مال غنیمت تو کفار کا ہوتا ہے، یہ مسلمان

ہیں، کوئی مال غنیمت تقسیم نہیں ہوگا، کسی کی بے حرمتی کرنے کی اجازت نہیں دی، جب انہوں نے کہا کہ یہ غنیمت ہوگا اور ہم اُنہیں غلام بنائیں گے، باندیاں بنائیں گے، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جلال میں آکر فرمایا: تم میں سے کون ہے جو اپنی ماں ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو معاذ اللہ اپنی باندی بنائے گا، تم اس کے لئے تیار ہو؟ اب سبائیوں کی بھی آنکھ کھلی وہ لوگ پیچھے ہٹ گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ جنازوں میں بھی شریک رہے اور بڑے افسردہ اور پریشان رہے، پھر یہ براہِ راست حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور ان سے بات کی، ام المؤمنین رونے لگ گئی کہ مجھے معلوم نہیں تھا کہ بات یہاں تک بڑھے گی، اتنا نقصان ہوگا میں تو صرف یہ چاہ رہی تھی کہ قصاص کا معاملہ ہوجائے اوران کو قتل کیا جائے، میں جنگ کے ارادے سے نہیں آئی، نہ میں نے جنگ کی اجازت دی۔ معلوم ہوا کہ صحابہ کرام نہ جنگ کے ارادے سے آئے تھے، نہ وہ آپس میں لڑے تھے، یہاں جو فتنہ تھا وہ سبائیت کا فتنہ تھا، جانبین میں وہی تقسیم ہوئے انہوں نے حملہ کروایا اور اس میں مسلمانوں کا بڑا نقصان کروایا۔

جنگِ صفین اور معاملہ تحکیم

اس جنگ کے بعد پھر دوسری جو جنگ ہوئی ہے اُسے ''جنگ صفین'' کہتے ہیں۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور سے ہی شام کے گورنر تھے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پورے دور میں بھی وہ شام کے گورنر رہے، شام اور دمشق یہ پورا علاقہ بنو امیہ کے لوگوں سے آباد تھا اور بنو امیہ کے لوگ یہاں زیادہ تھے، بنو امیہ کے جتنے لوگ تھے وہ سب ان کے متبع تھے، ان کی بات مانتے تھے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی چونکہ بنو امیہ سے تھے اور ان کی شہادت بھی بڑی

مظلومانہ ہوئی، تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے تمام لوگوں سے رائے لی تھی کہ جب تک انکے قاتلوں کو قتل نہیں کیا جائے گا اس وقت تک کوئی خلافت کا معاملہ آگے طے نہیں ہوگا، ان کی رائے بھی نیک نیتی کے ساتھ تھی کہ خلافت قائم ہونے سے پہلے ان کو قتل کیا جائے، اگر یہی لوگ آج خلافت کے دست و بازو بنیں گے تو بعد میں ان پر ہاتھ ڈالنا مشکل ہوگا، پہلے ان کو قتل کیا جائے پھر خلافت قائم کی جائے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ دمشق اور شام کے سارے لوگ مل گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس جنگ کے بعد اب وہاں پر پہنچے بات کرنے کے لئے تاکہ درمیان کی کوئی بات نکل آئے اور یہ جنگ آگے نہ بڑھے، دونوں نے ایک ایک آدمی کو نائب بنایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے تھے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ، یہ دونوں جانبین کی طرف سے حکم بنے تاکہ یہ فیصلہ کریں اور معاملہ آگے نہ بڑھے۔

یہاں یہ بات یاد رہے یہ اقتدار کی جنگ نہیں تھی، سب نیک نیتی کے ساتھ تھے اور دونوں طرف کا مطالبہ ٹھیک تھا، البتہ جمہور علماء اہل سنت والجماعت کی رائے یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مطالبہ زیادہ برحق تھا کیونکہ خلافت قائم ہونے کے بعد حدود اور قصاص ہو سکتے ہیں اس سے پہلے نہیں، دوسری جانب جو رائے تھی وہ بھی ٹھیک ہے لیکن وہ اجتہادی خطا ہے اور اجتہادی خطا پر بھی اللہ انہیں اجر دے گا۔ خیر دونوں حکم حضرات گئے معاملے کو طے کرنے لگے۔

خوارج کا ظہور اور فرقے

جب حکم فیصلہ سنانے لگے تو یہاں سے سبائیت کے بعد ایک دوسری جماعت بنی خوارج کی، خوارج حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جماعت میں تھے، انہوں نے کہا:

﴿إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ﴾

ترجمہ: فیصلہ تو اللہ کا ہوتا ہے۔

یہ دو آدمی کہاں سے آئے فیصلہ نافذ کرنے لگے، ہم اللہ کا فیصلہ مانیں گے، اللہ کے فیصلے کے علاوہ کسی فیصلے پر راضی نہیں، تو یہ جماعت بھی اسی سبائیت سے نکلی جو متشدد لوگ تھے اور اسی جماعت کو ''خوارج'' کہتے ہیں، خوارج خروج سے جس کا معنی نکلنے کے ہے، چونکہ سبائیوں کی جماعت سے یہ لوگ نکل کر آئیں اسی لیے ان کا نام ''خوارج'' پڑ گیا۔ پھر بعد میں خوارج کے اندر بہت سی جماعتیں بنیں، امام رازی رحمہ اللہ (متوفی ۶۰۶ ھ) نے ''إعتقادات فرق المسلمین والمشرکین'' میں خوارج کے اکیس (۲۱) فرقوں کا ذکر کیا ہے، ہر ایک کا نام بھی بتایا ہے اور اختصار کے ساتھ اُن کا نظریہ بھی ذکر کیا ہے، اور ہر فرقہ کے بانی کا نام اور ان کے بنیادی نظریہ کا بھی ذکر کیا ہے، دیکھئے تفصیلاً: ❶

خوارج کے دو بنیادی عقائد

امام رازی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ خوارج کے تمام فرقے اِن دو باتوں پر متفق ہیں:

۱......خوارج کا ایک عقیدہ (معاذ اللہ) یہ ہے کہ حضرت علی اور حضرت عثمان، حضرت طلحہ، حضرت زبیر اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم کی تکفیر کرتے ہیں۔

۲......دوسرا عقیدہ یہ تھا کہ بندہ گناہ کی وجہ سے کافر ہو جاتا ہے۔

اِن دو عقائد میں خوارج کے سارے فرقے متفق ہیں۔ ❷

خوارج کے بارے میں پیشنگوئی اور ان سے قتال کا حکم

خوارج کے بارے میں احادیث میں پیشنگوئیاں موجود ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

❶ إعتقادات فرق المسلمین والمشرکین: فی شرح فرق الخوارج، ص ۴۶ تا ۵۱

❷ إعتقادات فرق المسلمین والمشرکین: ص ۴۶

پہلے سے فرمادیا تھا کہ ایک ایسی جماعت پیدا ہوگی کہ جن کی عبادت کو دیکھ کر تم اپنی عبادت کو کم سمجھو گے، (ان کی عبادت، صوم وصلوۃ بہت زیادہ ہوگی) لیکن وہ لوگ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر کمان سے نکل جاتا ہے، پس تم جہاں کہیں بھی انہیں پاؤ انہیں قتل کرو، اِن کے قتل کرنے پر اجر ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

سَيَخْرُجُ قَوْمٌ فِي آخِرِ الزَّمَانِ، أَحْدَاثُ الْأَسْنَانِ، سُفَهَاءُ الْأَحْلَامِ، يَقُولُونَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ، لَايُجَاوِزُ إِيمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ، كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، فَأَيْنَمَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ، فَإِنَّ فِي قَتْلِهِمْ أَجْرًا لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. [1]

ترجمہ: آخری زمانے میں عنقریب ایسی قوم نکلے گی جن کی عمریں تھوڑی ہونگی اور عقل کے اعتبار سے وہ بیوقوف ہوں گے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں کریں گے، لیکن ایمان ان کے گلے سے نیچے نہیں اترے گا، وہ دین سے اِس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر کمان سے نکل جاتا ہے، تم انہیں جہاں بھی پاؤ قتل کردو، کیونکہ ان کا قتل کرنا قیامت کے دن باعثِ اجر وثواب ہوگا۔

خوارج کی سرکوبی

خوارج کا یہ فتنہ امت میں بہت بڑا فتنہ تھا، جب یہ فتنہ امتِ مسلمہ سے الگ ہوا اور اس نے تمام مسلمانوں کی تکفیر شروع کردی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس فتنہ کا سد باب کرنے کے لیے ''مقام نہروان'' پر ان باطل پرستوں سے لڑائی کی اور اس فتنہ کا خاتمہ کردیا، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جب ان سے جنگ ہوئی تو فرمایا کہ اس میں

[1] صحيح البخاري: كِتَابُ اسْتِتَابَةِ الْمُرْتَدِّينَ وَالْمُعَانِدِينَ وَقِتَالِهِمْ، بَابُ قَتْلِ الْخَوَارِجِ، رقم الحديث: ۶۹۳۰

اس شخص کو تلاش کرو جس کی پیشنگوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی تھی، یہ وہی لوگ ہیں یا نہیں؟ کہیں ہم نے کسی اور کو تو نہیں مار دیا، جب تلاش کیا گیا تو لاشوں کے نیچے اس کی لاش مل گئی، حضرت علی رضی اللہ عنہ خوش ہو گئے کہ ہم نے ایسوں پر ہاتھ نہیں اٹھایا جو معصوم ہوں، یہ وہی لوگ ہیں جن کے بارے میں پیشنگوئی ہوئی تھی۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

بَيْنَمَانَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقْسِمُ قِسْمًا،أَتَاهُ ذُو الْخُوَيْصِرَةِ،وَهُوَرَجُلٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ،فَقَالَ:يَارَسُولَ اللَّهِ اعْدِلْ، فَقَالَ: وَيْلَكَ،وَمَنْ يَعْدِلُ إِذَالَمْ أَعْدِلْ، قَدْ خِبْتَ وَخَسِرْتَ إِنْ لَمْ أَكُنْ أَعْدِلُ. فَقَالَ عُمَرُ:يَارَسُولَ اللَّهِ،ائْذَنْ لِي فِيهِ فَأَضْرِبْ عُنُقَهُ؟ فَقَالَ:دَعْهُ،فَإِنَّ لَهُ أَصْحَابًا يَحْقِرُ أَحَدُكُمْ صَلاتَهُ مَعَ صَلاتِهِمْ، وَصِيَامَهُ مَعَ صِيَامِهِمْ، يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَايُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، يُنْظَرُ إِلَى نَصْلِهِ فَلايُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ، ثُمَّ يُنْظَرُ إِلَى رِصَافِهِ فَمَايُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ، ثُمَّ يُنْظَرُ إِلَى نَضِيِّهِ،وَهُوَ قِدْحُهُ، فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ، ثُمَّ يُنْظَرُ إِلَى قُذَذِهِ فَلايُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ، قَدْ سَبَقَ الْفَرْثَ وَالدَّمَ،آيَتُهُمْ رَجُلٌ أَسْوَدُ،إِحْدَى عَضُدَيْهِ مِثْلُ ثَدْيِ الْمَرْأَةِ،أَوْ مِثْلُ الْبَضْعَةِ تَدَرْدَرُ، وَيَخْرُجُونَ عَلَى حِينِ فُرْقَةٍ مِنَ النَّاسِ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ:فَأَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُ هَذَا الْحَدِيثَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَشْهَدُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ قَاتَلَهُمْ وَأَنَا مَعَهُ، فَأَمَرَ بِذَلِكَ الرَّجُلِ فَالْتُمِسَ فَأُتِيَ بِهِ، حَتَّى نَظَرْتُ إِلَيْهِ عَلَى نَعْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي نَعَتَهُ. (1)

(1) صحيح البخاري: كتاب المناقب،باب علامات النبوة في الإسلام،رقم الحديث: ٣٦١٠

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ مال تقسیم کر رہے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ذوالخویصرہ جو قبیلہ بنی تمیم کا ایک شخص تھا حاضر ہوا۔ اس نے کہا یا رسول اللہ! انصاف کیجئے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیری خرابی ہو اگر میں انصاف نہ کروں گا تو کون ہے جو انصاف کرے گا؟ اگر میں انصاف نہ کروں تو بہت ناکام و نامراد ہوں گا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مجھ کو اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن اڑا دوں فرمایا اس کو رہنے دو اس کے چند ساتھی ایسے ہیں جن کی نمازوں کو دیکھ کر تم اپنی نمازوں کو حقیر سمجھو گے۔ اور ان کے روزوں کے سامنے اپنے روزہ کو کمتر وہ قرآن کی تلاوت کریں گے مگر وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا یہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح کمان سے تیر نکل جاتا ہے اس کے پکڑنے کی جگہ دیکھی جائے تو اس میں کوئی چیز معلوم نہ ہو گی۔ اس کے پر دیکھے جائیں تو ان میں کوئی چیز معلوم نہ ہو گی۔ اس کے پر اور پکڑنے کی جگہ کے درمیانی مقام کو دیکھا جائے تو اس میں کوئی چیز دکھائی نہ دے گی حالانکہ وہ گندگی اور خون سے ہو کر گزرا ہے ان کی نشانی یہ ہے کہ ان میں ایک سیاہ آدمی ہو گا اس کا ایک مونڈھا عورت کے پستان یا پھڑکتے ہوئے گوشت کے لوتھڑے کی طرح ہو گا جب لوگوں میں اختلاف پیدا ہو گا تو یہ ظاہر ہوں گے۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اس امر کی شہادت دیتا ہوں کہ میں نے یہ حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے اور یہ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب نے ان لوگوں سے جنگ کی ہے۔ میں ان کے ساتھ تھا انہوں نے حکم دیا وہ شخص تلاش کر کے لایا گیا میں نے اس میں وہی خصوصیات پائیں جن کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے

میں بیان فرمایا تھا۔

مشاجرات کی تعبیر کی وجہ

واضح رہے کہ صحابہ کرام کی آپس میں اس طرح کی جو جنگیں ہیں انہیں ''مشاجراتِ صحابہ'' کہا جاتا ہے، انہیں محاربات اور لڑائیاں نہیں کہتے۔ مشاجرات شجر سے ہے، شجر کہتے ہیں درخت کو، درخت کی جو شاخیں ہوتی ہیں وہ درخت کی زینت اور خوبصورتی کے لئے ہوتی ہیں اور درخت کی شاخیں جب آپس میں ٹکراتی ہیں تو یہ یا تو باہر کی ہوا سے ٹکراتی ہیں یا باہر کے دیگر خارجی اثرات سے، ورنہ وہ شاخیں تو درخت کے لیے تزیین اور خوبصورتی کا ذریعہ ہیں، باہر سے جب ہوا تیز چلتی ہے تو ان ہواؤں کی وجہ سے یہ شاخیں ٹکراتی ہیں، برگ وبار بھی گرتے ہیں، پتے بھی جڑتے ہیں، اسی طرح صحابہ کرام اسلام کا ایک درخت ہیں، اور اس درخت کی ساری شاخوں سے اسلام کی خوبصورتی قائم ہے لیکن سبائیت کی ہوائیں، خوارج کی ہوائیں، منافقین کے ہوائیں چلیں، ان ہواؤں اور غلط فہمیوں سے ٹکراؤ ہوا۔ یاد رہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مقام ومنزلت کو تاریخ کے سانچے میں نہیں بلکہ صحابہ کے مقام ومرتبہ کو قرآن وحدیث کی روشنی میں دیکھنا چاہیے۔

عموماً بعض کم علم لوگ تاریخ کی کتابوں میں اس قسم کی جنگیں پڑھ کر غلط فہمی کا شکار ہوتے ہیں، پھر معاذ اللہ قرآن وحدیث میں صحابہ رضوان علیہم اجمعین کے تقدس وناموس کے جوتذکرے ہوئے ان کو نظر انداز کرتے ہوئے نقد وجرح سے کام لیتے ہیں اور اپنے قلم کی جولانی دکھانے کے لیے العیاذ باللہ صحابہ کی عزت وناموس پر حرف اٹھاتے ہیں، تاریخ کی کتابیں پڑھ کر صحابہ کے ساتھ یہ ناروا سلوک سراسر غلط ہے، یہ ٹھیک نہیں۔ صحابہ انبیاء کے بعد اس کائنات کی مقدس ترین جماعت ہے، ان کا مرتبہ

ومقام، ناموس وعظمت کا قرآن میں جا بجا ذکر ہوا ہے، اس لیے صحابہ کے مقام کو قرآن وحدیث کی روشنی میں دیکھنا چاہیے۔ صحابہ کے بارے میں اللہ رب العزت نے ایک نہیں، دو نہیں متعدد آیات نازل کیں، ان میں صحابہ کے ایمان وطہارت کی، ان کے اخلاص اور تقویٰ کی گواہی دی گئی ہے، تاریخ کی کتابوں میں جو روایات ہیں وہ رطب ویابس کا مجموعہ ہیں، اس پر فیصلہ نہیں ہوگا، جب کہ نقل کرنے والے ہوں بھی رافضی اور شیعہ، اور روایات بھی منقطع، معضل اور متروک ومتہم رواۃ سے، تو ان پر ہرگز اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔

ایسے بے سروپہ باتیں نقل کرنے والے صحابہ کے دور میں نہیں تھے، ان میں سے کوئی بیس سال بعد تو کوئی چالیس سال بعد آیا، واقعات کے عینی شواہد کوئی نہیں، اسلئے ان کا اعتبار نہیں۔ یہ اس موقع پر آج کے صحافیوں کی طرح وہاں موجود تو نہیں تھے کہ کیمرہ لے کر موی بنا رہے ہوں؟ یہ لوگ اس وقت تھے ہی نہیں، بعد میں آئے انہیں یہ معلومات کس نے فراہم کیں؟ کیا فراہم کرنے والے ثقہ تھے؟ اور وہ جن سے نقل کر رہے کیا وہ ثقہ تھے؟

مؤرخین نے ہر قسم کی روایات نقل کر کے اُس کی تحقیق کی ذمہ داری پڑھنے والے پر ڈال دی، علاّمہ ابن جریر طبری رحمہ اللہ اپنی تاریخ کے شروع میں ایک بات نقل کرتے ہیں کہ میری اس کتاب میں جو بھی روایت ایسی ہو جسے پڑھنے والا عجیب سمجھے، یا اس کا سننے والا اسے برا سمجھے کہ اس کی صحت کی کوئی وجہ سمجھ میں نہ آتی ہو، تو اسے یہ معلوم ہونا چاہیے کہ وہ بات ہم اپنی طرف سے نہیں لائے، بلکہ اسے کچھ نقل کرنے والوں سے لیا گیا ہے۔ ہم نے تو وہ خبر اسی طرح پہنچادی ہے جس طرح وہ ہم تک پہنچی۔ ❶

❶ تاریخ الطبری: ج ۱ ص ۸،۷

یعنی ہمیں جو باتیں پہنچتی ہیں ہم ان کو نقل کردیتے ہیں اور اگر کہیں کوئی بات سند کے اندر منقطع ہو یا معضل ہو یا سند میں کوئی راوی متروک یا کذاب ہو تو ہم نے اسے سند کے ساتھ لکھ دیا ہے، بعد والے خود اس روایت یا واقعہ کی تحقیق کرلیں۔

علامہ ابن جریر رحمہ اللہ ہر بات کو سند کے ساتھ لائیں ہیں، اس لئے اس کو پرکھنے کی ذمہ داری ان پر نہیں۔ عصر حاضر میں اسماء الرجال کا فن مدون ملتا ہے اس لیے ذمہ داری قارئین پر ہے کہ وہ روایات کو فن اسماء الرجال کے میزان میں پرکھیں، اور مزاج شریعت اور حضراتِ سلف کے دامن سے وابستہ رہیں، عقائد میں سلف کے وابستگی ہی میں نجات ہے، نہ کہ اپنے ناقص مطالعہ و ناقص تحقیق میں۔

اشکالات اور مشاجرات پر مطالعہ کے لئے مفید کتابیں

۱......منهاج السنة: شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ

۲......المنتقى من منهاج الإعتدال: امام ذہبی رحمہ اللہ

۳......ازالۃ الخفاء: حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ

۴......تحفہ اثنا عشریہ: حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی صاحب رحمہ اللہ

۵......اجوبہ اربعین: علامہ محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ

۶......ہدیہ الشیعہ: ایضاً

۷......مقام صحابہ: حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ

۸......رحماء بینہم: حضرت مولانا محمد نافع صاحب رحمہ اللہ

۹......سیرت امیر معاویہ: حضرت مولانا محمد نافع صاحب رحمہ اللہ

۱۰......سیرت علی رضی اللہ عنہ: حضرت مولانا محمد نافع صاحب رحمہ اللہ

۱۱......سیرت خلفائے راشدین: علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب رحمہ اللہ

۱۲......عبقات: ایضاً

۱۳......عدالت حضراتِ صحابہ کرام: حضرت مولانا مہر محمد میانوالی صاحب رحمہ اللہ

۱۴......اصحاب محمد کا مدبرانہ دفاع: حضرت مولانا بشیر احمد صاحب رحمہ اللہ

۱۵......حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور تاریخی حقائق: شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ

۱۶......خلافت وملوکیت کی تاریخی وشرعی حیثیت: حضرت مولانا حافظ صلاح الدین یوسف صاحب

روافض کے چار بڑے گروہ اور ہر گروہ کی شاخیں

امام رازی رحمہ اللہ نے روافض کے فرقوں کا تفصیلاً ذکر کیا ہے، روافض میں چار بڑے گروہ ہیں۔

۱......زیدیہ

۲......امامیہ

۳......غلاۃ

۴......کیسانیہ

پھر زیدیہ میں دو (۲) فرقوں کا اور امامیہ کے تحت تیرہ (۱۳) فرقوں کا اور غلاۃ کے تحت پندرہ (۱۵) فرقوں کا، اور کیسانیہ کے تحت پانچ (۵) فرقوں کا ذکر ہے، امام رازی رحمہ اللہ نے ہر فرقہ کا نام اور مختصراً اُس کے عقائد بھی ذکر کیے ہیں، اس طرح کل یہ چالیس (۴۰) فرقے بنتے ہیں، دیکھئے تفصیلاً: ❶

فرقہ معتزلہ کا پس منظر

اِس دور میں ایک اور جماعت وجود میں آئی جو "معتزلہ" کے نام سے مشہور ہے۔

❶ إعتقادات فرق المسلمين والمشركين: في شرح فرق الخوارج، ص ۵۲ تا ۶۶

معتزلہ کا بانی واصل بن عطاء ہے، یہ (۸۰ھ) میں پیدا ہوا اور (۱۳۱ھ) میں اس کا انتقال ہوا ہے۔ حسن بصری رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۰ھ) درس دے رہے تھے، تو درس کے دوران ایک شخص نے آ کر مسئلہ پوچھا کہ اگر ایک آدمی گناہ کبیرہ کرے تو کیا وہ مسلمان رہتا ہے یا کافر ہو جاتا ہے؟ حسن بصری رحمہ اللہ نے ابھی جواب نہیں دیا تھا کہ یہ کھڑا ہو گیا اس نے جواب دے دیا کہ وہ ایمان سے خارج ہو جاتا ہے البتہ کفر میں داخل نہیں ہوتا، یعنی اس نے ''منزلۃ بین المنزلتین'' کا نظریہ قائم کیا، حسن بصری رحمہ اللہ اس پر نکیر کی تو وہ مجلس سے اٹھ کھڑا ہوا اور مجلس سے نکلا اور الگ ستون کے پاس جا کر اپنا الگ حلقہ لگا دیا، تو حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا:

اِعْتَزَلَ عَنَّا وَاصِلٌ فَسُمِّيَ هُوَ وَأَصْحَابُهُ مُعْتَزِلَةً.[1]

ترجمہ: واصل ہم سے جدا ہو گیا، پس اسی وجہ سے اس کا اور اس کے اصحاب کا نام ''معتزلہ'' رکھا گیا۔

یعنی وہ فرقہ جو اپنے نظریات میں اہل سنت والجماعت سے الگ ہے۔

معتزلہ کے اصولِ خمسہ

معتزلہ کے پانچ اصول ہیں، ان اصولِ خمسہ پر معتزلہ کے فرقے کی بنیاد ہے۔

۱......توحید

معتزلہ کا پہلا اصول ہے توحید۔ توحید کا مطلب کیا ہے؟ یہ اللہ تعالیٰ کی صفات کے قائل نہیں ہیں، یہ صرف اللہ رب العزت کی ذات کو مانتے ہیں، صفات کی نفی کرتے ہیں۔ دیکھیں توحید کے تو اہل سنت والجماعت بھی قائل ہیں، فرق یہ ہے کہ یہ صفات باری تعالیٰ کا انکار کرتے ہیں اور وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ اگر صفات کو مانیں گے تو اللہ

[1] الملل والنحل للشهرستاني: الباب الأول، الفصل الأول، المعتزلة، ج ۱ ص ۴۸

تعالیٰ کی بہت ساری صفات ہیں اور صفات کے متعدد ہونے سے ذات باری تعالیٰ میں تعدد ہوگا، پھر توحید باقی نہیں رہے گی اور اس سے تعددِ قدماء لازم آئے گا، تو یہ توحید کے منافی ہے، اس لیے انہوں نے صفات ہی کا انکار کر دیا کہ اللہ تعالی کی صفات نہیں ہیں، صرف ذات ہے۔

ان کی یہ بات ٹھیک نہیں ہے، اس لیے کہ صفات کے تعدد سے ذات میں تعدد لازم نہیں آتا، اس کی مثال یوں ہے کہ ایک آدمی حافظ، عالم، مفتی، قاری، مُجَوِّد، محدث، محقق اور مصنف بھی ہے، مگر وہ شخص ایک ہی رہتا ہے، ان اوصاف سے اس شخص کی ذات میں تعدد لازم نہیں ہے۔ اوصاف کے بڑھنے سے اس کی شخصیت میں نکھار آتا ہے، اوصاف کے بڑھنے سے عظمت اور مقام بڑھتا ہے ذات نہیں بڑھتی، اللہ تعالی کی صفات جتنی زیادہ ہیں اتنا ہی اللہ رب العزت کی عظمت میں اضافہ ہوتا ہے، اس سے تعدد قدماء لازم نہیں آتا، یہ تب ہوتا ہے جب ذات میں تعدد ہوتا، یہاں ذات میں تعدد نہیں بلکہ صفات میں تعدد ہے اور صفات کے متعدد ہونے سے ذات متعدد نہیں ہوتی، صفات من حیث الوجود ذات سے الگ نہیں ہیں، صفات تو ذات کے ساتھ منسلک ہیں، تو اللہ رب العزت کی ذات جب سے ہے اللہ کے اوصاف اس وقت سے ہیں۔ توحید کے جو منافی ہے وہ ذاتِ باری تعالی میں تعدد ہے۔ یہ پہلے اصل کی تفصیل اور اس کی تردید تھی۔

۲......عدل

ان کا دوسرا نظریہ عدل کا ہے، ان کے اس نظریہ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر عدل کرنا واجب ہے، یعنی نیکو کار کو اچھا بدلہ دینا اور گنہگار آدمی کو اور کافر کو سزا دینا اللہ پر واجب ہے۔ اسی طرح اصلح للعباد اللہ پر واجب ہے۔

معتزلہ کا یہ نظریہ بھی ٹھیک نہیں اس لیے کہ اللہ پر کوئی چیز لازم نہیں ہے، اگر چہ اللہ رب العزت اپنے وعدہ کے مطابق نیکوکار کو اچھا بدلہ دیں گے، گنہگار کو سزا دیں گے، لیکن اللہ تعالی پر ایسا کرنا لازم نہیں ہے، بلکہ اللہ تعالی اس کے خلاف کرنے پر بھی قادر ہے۔

۳......وعدہ و وعید

ان کا تیسرا نظریہ وعدہ اور وعید کا اظہار ہے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے ہاں وعید کا نفاذ ہوگا جو کبیرہ گناہ کا ارتکاب کرے اور توبہ نہ کرے تو وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔اور وعدوں اور بشارتوں کا نفاذ لازمی ہوگا۔

۴......منزلة بين المنزلتين

اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے ہاں جو آدمی گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرے تو وہ شخص ایمان سے خارج ہو جاتا ہے لیکن کفر میں داخل نہیں ہوتا، بلکہ ایمان اور کفر کے درمیان میں ہوتا ہے۔ان کے ہاں فاسق آدمی نہ مؤمن ہے اور نہ کافر۔

۵......امر بالمعروف اور نہی عن المنکر

یعنی ہر مؤمن پر لازم ہے کہ وہ امر بالمعروف کرتا رہے اور منکر سے منع کرے، ان کے ہاں ائمہ کے خلاف خروج جائز ہے اور ان کے ساتھ قتال بھی۔ ❶

امام رازی رحمہ اللہ نے "إعتقادات فرق المسلمين والمشركين" میں معتزلہ کے سترہ (۱۷) فرقوں کا تذکرہ کیا، ہر فرقہ کا نام، اُس کا بانی اور اُس کے معروف نظریات کا بھی اختصار کے ساتھ ذکر کیا ہے، دیکھئے تفصیلاً: ❷

فرقہ مرجیہ کا تعارف

مرجیہ ایک معروف فرقہ ہے، یہ وہ فرقہ ہے جس نے عمل کو ایمان سے بالکل مؤخر کر دیا،

❶ الإنتصار في الرد على المعتزلة القدرية الأشرار: الباب الأول، ج ۱ ص ۶۹

❷ إعتقادات فرق المسلمين والمشركين: الفصل الثاني، ص ۴۰ تا ۴۶

مرجیہ ارجاء سے مشتق ہے، اس کا معنی تاخیر کرنے کے ہیں، یہ لوگ عمل کو ایمان میں داخل نہیں کرتے، ان کے ہاں ایمان نفس تصدیق کا نام ہے، اس لیے ان کا نام مرجیہ پڑ گیا۔ انہوں نے کہا عمل کی ضرورت نہیں، اگر ایک آدمی ایمان قبول کر لے تو کافی ہے، عمل نہ بھی کرے تب بھی نجات ہو جائے گی۔ اِن کے ہاں نیک اعمال کا کوئی فائدہ نہیں اور گناہ کا کوئی نقصان نہیں۔ یہاں ایک بات سمجھ لیں کہ بعض لوگوں نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور احناف کی طرف مرجیہ ہونے کی نسبت کی، یہ نسبت ٹھیک نہیں ہے، اس کا تفصیلی جواب راقم کی کتاب ''امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا محدثانہ مقام'' میں ہے، اختصار کے ساتھ جواب یہ ہے کہ مرجیہ کی دو قسمیں ہیں: ایک مرجیہ اہلِ سنت ہے اور ایک مرجیہ اہلِ بدعت ہے۔ اہلِ سنت مرجیہ کا عقیدہ یہ ہے کہ عمل ایمان کی حقیقت اور ایمان کی ماہیت میں شامل نہیں ہے، ایمان نام ہے تصدیق کا۔ محدثین نے ایمان کو تین چیزوں سے مرکب مانا تھا کہ ایمان تصدیق قلب، اقرار باللسان اور عمل بالارکان کا مجموعہ ہے۔ تو چونکہ متکلمین، محققین اور احناف نے یہ بات کہی کہ عمل ایمان کی حقیقت میں شامل نہیں ہے، اس وجہ سے بعض نے ان کی طرف مرجیہ ہونے کی نسبت کر دی کہ یہ عمل کو حیثیت نہیں دے رہے، حالانکہ متکلمین احناف اور فرقہ مرجیہ میں بڑا فرق ہے، اہلِ بدعت مرجیہ تو کہتے ہیں عمل کی ضرورت ہی نہیں ہے احناف اور متکلمین کہتے ہیں عمل کی ضرورت ہے، اگر کوئی شخص عمل نہیں کرے گا تو وہ گنہگار اور فاسق فاجر ہوگا، اللہ کے ہاں اس کی سزا ہوگی، البتہ عمل ایمان کی حقیقت میں شامل نہیں ہے۔ اس قول سے بعض لوگوں کو غلط فہمی ہوئی اور انہوں نے امام اعظم رحمہ اللہ کو مرجیہ میں شامل کر دیا، حالانکہ امام صاحب مرجیہ میں سے نہیں ہیں۔ امام صاحب رحمہ اللہ نے عثمان البتی کی طرف ''الرسالة إلى العثمان البتي'' رسالہ لکھ کر روانہ

کیا تھا۔عثمان البتی اس دور کے بزرگ، نیک، صالح شخص تھے، اس نے امام صاحب کو ایک خط لکھا کہ عقیدہ ارجاء کی جو نسبت آپ کی طرف کی جاتی ہے درست ہے یا غلط؟ امام صاحب نے اس کو جواب میں یہ رسالہ لکھ کر اس میں وضاحت کی کہ یہ میرا نظریہ نہیں ہے، آپ نے مرجیہ اور ان کے نظریہ کی تردید کی، نیز امام صاحب کی کتاب ''الفقه الأكبر'' میں بھی اس کا رَد ہے۔

امام رازی رحمہ اللہ نے مرجیہ کے پانچ (٥) فرقوں کا تذکرہ کیا ہے، ہر ایک کا نام اور اُس کا نظریہ ذکر کیا ہے، دیکھئے تفصیلاً: ❶

فرقہ قدریہ کا تعارف

اس کا نظریہ یہ ہے کہ انسان اپنے افعال پر خود قادر ہے اور انسان اپنے افعال کا خود خالق ہے، انسان جو عمل کرنا چاہے وہ کر سکتا ہے، جبکہ اہل سنت یہ کہتے ہیں کہ انسان اپنے اعمال کا کاسِب ہے خالق نہیں، خالق تو اللہ ہے۔

فرقہ قدریہ کا پس منظر

قدریہ فرقے کی بنیاد اس طرح پڑی کہ عیسائیوں میں ایک شخص تھا، اس کا نام ''سوسن'' تھا، اس نے ہی اس عقیدے کو سب سے پہلے ترویج دی، عربوں کے ماحول میں اس نے کہا کہ تقدیر کوئی نظریہ نہیں ہے بلکہ جو کچھ ہوتا ہے انسان خود کرتا ہے، اللہ نے کوئی تقدیر نہیں لکھی، انسان جب کوئی عمل کرتا ہے تب اللہ کو پتہ چلتا ہے (العیاذ اللہ) اس سے پہلے یہ چیزیں طے نہیں ہوتیں۔ اہل سنت والجماعت کہتے ہیں کہ ہر چیز پہلے سے طے ہیں اور لوح محفوظ میں موجود ہیں۔ سُوسَن سے اس نظریہ کو ''معبد بن خالد الجہنی'' نے لیا۔ صحیح مسلم کی ابتداء میں امام مسلم رحمہ اللہ نے ایک روایت نقل کی کہ حضرت

❶ إعتقادات فرق المسلمين والمشركين: الباب السابع، ص ٧٠ تا ٧٢

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تابعین میں سے دو آدمی آئے، انہوں نے کہا: ہمارے ہاں ایک شخص ہے اور وہ تقدیر کا انکار کرتا ہے، تقدیر کو بالکل نہیں مانتا وہ کہتا ہے معاملہ نوایجاد ہے، یعنی جب معاملہ ہوتا ہے پھر اللہ کو پتہ چلتا ہے، اس سے پہلے اللہ کو معلوم نہیں ہوتا، آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہے؟ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اُس شخص کو یہ بات کہدو کہ اگر وہ احد پہاڑ کے برابر سونا بھی خرچ کریں تب بھی اللہ قبول نہیں کرے گا جب تک کہ وہ تقدیر پر ایمان نہ لائیں۔ ❶

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بڑے سخت الفاظ میں اس پر تنبیہ کی۔ اس روایت سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کے دور میں اس فتنے کا ظہور ہو چکا تھا، اور صحابہ کرام نے بڑے سخت الفاظ میں ان پر تنبیہ کی، خاص طور پر حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت جابر بن عبداللہ، حضرت ابوسعید خدری، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم جیسے صحابہ کی نکیر کتب عقائد میں موجود ہے۔ اس کے بعد اس فرقہ کو آگے غیلان بن مسلم نے بڑھایا تھا۔

امام اوزاعی رحمہ اللہ نے اِسے سمجھایا، پھر دلائل کے ساتھ اِس سے مناظرہ بھی کیا، لیکن یہ بد بخت نہ مانا تو انہوں نے اس کے قتل کا فتوی دیا، تو ہشام بن عبدالملک کے دور میں اس کے ساتھ پاؤں کاٹ کر اسے قتل کر دیا، پھر اس طرح یہ فتنہ دب گیا۔ ❷

اس فرقہ کو "قدریہ" کیوں کہتے ہیں؟ قدریہ کا بظاہر مطلب تو یہ بنتا ہے کہ یہ تقدیر کے قائل ہیں حالانکہ یہ تو اس کے قائل نہ تھے، اِن کی وجہ تسمیہ درج ذیل ہے:

(ا) ان کا نام "تسمیة الشي باسم ضده" کے طور پر رکھا گیا، جس کا مطلب یہ ہے کہ شیٔ کا

❶ صحيح مسلم: كتاب الإيمان، باب معرفة الإيمان، رقم الحديث: ۸

❷ لسان الميزان: ترجمة: غيلان بن أبي غيلان، ج ۴ ص ۴۲۴

نام ضد کے ساتھ رکھ دیا جائے، ورنہ قدریہ تو ہم ہیں کیوں کہ ہم تقدیر کو مانتے ہیں وہ تو تقدیر کو نہیں مانتے، مگر بطورِ استہزا ان کا نام شی کی ضد کے ساتھ رکھ دیا گیا۔

(۲) ان کا نام قدریہ اس وجہ سے ہے کہ یہ لوگ زیادہ تر اس موضوع پر بحث کرتے تھے، مناظرے، مباحثے کرتے تھے تو اس لیے ان کا نام قدریہ پڑ گیا۔

(۳) یہ کہتے تھے کہ انسان اپنے افعال کا خود خالق اور قادر ہے، اس لئے ان کو قدریہ کہتے ہیں۔

فرقہ جبریہ کا تعارف

جب یہ نظریہ سامنے آیا کہ انسان اپنے افعال پر قادر اور خود خالق ہے، تو اس کے مقابلے میں ایک اور گروہ بنا جو ''جبریہ'' کے نام سے موسوم ہے۔ جبریہ کا بانی جہم بن صفوان ہے، ان کی رائے یہ ہے کہ انسان مجبورِ محض ہے۔ ان دونوں فرقوں میں افراط وتفریط ہے، ایک نے کہا انسان قادر ہے اور دوسرے نے کہا انسان تو جمادات کی طرح مجبورِ محض ہے وہ تو کچھ بھی نہیں کر سکتا، سب کچھ تو اللہ رب العزت کی طرف سے ہے، انسان کا کوئی اختیار نہیں تو اس نے تمام اختیارات کو سلب کر دیا، اس لئے اس فرقے کا نام جبریہ ہوا۔ پھر اس فرقے کے اندر چار (۴) گروہ بنے، دیکھیں تفصیلاً: [1]

فرقہ مجسمہ کا تعارف

ایک فرقہ ہے جسے ''مجسمہ'' کہتے ہیں۔ اس جماعت کو ''مجسمہ'' بھی کہتے ہیں اور ''مشبہ'' بھی کہتے ہیں، مجسمہ فرقے کا بانی ہے مقاتل بن سلیمان۔ اِس سے تفسیری روایات بھی منقول ہیں۔ اس نے ایک نیا نظریہ دیا مجسمہ کا اور کہا اللہ تعالیٰ کا ہماری طرح جسم ہے، اور اللہ کی صفات ہماری صفات کے مشابہ ہیں، اللہ تعالی کے لئے اسی طرح سمع

[1] إعتقادات فرق المسلمين والمشركين: الباب السادس، ص ۶۸، ۶۹

وبصر ہے جیسے ہماری لئے ہے۔ چونکہ اس نے خالق کو مخلوق کے ساتھ تشبیہ دی، اسلئے ان کو ''مجسمہ اور مشبہ'' کہا جاتا ہے۔

حشویہ کا تعارف

یہ فرقہ مجسمہ کی ایک شاخ ہے، حشو زائد اور فضول چیز کو کہتے ہیں، یہ وہ جماعت تھی جن میں عقل نام کی کوئی چیز نہیں تھی، بے عقل اور دیوانے قسم کے لوگ تھے، ایسی باتیں کر رہے ہوتے تھے جو شرع سے بالکل متصادم تھیں۔

فرقہ کرامیہ کا تعارف

ایک فرقہ اور بنا جس کا نام ''کرامیہ'' تھا، اس کا بانی ابو عبداللہ محمد بن کرام سجستانی تھا، یہ بھی مجسمہ کی شاخ ہے، ان کے بھی وہی نظریات تھے جو مجسمہ کے تھے اور ان کے یہاں ایمان صرف معرفت کا نام ہے، دل سے تصدیق کرنا ان کے نزدیک ضروری نہیں ہے، نہ ہی عمل بالارکان کی ضرورت ہے، بس ایک آدمی معرفت رکھ لے تو یہ کافی ہے، یہ اصولی طور پر تو مجسمہ سے متأثر تھے لیکن بعض چیزوں میں انہوں نے اپنی ذاتی آراء قائم کیں، ان کا نظریہ تھا کہ اللہ تعالی جسم اور جوہر ہے، اور محلِ حادث ہے اور یہ اللہ تعالی کے لئے جہت اور مکان کو ثابت کرتے ہیں۔ پھر ان کے اندر بھی دو (۲) فرقے بنے، دیکھئے تفصیلاً: [1]

باطل فرقوں اور فتنوں کی سرکوبی کے لیے امام اعظم رحمہ اللہ کا انتخاب

اللہ رب العزت نے ان فتنوں کے دفاع کے لیے جس شخصیت کو سب سے پہلے چنا وہ کوئی اور نہیں بلکہ مسلمانوں کے عظیم امام اور فقہ اسلامی کے بے تاج بادشاہ اور مدوّن امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ ہیں۔ حضرت امام صاحب رحمہ اللہ کے بارے میں خطیب

[1] إعتقادات فرق المسلمين والمشركين: الباب الخامس، ص ٦٧

بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) نے ''تاریخ بغداد'' میں نقل کیا کہ آپ فرماتے ہیں:

كنت أنظر في الكلام حتى بلغت فيه مبلغا يشار إلى فيه بالأصابع. ❶

یعنی میں علم کلام میں اس درجہ کو پہنچ گیا کہ میری طرف انگلیوں سے اشارہ کیا جانے لگا۔ یعنی لوگوں میں اتنے مشہور تھے کہ جب بھی کسی کو اس موضوع پر بات کرنی ہوتی، دلائل سمجھنے ہوتے، فریق مخالف اور خصم سے مباحثہ، مناظرہ کرنا ہوتا تو اشارہ امام صاحب رحمہ اللہ کی طرف کرتے تھے۔ امام صاحب رحمہ اللہ کی شہرت اگر چہ فقہ میں زیادہ ہوئی ہے، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ علم کلام سے وابستہ نہیں تھے، بلکہ اللہ تعالی نے آپ کو علم کلام اور عقائد میں بھی کامل رسوخ اور گہری نظر و فکر عطا کی تھی، آپ نے اس دور میں اس پر بڑے مناظرے بھی کیے۔ اُس دور کے فتنوں میں خوارج، معتزلہ، دہریوں کا فتنہ تھا، اِس کے علاوہ جو دیگر فتنے تھے اُن سے آپ نے کامیاب مناظرے کئے۔

امام صاحب نے جہاں اِن سے زبانی طور پر صحبت ودلیل سے بات کی اور مختلف مجالس میں انہیں لاجواب کیا، اسی طرح آپ نے تحریری طور پر بھی اس پر کام کیا، اور اپنے تلامذہ کے سامنے عقائد اہلِ سنت والجماعت کی مکمل وضاحت کی، امام صاحب رحمہ اللہ کے حوالے سے اس وقت متعدد کتابیں، خطوط اور رسائل محفوظ ہیں، جن کا تعارف درج ذیل ہے:

عقائد پر لکھی گئی (۱۰۵) عربی کتب کا تعارف

۱ ...... الفقه الأكبر

یہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی پہلی کتاب ہے اور یہ حماد بن ابی حنیفہ سے روایت ہے، حماد امام صاحب کے صاحبزادے ہیں، گویا آپ کے بیٹے نے اِسے آپ سے نقل کیا ہے،

❶ تاريخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۱۳ ص ۳۳۳

اس میں اصولِ ایمان، اللہ کی وحدانیت، اللہ تعالی کی صفاتِ ذاتیہ اور فعلیہ، رسالت، قیامت، عذاب قبر، پل صراط، قضاء قدر، شفاعتِ انبیاء، میزان، رؤیتِ باری تعالی، جنت اور جہنم کا تذکرہ، علاماتِ قیامت، استطاعت، حوضِ کوثر اور استثناء فی الایمان سے متعلق مختصر گفتگو کی ہے، نیز قرآن کی عمدہ تعریف کی ہے، اور خلفاء راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کی افضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

وَأَفْضَلُ النَّاسِ بَعْدَ النَّبِيِّينَ عَلَيْهِمُ الصَّلاةُ وَالسَّلامُ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقِ ثُمَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ الْفَارُوْق ثُمَّ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانٍ ذُوْ النُّوْرَيْنِ ثُمَّ عَلِيّ بْنُ أَبِيْ طَالِبِ الْمُرْتَضَى رِضْوَانُ اللَّهِ عَلَيْهِم أَجْمَعِينَ. (1)

ترجمہ: انبیاء علیہم السلام کے بعد لوگوں میں سب سے افضل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پھر حضرت عمر بن خطاب پھر عثمان بن عفان پھر علی بن ابی طالب رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں۔

امام اعظم کی یہ کتاب ایک جلد میں "مکتبة الفرقان" الامارات العربیہ سے ١٤١٩ھ بمطابق ١٩٩٩ء میں طبع ہے۔

اس کتاب کی سب سے معروف اور مفید شرح ملا علی قاری رحمہ اللہ (متوفی ١٠١٤ھ) کی ہے، جس کا نام "منح الروض الأظهر فی شرح الفقه الأكبر" ہے، یہ "شرح الفقه الأكبر" کے نام سے معروف ہے۔ ملا علی قاری رحمہ اللہ نے متن میں موجود تمام عقائد کی دلائل کی روشنی میں وضاحت کی ہے، ہر عقیدہ کو قرآن وحدیث سے مبرہن کیا ہے، اہلِ سنت والجماعت کے تمام اہم عقائد تفصیل اور جزئیات کے ساتھ اس کتاب میں موجود ہیں، اس کتاب کا محقق نسخہ وہ ہے جو "دار البشائر الإسلامية" سے

(1) الفقه الأكبر: باب المفاصلة بين الصحابه، ص ٤١

طبع ہے، اور پاکستان میں ''قدیمی کتب خانہ'' سے یہ کتاب طبع ہے۔

۲......الفقه الأبسط

یہ امام صاحب رحمہ اللہ کی دوسری کتاب ہے اور یہ کتاب آپ سے آپ کے شاگرد امام ابومطیع الحکم بن عبداللہ بلخی رحمہ اللہ روایت کی ہے، یہ بھی عقائد پر ایک جامع متن ہے، عقائد کے حوالے سے اس میں بھی بڑی مفید مباحث اور مضامین موجود ہیں، امام اعظم رحمہ اللہ نے اس میں تقریباً پندرہ (۱۵) عنوانات بیان فرمائے، جن میں اہل سنت والجماعت کے اصول، عذاب قبر کا اثبات، اللہ تعالیٰ کے لیے علو کا اثبات، ان لوگوں کا رد کیا ہے جو کہتے ہیں کہ اللہ تعالی شر کا خالق نہیں ہے۔ مؤمن گناہوں کی وجہ سے عذاب میں گرفتار ہوگا، لیکن اس کی تکفیر نہیں ہوگی، ہجرت اور استثناء فی الایمان کو بیان کیا ہے، اور جو شخص ضروریات دین میں سے کسی بھی امر کا انکار کرے یا کسی بھی شئی کے متعلق اللہ کے خالق ہونے کا انکار کرے اس پر کفر کا حکم لگایا، نیز اس کتاب میں امام اعظم رحمہ اللہ نے استطاعت فی العبد کے بارے میں فرمایا:

إِنَّ الِاسْتِطَاعَةَ الَّتِي يَعْمَلُ بِهَا الْعَبْدُ الْمَعْصِيَةَ هِيَ بِعَيْنِهَا تَصْلَحُ لِأَن يَّعْمَلَ بِهَا الطَّاعَةَ. (1)

ترجمہ: جس استطاعت کے ذریعہ انسان گناہ کرتا ہے بعینہٖ وہ استطاعت اس کی بھی صلاحیت رکھتی ہے کہ اس کے ذریعہ نیک اعمال بجالائے۔

امام صاحب مزید فرماتے ہیں کہ بندہ اس بات کا مکلّف ہے کہ اللہ نے اس میں جو استطاعت پیدا کی اُسے خالصتاً اطاعت پر صرف کرے گناہ پہ نہیں۔

ان مضامین وعنوانات کو امام صاحب رحمہ اللہ نے قرآن، احادیث، آثارِ صحابہ اور عقلی

(1) الفقه الأبسط: كلامه عن الاستطاعة، ص ۱۰۲

ونقلی دلائل سے مزین کیا ہے۔ یہ کتاب (١٦٧) صفحات پر "مكتبة الفرقان" الامارات العربیہ سے ١٤١٩ھ بمطابق ١٩٩٩ء میں طبع ہے۔

اس کی معروف شرح امام ابواللیث سمرقندی رحمہ اللہ (متوفی ٣٧٣ھ) کی "شرح الفقه الأبسط" ہے، یہ شرح علامہ کوثری رحمہ اللہ کی تعلیق تحقیق کے ساتھ مصر سے طبع ہے۔ یہ شرح امام ابومنصور ماتریدی رحمہ اللہ کے نام سے بھی طبع ہے، لیکن یہ خطاء ہے، یہ اِن کی شرح نہیں ہے بلکہ علامہ سمرقندی رحمہ اللہ کی شرح ہے، یہ کتاب عقائد پر لکھے گئے سبع رسائل کے ضمن میں "دائرة المعارف العثمانية" ہندوستان سے ١٤٠٠ھ میں طبع ہے۔

٣......الوصية

یہ امام اعظم رحمہ اللہ کا مختصر رسالہ ہے، جس میں بعض اہم اصولِ دین کا ذکر ہے، جیسے ایمان، تقدیر وغیرہ۔

اس رسالہ کی اچھی شرح علامہ اکمل الدین بابرتی رحمہ اللہ (متوفی ٧٨٦ھ) کی "شرح الوصية" ہے، مصنف وہی ہیں جنہوں نے ہدایہ کی معروف شرح "العناية شرح الهداية" بھی لکھی ہے، زیرِ تعارف کتاب "دار الفتح" اُردن سے طبع ہے۔

٤...... العالم والمتعلم

یہ امام اعظم رحمہ اللہ کی چوتھی کتاب ہے، اس میں امام صاحب نے اپنے شاگرد ابو مقاتل حفص بن مسلم سمرقندی کے سوالات کے جوابات دیے ہیں۔

٥......رسالة الإمام أبي حنيفة إلى عثمان البتي

یہ عقائد پر امام اعظم رحمہ اللہ کا رسالہ ہے، امام صاحب رحمہ اللہ کے دور میں ایک تابعی تھے حضرت عثمان البتی رحمہ اللہ (متوفی ١٤٣ھ) انہوں نے حضرت انس بن مالک

رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے، امام اعظم رحمہ اللہ نے یہ رسالہ اس تابعی کے ایک خط کے جواب میں تحریر فرمایا تھا، جس میں انہوں نے امام صاحب سے ارجاء کے بارے میں سوال کیا، تو آپ نے اس کی مکمل وضاحت کی، اور آپ کی طرف جن بدعتیوں نے اِس کی نسبت کی تو آپ نے مدلل انداز میں اپنے عقیدے کی وضاحت کی ہے۔

امام اعظم رحمہ اللہ کی پانچ کتابوں کا اختصار

علاّ مہ کمال الدین بیاضی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۹۷ھ یا ۱۰۹۸ھ) کی ان پانچوں کتابوں کے مضامین کو جمع کر کے مربوط انداز میں مہذب ومنقح کر کے ایک خلاصہ تیار کیا اور اس کا نام رکھا "الأصول المُنِيفة للامام أبي حنفية" پھر انہوں نے خود اس کی شرح بھی لکھی ہے اور اس کا نام "إشارات المرام عن عبارات الإمام" رکھا، اس شرح کا ذکر علامہ اسماعیل بن محمد بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۹۹ھ) نے "إيضاح المكنون" اور "هدية العارفين" دونوں میں کیا ہے، دیکھئے تفصیلاً: ❶

علم کلام، علم حدیث اور علم فقہ پر امام اعظم کی خدمات

امام صاحب رحمہ اللہ نے جیسے علم کلام کے مسائل کو بیان کیا اور لکھا، اسی طرح احادیث کو بھی سب سے پہلے آپ نے ابواب کی ترتیب پر مرتب کیا، چنانچہ علاّ مہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) نے اپنی کتاب "تبييض الصحيفة في مناقب أبي حنيفة" میں لکھا ہے:

أَوَّلُ مَنْ دَوَّنَ عِلْمَ الشَّرِيْعَةَ وَرَتَّبَهُ اَبْوَابًاثُمَّ تبعهُ مَالِكُ ابْنُ أَنَسٍ فِي تَرْتِيْبِ الْمُؤطاوَلَمْ يَسْبَقْ اَبَاحَنِيْفَةَ أَحَدٌ. ❷

---

❶ إيضاج المكنون، ج۳ص ۸۴/هدية العارفين: ج ۱ ص ۱۶۴

❷ تبيض الصحيفة: أول من دوّن علم الشريعة، ص ۱۲۹

ترجمہ: امام اعظم وہ شخص ہے جنہوں نے علم شریعت کی سب سے پہلے تدوین کی اور اُسے باب وار مرتب کیا، پھر موطا کی ترتیب میں امام مالک نے انہیں کی پیروی کی، امام ابوحنیفہ سے پہلے کسی نے یہ کام نہیں کیا۔

اس سے معلوم ہوا کہ احادیث کو ابواب کی ترتیب پر سب سے پہلے آپ نے مرتب کیا۔ اسی طرح حدیث میں آپ کی خدمات "**كتاب الآثار لإمام محمد**" "**كتاب الآثار لأبي يوسف**" طبع ہیں۔

اس طرح تیسری چیز فقہ کو بھی آپ نے مدوّن کروایا، آپ مسائل بتاتے شاگرد اس کو لکھتے، خاص طور پر امام محمد رحمہ اللہ کی کتابوں میں آپ ہی کے بیان کردہ مسائل کا تذکرہ زیادہ ہے۔

تو دیکھیں اللہ تعالی نے آپ سے تینوں میدانوں میں خدمات لیں، عقائد میں بھی، حدیث میں بھی اور فقہ میں بھی، اور آپ کے تینوں خدمات کے آثار ونقوش اب بھی موجود ہیں۔

عقائد میں اہلسنت والجماعت کے دو بڑے امام

اہلسنت والجماعت کے دو بڑے امام ہیں (١) امام ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ (٢) امام ابومنصور ماتریدی رحمہ اللہ۔ امام ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ کی وفات ٣٢٤ہجری میں ہے اور امام ابومنصور ماتریدی رحمہ اللہ کی وفات ٣٣٣ہجری میں ہے۔ اشاعرہ اور ماتریدیہ یہ دونوں فرقہ ناجیہ سے میں سے ہیں، فرقہ ناجیہ وہ ہے جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مَاأَنَاعَلَيْهِ وَأَصْحَابِيْ" یعنی جو میرے اور میرے صحابہ کے طریقہ پر ہوں۔ عقائد میں ایک جماعت امام ابوالحسن اشعری کی اور ایک جماعت امام ابومنصور ماتریدی رحمہ اللہ کی پیروی کرتی ہے، ان کی پیروی کا مطلب یہ ہے کہ

چونکہ انہوں نے فتنوں کے خلاف کام کیا، عقائد کی صحیح تشریح اور وضاحت کی، اس لیے بعد والوں نے ان کو قبول کیا اور اُن پر اعتماد کیا، یہ مطلب نہیں ہے کہ ان حضرات نے اپنی جانب سے کوئی نیا عقیدہ بنایا ہو، عقائد وہی ہیں جو نصوص میں موجود ہیں، ان حضرات نے صرف عقائد کی وضاحت کی، فرقِ باطلہ کے خلاف کتابیں اور مقالات لکھے، اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو بڑی عزت، محبوبیت اور مقبولیت عطا فرمائی۔

۶......الإبانة عن أصول الديانة

یہ ابوالحسن علی بن اسماعیل بن اسحاق اشعری رحمہ اللہ (متوفی ۳۲۴ھ) کی تصنیف ہے، ''ابوالحسن'' آپ کی کنیت ہے اور اسی سے آپ زیادہ مشہور ہیں، شوافع عقائد کی تشریح وتوضیح میں ان ہی کے پیروکار ہیں، آپ پہلے معتزلی تھے بعد میں اعتزال سے توبہ کرلی، اپنے سوتیلے باپ اور معتزلہ کے شیخ ابوعلی جبائی کی پرورش اور صحبت کی وجہ سے معتزلی عقائد پر گامزن تھے، اہل سنت والجماعت کی طرف اِن کے رجوع کا سبب وہ خواب بنا جو انہوں نے دیکھا، آپ فرماتے ہیں:

وَقَعَ فِي صَدْرِيْ فِيْ بَعْضِ اللَّيَالِيْ شَيْءٌ مِّمَّا كُنْتُ فِيْهِ مِنَ الْعَقَائِدِ فَقُمْتُ وصَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ وَسَأَلْتُ اللّٰهَ تَعَالَى أَنْ يَهْدِيَنِي الطَّرِيْقَ الْمُسْتَقِيْمَ ونِمْتُ فَرَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ فشَكَوْتُ إِلَيْهِ بَعْضَ مَابِي مِنَ الْأَمْرِ، فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكَ بِسُنَّتِيْ فَانْتَبَهْتُ!وَعَارَضْتُ مَسَائلَ الْكَلَامِ بِمَاوَجَدتُّ فِي الْقُرْآنِ وَالْأَخْبَارِ، فَأَثْبَتُّهُ وَنَبَذْتُ مَاسِوَاهُ وَرَائِيْ ظَهْرِيًّا. [1]

ترجمہ: بعض راتوں کو میرے دل میں جن عقائد پر میں قائم تھا ان سے کچھ تشویش

---

[1] تبيين كذب المفتری فیمانسب إلى الأشعری: ص ۳۸، ۳۹

ہوئی، بس میں نے کھڑے ہو کر دو رکعات نماز پڑھی اور اللہ سے صراطِ مستقیم کی ہدایت کا سوال کیا پھر میں سو گیا، تو میں نے خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور مجھے جو پریشانی لاحق ہوئی اُس کی کا ذکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے کہا "عَلَیْکَ بِسُنَّتِیْ" تم پر میری سنت کی پیروی لازم ہے، پھر میں بیدار ہوا اور قرآن واحادیث کی روشنی میں جو میں نے پایا ان کے مطابق علم کلام کے مسائل کے کو مضبوطی سے پکڑ لیا اور اِس کے ماسوا تمام عقائد ونظریات کو پسِ پشت ڈال دیا۔

امام ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ کی اس روئیداد سے صاف پتہ چلتا ہے کہ اللہ رب العزت کی غیبی نصرت ومدد کے ذریعے آپ صراطِ مستقیم کی طرف آئے، اور پھر اللہ تعالی نے آپ سے دین کا بہت بڑا کام لیا۔

آپ ایک زبردست متکلم، صاحب تصنیف اور ملحدوں کی رد میں تلوار بے نیام تھے، آپ نے معتزلہ، روافض، جہمیہ، خوارج اور دیگر بدعتیوں کا علمی تعاقب کیا، خطیب بغدادی رحمہ اللہ آپ کے بارے میں لکھتے ہیں:

أَبُو الْحَسَنِ الْأَشْعَرِيُّ الْمُتَكَلِّمُ صَاحِبُ الْكُتُبِ، وَالتَّصَانِيفِ فِي الرَّدِّ عَلَى الْمُلْحِدَةِ، وَغَيْرِهِمْ مِنَ الْمُعْتَزِلَةِ، وَالرَّافِضَةِ، وَالْجَهْمِيَّةِ، وَالْخَوَارِجِ، وَسَائِرُ أَصْنَافِ الْمُبْتَدِعَةِ. [1]

ترجمہ: ابوالحسن اشعری ایک متکلم، ملحدوں، معتزلہ، روافض، جہمیہ، خوارج اور دیگر بدعتیوں کے رد میں لکھنے والے کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔

امام ابوالحسن رحمہ اللہ ٢٦٠ھ میں پیدا ہوئے اور ٣٢٤ھ میں وفات پائی۔ اگر ان کے

[1] تاریخ بغداد: ج ١١ ص ٣٤٦

تفصیلی حالات پڑھنے ہوں تو "تبيين كذب المفتري فيما نسب إلى الإمام أبي الحسن الأشعري" خطیب بغدادی رحمہ اللہ کی "تاريخ بغداد" حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کی "البداية والنهاية" اور علامہ ابن خلکان رحمہ اللہ کی "وفيات الأعيان" کی طرف مراجعت کر لی جائے۔

زیر تعارف کتاب میں کل چودہ ابواب ہیں، اس میں انہوں نے رؤیت باری تعالی کے مسئلہ کو تفصیل سے لکھا کہ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ قیامت کے دن اللہ رب العزت کا دیدار ہوگا، اس مسئلہ کو انہوں نے آیات واحادیثِ مبارکہ سے مدلل کیا۔ اسی طرح قرآن کریم اللہ کا کلام ہے مخلوق نہیں ہے، اس پر تفصیلی گفتگو کی ہے، استوا علی العرش کے عنوان پر تفصیلی گفتگو کی ہے اور اس کے بارے میں اہل سنت والجماعت کا نقطہ نظر اور متقدمین کے ہاں تفویض ہے اور متاخرین کے یہاں تاویل ہے۔ تفویض کا مطلب یہ ہے کہ متشابہات کی آیات پر ایمان لایا جائے اور اُن کی کیفیت اللہ رب العزت کی طرف سپرد کر دی جائے۔ اور تاویل کا مطلب یہ ہے کہ اس قسم کی آیت پر ایمان لانے کے ساتھ ساتھ کوئی مناسب تاویل کی جائے جو منصوص کے خلاف نہ ہو۔ اور اُن سے آیت کا مفہوم سمجھنا آسان ہو جائے، اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے ہاتھ سے بنایا یعنی اپنی قدرت سے پیدا کیا، ہر چیز پر موت آئے گی سوائے اللہ رب العزت کے چہرے کے، یعنی اللہ رب العزت کی ذات کے۔ متقدمین کو "مفوضہ" اور متاخرین کو "مؤوّلہ" کہتے ہیں۔

مصنف نے آیاتِ متشابہات کی عمدہ تشریح وتوضیح کی ہے اور اشکالات کے جوابات دیئے ہیں، اسی طرح عقیدہ شفاعتِ انبیاء کی وضاحت کی اور معتزلہ کی تردید کی ہے جو شفاعت کے قائل نہیں ہیں، اہل سنت والجماعت کے یہاں حضرات انبیاء علیہم السلام

کی شفاعت ثابت ہے، خاص طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور پھر حافظِ قرآن اور شہید کی شفاعت کا تذکرہ مستند احادیث میں موجود ہے۔اسی طرح مصنف نے حوض کوثر اور عذابِ قبر کا تذکرہ بھی کیا ہے۔

مصنف نے چودہویں باب میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی امامت وخلافت بلافصل کو متعدد قرآنی آیات سے ثابت کیا ہے۔عقیدہ کے حوالے سے اس کتاب کا مطالعہ نہایت مفید ہے، لیکن ایک بات یاد رہے کہ اس کتاب میں بہت سی باتیں اہل بدعت نے شامل کردی ہیں، عموماً اہلسنت کا جو بڑا عالم ہوتا ہے تو اس کی کتابوں میں اہل بدعت اور باطل اپنی باتیں شامل کردیتے ہیں، اُن ائمہ میں جیسے امام غزالی، امام رازی، شیخ عبدالقادر جیلانی اور امام ابوالحسن اشعری رحمہم اللہ اور اس طرح کے دیگر ائمہ کی کتابوں میں بہت سی ایسی باتیں شامل کی گئی ہیں جو انہوں نے نہیں لکھیں، اس لئے جب تک ان کی دیگر کتابوں، افادات اور تلامذہ سے اِس کی تصدیق نہ ہو تو اِسے آگے نقل نہ کیا جائے۔اسلئے کہ تلامذہ نے عموماً وہی چیزیں استاد سے نقل کی ہوتی ہیں جو انہوں نے سنی ہوتی ہیں، اس لئے ان کے براہِ راست یا بالواسطہ تلامذہ کی کتابیں پڑھ لی جائیں۔امام ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ کی یہ کتاب فوقیہ حسین محمود کی تحقیق کے ساتھ "دار الأنصار" قاہرہ سے ایک جلد میں ۱۳۹۷ھ میں طبع ہے۔

۷......مقالات الإسلاميين وإختلاف المصلين

یہ امام ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ (متوفی ۳۲۴ھ) کی تصنیف ہے، مصنف نے اس میں اٹھارہ ابواب بیان کئے ہیں، جس میں انہوں نے مختلف عنوانات پر مقالات لکھے ہیں۔

کتاب کے شروع میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت سے لیکر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت اور حضرت علی ومعاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان ہونے والے

مشاجرات اور اس دوران وجود پانے والے فتنوں پر مختصر مگر جامع مقدمہ لکھا۔ اس میں "مقالات الروافض" کے عنوان کے تحت روافض کے نظریات ذکر کر کے اُن کی تردید کی ہے، پھر "مقالات الخوارج" کے عنوان کے تحت خوارج کے قرآن، توحید، تقدیر، وعید، خلافت اور اطفال سے متعلق نظریات لکھ کر اُن کی مدلل تردید کی ہے۔ اسی طرح اِس کتاب میں مرجیہ، معتزلہ، جہمیہ اور ضراریہ کے نظریات بھی ذکر کر کے اُن کی تردید کی ہے۔ خاص طور پر معتزلہ کے اصولِ خمسہ کی تردید کی، اس میں انہوں نے "أقاويل الناس في المحكم والمتشابة" کے عنوان سے ایک باب باندھا، جس میں محکم ومتشابہ، اعجازِ قرآن اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت خاص ہے یا نہیں؟ اس بارے میں معتزلہ کے اقوال اور اہل سنت کا موقف نقل کیا ہے۔

نیز اس کتاب میں اہل سنت والجماعت کے عقائد ونظریات بھی قرآن وحدیث کی روشنی میں نقل کیے گئے ہیں۔

یہ کتاب بہت مفید ہے اس لحاظ سے کہ اس میں ہر عنوان پر تفصیلی گفتگو ہے، جو شخص فرقِ باطلہ کے عقائد ونظریات اور افکارات کو براہِ راست امام ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ کی عبارات اور تصریحات سے معلوم کرنا چاہے تو وہ یہ کتاب پڑھ لے۔

آپ کی یہ کتاب نعیم زرزور کی تحقیق کے ساتھ دوجلدوں پر "المكتبة العصرية" سے ۱۴۲۶ھ بمطابق ۲۰۰۵ء میں طبع ہے۔

۸......أوهام المعتزلة

یہ امام ابومنصور ماتریدی رحمہ اللہ (متوفی ۳۳۳ھ) کی کتاب ہے، امام ابومنصور ماتریدی رحمہ اللہ مسلمانوں کے دوسرے بڑے امام ہیں، عجیب بات ہے کہ امام ابوالحسن اشعری اور ماتریدی رحمہما اللہ ایک ہی زمانے کے لوگ ہیں، امام ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ کی

وفات ۳۲۴ھ اور امام ابومنصور رحمہ اللہ کی وفات ۳۳۳ھ میں ہوئی، مگر ان کی آپس میں ملاقات نہیں ہوئی، زمانہ اور علاقہ ایک ہونے کے باوجود ان کی ملاقات کی صراحت نہیں ملتی۔ امام ماتریدی رحمہ اللہ کی تفصیلی سوانح سے متعلق بہت کم مواد ملتا ہے۔

امام ابومنصور ماتریدی رحمہ اللہ نے "أوهام المعتزلة" میں معتزلہ کے اوہام یعنی معتزلہ سے کیا کیا اوہام ہوئے؟ ان کے نظریات اور ان کے عقائد کیا تھے اس بارے میں مضامین لکھے ہیں۔

۹......الرد علی القرامطة

یہ بھی امام ابومنصور ماتریدی رحمہ اللہ کی تصنیف ہے، ایک فرقہ گزرا ہے قرامطہ کے نام ہے، یہ اسماعیلیہ کی شاخ ہے، اس کتاب میں انہوں نے ان کے نظریات کی تردید کی ہے۔

۱۰......کتاب الجدل

اس کتاب کے نام سے واضح ہو رہا ہے کہ یہ فرقِ باطلہ کے خلاف مباحثوں، مناظروں پر مشتمل تھی، نیز اس میں ان کے اشکالات کے جوابات بھی دیے گئے ہیں۔

۱۱......تاویلات القرآن

یہ بھی امام ابومنصور ماتریدی رحمہ اللہ کی کتاب ہے، اس میں آپ نے اختصار کے ساتھ آیات کی توضیح وتفسیر کی ہے، محشی نے نہایت عرق ریزی کے ساتھ بالتفصیل تخریج و تحقیق کی ہے، یہ کتاب بارہ جلدوں میں "دارالمیزان" سے طبع ہے۔

۱۲......کتاب رد وعید الفساق

اس میں امام ابومنصور ماتریدی رحمہ اللہ نے وعدہ اور وعید کے متعلق جو معتزلہ کے نظریات ہیں ان کی تردید کی ہے۔

۱۳......رد الأسئلة الخمسة للباهلی

یہ باہلی کے پانچ سوالات کے جوابات پر مشتمل ہے۔

۱۴......رد الإمامة

یہ بھی امام ابومنصور ماتریدی رحمہ اللہ کی کتاب ہے، ان کی ایک اور کتاب ”مآخذ الشرائع“ ہے، یہ اصول فقہ پر لکھی ہے۔

اِن کتابوں کا ذکر خیر الدین زرکلی (متوفی ۱۳۹۶ھ) نے امام ابومنصور رحمہ اللہ کے تذکرے میں کیا ہے، لیکن اِن مندرجہ بالا کتابوں میں سے کوئی کتاب اب تک طبع نہیں ہوئی۔ واللہ اعلم ❶

۱۵......تاویلات أهل السنة

یہ قرآن کریم کی بڑی مفید تفسیر ہے، اس میں قرآن کریم کی آیات کی تشریح خاص طور پر اس میں موجود اللہ تعالیٰ کی صفات اور متشابہہ آیات کی وضاحت اہل سنت والجماعت کے نقطہ نظر کے مطابق کی گئی ہے۔

۱۶......التوحید

یہ بھی امام ابومنصور ماتریدی رحمہ اللہ کی تصنیف ہے، اس کتاب سے کماحقہ استفادہ قدرے مشکل ہے، اس کتاب میں عقائد کے متعلق کم وبیش (۷۰) عنوانات اور مسائل کا تذکرہ ہے، مصنف رحمہ اللہ نے اس میں سمع اور عقل کو معرفت دین کی اصل قرار دیا، اعیان اور اشیاء عالم کے حدوث پر دلیل دی، عالم کے لیے محدث (اللہ) ہے اس پر دلیل دی، اللہ تعالیٰ پر لفظِ جسم کے اطلاق کو ناجائز قرار دیا، اس کی نسبت لفظ شئی کے اطلاق کو جائز قرار دیا، اس میں مصنف نے اللہ تعالیٰ کی صفات مثلاً قادر، عالم، حی،

❶ الأعلام: ج۷ص ۱۹

کریم، اور جواد وغیرہ کو برحق ماننا اور عقلی ونقلی دلائل سے ان اوصاف کے ثبوت کی صراحت کی ہے، اسی طرح اس میں عرش کے متعلق اہل علم کے اقوال اور اسی عنوان کے تحت اپنے مسلک کو بھی بیان کیا، مصنف نے اس میں "إثبات نبوة الأنبياء" کے عنوان کے تحت انبیاء کا مقام ومرتبہ بالخصوص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت کو براہین سے ثابت کیا ہے، اس کے علاوہ حضرت عیسی علیہ السلام کے بارے میں نصاری کی آراء کو بیان کرنے کے بعد ان کی تردید کی، دہریہ کے دلائل ذکر کر کے اُن کا رد کیا، اسی طرح سوفسطائیہ اور مجوسیوں کے نظریات کی بھی تردید کی ہے، نیز اللہ تعالی کے افعال، مخلوق کے افعال، بندہ کی قدرت اور استطاعت کے ثبوت کو بیان کیا "ترک الإستثناء في الإيمان" کا عنوان قائم کر کے ماتریدیہ کے مسلک کو واضح کیا کہ ایمان میں استثناء نہیں کرنا چاہیے، یعنی "أَشْهَدُ أَنْ لا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ" نہیں بولنا چاہیے، بلکہ بغیر "إِنْ شَاءَ اللّٰهُ" کے تصدیق کرے۔ سب سے آخر میں مصنف نے لفظِ اسلام اور لفظِ ایمان کے بارے میں علماء کی آراء کو بیان کیا، آپ کی یہ کتاب فتح اللہ خلیف کی تحقیق کے ساتھ ایک جلد میں مکتبہ "دار الجامعات المصرية" اسکندریہ سے طبع ہے۔

اشاعرہ اور ماتردیہ کے درمیان معروف اختلافی مسائل

اشاعرہ اور ماتریدیہ دونوں اہلِ سنت والجماعت میں سے ہیں، ان کے درمیان اختلاف حقیقی نہیں ہے بلکہ لفظی ہے، ایسے مسائل کونسے ہیں تو انہیں علامہ کمال پاشا رحمہ اللہ (متوفی ۹۴۰ھ) نے "رسالة الإختلاف بين الأشاعرة والماتريدية" کے نام سے رسالہ میں جمع کر دیا ہے۔

یہ رسالہ کتب خانہ مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور میں ہے، شیخ الحدیث، صدر المدرسین

حضرت مولانا سعید احمد پالن پوری صاحب رحمہ اللہ نے "حجة اللّٰه البالغة" کی شرح "رحمة اللّٰه الواسعة" کی پہلی جلد صفحہ ۴۸، ۴۹ میں اس رسالے کو نقل کر دیا ہے، یہ مختصر رسالہ ہے، اس میں وہ بارہ (۱۲) مسائل ہیں جس میں اشاعرہ ماتریدیہ کا اختلاف ہے، لیکن یہ واضح رہے کہ یہ اختلافِ لفظی ہے، اگر کہیں کوئی معنوی اختلاف ہوتو وہ بھی مشابہ اختلافِ لفظی کے ہے۔ حقیقی، یقینی، اور قطعی مسائل میں ان حضرات کا کہیں پر بھی اختلاف نہیں، یہاں اختصار کے ساتھ درج ذیل ہیں:

اشاعرہ اور ماتریدیہ کے درمیان بارہ اختلافی مسائل

(۱) تکوین صفتِ ازلی ہے یا صفتِ حادثہ

اَلتَّكْوِيْنُ صِفَةٌ أَزَلِيَّةٌ قَائِمَةٌ بِذَاتِ اللّٰهِ تَعَالٰى كَجَمِيْعِ صِفَاتِهِ وَهُوَ غَيْرُ الْمُكَوَّنِ.

ترجمہ: ماتریدیہ کے ہاں تکوین اللہ کی صفتِ ازلی ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ قائم ہے، جس طرح اللہ تعالیٰ کی تمام صفات اللہ کے ساتھ قائم ہیں۔

یعنی ماتریدیہ کے ہاں تکوین صفتِ ازلی ہے، جب سے اللہ کی ذات ہے اس وقت سے لے کر یہ صفت اللہ کے ساتھ ہمیشہ سے قائم ہے، جب کہ اشاعرہ کہتے ہیں:

اِنَّهَا صَفَةٌ حَادِثَةٌ غَيْرُ قَائِمَةٍ بِذَاتِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَهِيَ مِنَ الصِّفَاتِ الْفِعْلِيَّةِ عِنْدَه لَا مِنَ الصِّفَاتِ الْاَزَلِيَّةِ.

ترجمہ: تکوین صفتِ حادثہ ہے اور یہ اللہ رب العزت کی ذات کے ساتھ قائم نہیں ہے اور یہ صفاتِ فعلیہ میں سے ہے نہ کہ صفاتِ ازلیہ میں سے۔

خلاصہ یہ ہوا کہ ماتریدیہ کہتے ہیں کہ تکوین صفتِ ازلیہ ہے، جو اللہ رب العزت کے ساتھ قائم ہے جس طرح دیگر صفات ہیں، اور اشاعرہ کہتے ہیں یہ صفتِ حادثہ ہے اور

اللہ رب العزت کے ساتھ یہ قائم بالذات نہیں ہے، بلکہ یہ اللہ کی صفاتِ فعلیہ میں سے ہے نہ کہ صفاتِ ازلیہ میں سے۔

(۲) کلام اللہ مسموع ہے یا نہیں

ماتریدیہ کہتے ہیں:

كَلَامُ اللَّهِ تَعَالَى لَيسَ بِمَسْمُوْعٍ إِنَّمَاالْمَسْمُوْعُ اَلدَّالُ عَلَيْهِ.

ترجمہ: اللہ کے کلام کو سنا نہیں جا سکتا، جو سنا جاتا ہے وہ الفاظ ہیں جو سننے پر دلالت کرتے ہیں۔

اشاعرہ کہتے ہیں:

مَسْمُوْعٌ كَمَاهُوَ الْمَشْهُوْرُ مِنْ حِكَايَةِ مُوْسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ.

ترجمہ: اللہ رب العزت کا کلام مسموع ہے جیسے کہ موسیٰ علیہ السلام کی حکایت مشہور ہے۔

اس اختلاف کا خلاصہ یہ ہوا کہ ماتریدیہ کے نزدیک اللہ کا کلام مسموع نہیں بلکہ وہ الفاظ سنے جاتے ہیں جو اللہ کے کلام پر دلالت کرتے ہیں، اور اشاعرہ کا کہنا یہ ہے کہ اللہ کا کلام ہی سنا جاتا ہے الفاظ نہیں اور اس کی دلیل حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حکایت ہے۔

(۳) کائنات کا صانع موصوف بالحکمت ہے

ماتریدیہ کہتے ہیں:

صَانِعُ الْعَالَمِ مَوْصُوْفٌ بِالْحِكْمَةِ، سَوَاءٌ كَانَتْ بِمَعْنَى الْعِلْمِ أَوْ بِمَعْنَى الْأَحْكَامِ.

ترجمہ: کائنات کا پیدا کرنے والا متصف ہے حکمت کے ساتھ، چاہے وہ علم کے معنی میں ہو یا احکام کے معنی میں ہو۔

اشاعرہ کہتے ہیں:

كَانَتْ بِمَعْنَى الْعِلْمِ فَهِيَ صِفَةٌ اَزَلِيَّةٌ قَائِمَةٌ بِذَاتِ اللّٰهِ تَعَالَى،وَاِنْ كَانَتْ بِمَعْنَى الْاَحْكَامِ فَهِيَ صِفَةٌ حَادِثَةٌ مِنْ قَبِيْلِ تَكْوِيْنٍ لَايُوْصَفُ ذَاتُ الْبَارِئ بِهَا.

ترجمہ:اگر یہ علم کے معنی میں ہے تو یہ اللہ کی صفت ازلی ہے،اور اگر یہ احکام کے معنی میں ہے تو یہ تکوین کے قبیل سے صفتِ حادثہ ہے،ذاتِ باری تعالیٰ کو اِس کے ساتھ متصف نہیں کیا جائے گا۔

خلاصہ یہ ہوا کہ ماتریدیہ کہتے ہیں کہ اللہ رب العزت جو کائنات کا صانع ہے وہ حکمت کے ساتھ متصف ہے،اب یہ حکمت عام ہے،چاہے وہ بمعنی علم کے ہو چاہے بمعنی احکام کے ہو۔اشاعرہ کہتے ہیں اگر یہ بمعنی علم کے ہوگا تو صفتِ ازلی ہوگی اور یہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ قائم ہوگی،اور اگر یہ بمعنی احکام کے ہوگا تو یہ صفتِ حادثہ میں سے ہے جو اَز قبیل تکوین کے ہے۔

(۴) معصیت اللہ کی مشیت اور ارادے سے ہے یا نہیں

ماتریدیہ کہتے ہیں:

اِنَّ اللّٰهَ يُرِيْدُ بِجَمِيْعِ الكَائِنَاتِ: جَوْهَراًوَعَرَضًا،طَاعَةً أَوْمَعْصِيَةً ،اِلَّااَنَّ الطَّاعَةَ تَقَعُ بِمَشِيَّةِ اللّٰهِ تَعَالَى،وَاِرَادَتِهِ،وَقَضَائِهِ،وَقُدْرَتِهِ، وَرَضَائِهِ، وَمَحَبَّتِهِ، وَاَمْرِهِ ،وَاَنَّ الْمَعْصِيَّةَ تَقَعُ بِمَشِيَّةِ اللّٰهِ تَعَالَى وَاِرَادَتِهِ ،وَقَضَائِهِ، لَابِرَضَائِهِ وَمَحَبَّتِهِ.

ترجمہ:اللہ تعالیٰ ساری کائنات کا ارادہ کرتا ہے،چاہے کائنات میں جوہر ہو یا عرض ہو، نیکی کا کام ہو یا معصیت ہو،مگر اطاعت واقع ہوتی ہے اللہ کی مشیت کے ساتھ،اللہ کے ارادے،اللہ کی قضا،قدرت اور رضا کے ساتھ ہے،گناہ بھی اللہ کی مشیت،ارادے

اور قضاء سے تو ہوتا ہے، لیکن اللہ اس پر راضی نہیں ہوتا۔

مطلب یہ ہے کہ کائنات میں جو کچھ ہے وہ اللہ کے ارادے سے ہے، چاہے وہ جوہر ہو یا عرض، چاہے وہ اطاعت ہو یا معصیت، کائنات میں ہر چیز اللہ کی مشیت سے ہے۔ ہر چیز اللہ کے ارادے سے ہے، نیکی بھی اور گناہ بھی، لیکن اللہ نیکی پر راضی ہوتا ہے گناہ پر اللہ راضی نہیں ہوتا، اگر چہ گناہ بھی اللہ کی مشیت وارادے سے ہے، لیکن اللہ کفر اور گناہ پر راضی نہیں ہے۔

اس کے برخلاف اشاعرہ یہ کہتے ہیں:

إِنَّ رِضَااللّٰهِ تَعَالىَ وَ مَحَبَّتَهَ شَامِلٌ بِجَمِيْعِ الْكَائِنَاتِ كَإِرَادَتِهِ.

ترجمہ: اللہ تعالی کی رضا ومحبت تمام کائنات کو شامل ہے جیسے اللہ تعالی کا ارادہ سب کو شامل ہے۔

مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالی کی رضا ومحبت سب کو شامل ہے معصیت کو بھی شامل ہے اور اطاعت کو بھی شامل ہے۔

ماتریدیہ کے یہاں معصیت کو شامل نہیں تھی اور اشاعرہ کے یہاں وہ دونوں کو شامل ہے۔

(۵) تکلیف مالایطاق جائز ہے یا نہیں

ماتریدیہ کہتے ہیں:

تَكْلِيْفُ مَالَايُطَاقُ لَيْسَ بِجَائِزٍ عِنْدَ الْمَاتُرِيْدِیْ، وَتَحْمِيْلُ مَالَايُطَاقُ عِنْدَهُ جَائِزٌ.

ترجمہ: ماتریدیہ کے ہاں تکلیف مالایطاق جائز نہیں۔ (ایسی چیز کا مکلّف بنانا جو انسان کی وسعت میں نہ ہو یہ جائز نہیں ہے۔) اور جو چیز طاقت میں نہ ہو اس کی ذمہ داری

(اور بوجھ ڈالنا احکامِ شرع کے علاوہ میں) ان کے نزدیک جائز ہے۔
جبکہ اشاعرہ کہتے ہیں:

وَكِلَا هُمَا جَائِزَانِ عِنْدَالْاَشْعَرِيْ.

ترجمہ: اشاعرہ کے ہاں دونوں جائز ہے۔

(۶) اشیاء کے حسن وقبح کا ادراک صرف شرع سے ہوگا یا عقل سے بھی

ماتریدیہ کہتے ہیں:

بَعْضُ الْاَحْكَامِ الْمُتَعَلِّقَةِ بِالتَّكْلِيْفِ مَعْلُوْمٌ بِالْعَقْلِ لِاَنَّ الْعَقْلَ آلَةٌ يُدْرَكُ بِهَا حُسْنُ بَعْضِ الْأَشْيَاءِ وَقُبْحِهَا، وَبِهَا يُدْرَكُ وُجُوْبُ الْاِيْمَانِ وَشُكْرُ الْمُنْعِمِ.

ترجمہ: بعض ایسے احکامات جس کا ہمیں مکلّف بنایا ہے وہ ہمیں عقل سے معلوم ہوتے ہیں، اس لیے کہ عقل ایک ایسا آلہ ہے جس کے ذریعہ سے اشیاء کا حسن اور قبح معلوم ہوتا ہے اور اسی کے ذریعے سے ادراک کیا جاتا ہے ایمان کے وجوب کا اور منعم کے شکر کا۔

مطلب یہ ہے کہ عقل ایک آلہ ہے اور عقل کے ذریعہ سے اللہ رب العزت کی ذات، اللہ تعالیٰ کی صفات، منعم کے شکر کا ہمیں علم ہوتا ہے، اس لئے ماتریدیہ کہتے ہیں کہ احکام کا حسن وقبح عقل کے ساتھ بھی متعلق ہوتا ہے، اصل علت تو اللہ کی ذات ہے عقل اس میں ایک واسطہ ہے۔

اشاعرہ کہتے ہیں:

لَايَجِبُ شَيْءٌ وَلَايَحْرُمُ إِلَّابِالشَّرْعِ لَابِالْعَقْلِ، وَإِنْ كَانَ لِلْعَقْلِ أَنْ يُّدْرَكَ حُسْنُ بَعْضِ الْأَشْيَاءِ.

ترجمہ: کسی بھی شیٔ کا وجوب اور حرمت شریعت سے ثابت ہوگا نہ کہ عقل سے، اگر چہ عقل بعض چیزوں کے حسن کا ادراک کرسکتی ہے۔

یعنی اشاعرہ کے ہاں اس میں عقل کا کوئی دارومدار نہیں ہے، ماتریدیہ نے عقل کا اعتبار کیا ہے، یعنی شی کے حسن اور قبح میں عقل کا تعلق ہوگا، شی کے وجوب اور حرمت کا ثبوت صرف شریعت سے ہوگا، عقل کے ذریعے کسی شی کو واجب یا حرام قرار نہیں دیا جاسکتا۔

(۷) سعادت اور شقاوت کا تعلق کس سے ہے

ماتریدیہ کہتے ہیں:

قَدْيَسْعَدُالشَّقِيُّ ،وَقَدْيَشْقَى السَّعِيْدُ.

ترجمہ: کبھی نیک بخت بد بخت بھی ہوجاتا ہے اور کبھی بد بخت نیک بخت بھی ہوجاتا ہے۔

اشاعرہ کا قول اس بارے میں یوں منقول ہے:

وَقَالَ الْاَشْعَرِیُ لَااِعْتبارَبِالسَّعَادَةِ وَالشَّقَاوَةِإلَّاعِنْدَ الْخَاتِمَةِ وَالْعَاقِبَةِ.

ترجمہ: امام اشعری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سعادت اور شقاوت کا اعتبار خاتمہ اور انجام سے ہوتا ہے۔

یعنی اِن کے ہاں نیک بخت بد بخت نہیں ہوتا، بلکہ اصل اعتبار خاتمہ کا ہے، اگر خاتمہ اچھا ہے تو وہ نیک بخت ہے ورنہ وہ بد بخت ہے۔

(۸) اللہ تعالیٰ کفر کو معاف کرے گا یا نہیں

اَلْعَفْوُ عَنِ الْکُفْرِ لَیْسَ بِجَائِزٍ ،وَقَالَ الْأَشْعَرِیُ یَجُوْزُعَقْلاً لَاسَمْعًا.

ترجمہ: کفر کو معاف کرنا جائز نہیں ہے، اور امام اشعری رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ عقلاً تو جائز ہے لیکن سمعاً جائز نہیں۔

یعنی اللہ تعالی کفر کو معاف کرے گا یا نہیں؟ اس بارے میں ماتریدیہ نے کہا یہ جائز نہیں کیونکہ اللہ نے نصوص میں فرمادیا، اب اگر اللہ کافر کو بالکل معاف کرے تو کذب لازم آئے گا، جبکہ اشاعرہ کہتے ہیں اگر چہ عقلاً تو جائز ہے کہ اللہ معاف کرسکتا ہے، لیکن سمعاً نہیں، اسلئے کہ نصوص میں ممانعت آئی ہے، اس لیے اللہ تعالی کفر کو سمعاً معاف نہیں کرے گا، اگر چہ عقل کے تقاضے کے مطابق اللہ اس پر قادر ہے کہ معاف کرسکتا ہے۔

(۹) مؤمن کا ہمیشہ جہنم میں رہنا اور کافر کا جنت میں جانا ممکن ہے؟

تَخۡلِيۡدُ الۡمُؤۡمِنِ فِي النَّارِ وتَخۡلِيۡدُالۡكَافِرِ فِي الۡجَنَّةِ لَايَجُوۡزُعَقۡلاً وَلَاسَمۡعًا وعِنۡدَالۡأَشۡعَرِيۡ يَجُوۡزُ.

ترجمہ: مؤمن آدمی کا ہمیشہ جہنم میں ہونا، کافر کا ہمیشہ جنت میں ہونا یہ جائز نہیں ہے، نہ عقلاً اور نہ سمعًا، جب کہ امام اشعری رحمہ اللہ کے ہاں جائز ہے۔

نصوص سے معلوم ہوتا ہے کہ مؤمن آدمی ضرور جنت میں جائیگا اور کافر آدمی جہنم میں، مؤمن اگر گناہ گار ہوا تو وہ جہنم میں سزا بھگت کر جنت میں داخل ہوگا، وہ ہمیشہ جہنم میں نہیں ہوگا، اور نہ ہی کافر جنت میں داخل ہوگا، اور نہ جنت میں ہمیشہ رہے گا، یہی ماتریدیہ کا مسلک ہے، مگر اشاعرہ کے نزدیک عقلاً یہ ممکن ہے۔

(۱۰) اسم مسمی کا عین ہے یا غیر

اَلۡإِسۡمُ وَالۡمُسَمَّى وَاحِدٌ،وَقَالَ الۡأَشۡعَرِيُّ بِالتَّغَايُرِ بَيۡنَهُمَاوَبَيۡنَ التَّسۡمِيَّةِ.

ترجمہ: ماتریدیہ کے ہاں اسم اور مسمی ایک ہی ہے، جبکہ اشاعرہ کے ہاں ان کے درمیان میں تغایر ہے۔

اس اختلاف کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک نام ہوتا ہے اور ایک مسمی ومصداق، اس بارے

میں ماتریدیہ نے کہا یہ دونوں ایک ہی ہیں اور اشاعرہ نے کہا کہ اسم اور مسمّی کے درمیان تغایر ہے۔

(۱۱) کیا نبوت کے لئے مذکر ہونا شرط ہے؟

اَلذُّکُوْرَۃُ شَـرْطٌ فِـی النُّبُوَّۃِ حَتّٰی لَایَجُوْزُ اَنْ تَکُوْنَ الْاُنْثٰی نَبِیًّا،وَقَالَ الْاَشْعَرِیُ لَیْسَتِ الذُّکُوْرَۃُ شرطًافِیْھَا،وَالْاُنُوْثَۃُ لَاتُنَافِیْھَا.

ترجمہ: ماتریدیہ کے نزدیک نبوت کے لیے مذکر ہونا شرط ہے یہاں تک کہ مونث نبی نہیں ہوسکتا، جبکہ اشاعرہ کہتے ہیں کہ مذکر ہونا شرط نہیں ہے اور مؤنث اس کے منافی نہیں ہے۔

مطلب یہ ہے کہ ماتریدیہ کے نزدیک نبوت کے لیے مذکر ہونا ضروری ہے، لہذا نبی وہ ہوگا جو مذکر اور مرد ہوگا، جب کہ اشاعرہ کے ہاں یہ ضروری نہیں ہے، اگرچہ نبی کوئی عورت نہیں آئی وہ بھی اس کے قائل ہیں، لیکن وہ کہتے ہیں یہ لازم نہیں۔

(۱۲) بندے کا فعل کسب ہے خلق نہیں

ماتریدیہ کہتے ہیں:

فِـعْـلُ الْـعَبْـدِ یُسَمّٰی کَسْبًالَاخَلْقًا،وَفِعْلُ الْخَالِقِ یُسَمّٰی خَلْقًالَاکَسْبًاوَالْفِعْلُ یَتَنَاوَلُھُمَا.

ترجمہ: بندے کا جو فعل ہے اس کا نام کسب ہوگا وہ خلق نہیں ہوگا، اللہ رب العزت کا جو فعل ہے وہ خلق ہے کسب نہیں ہے اور فعل اِن دونوں کو شامل ہے۔

اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ بندہ افعال کا کاسب ہے خالق نہیں اور اللہ تعالی خالق ہے کاسب نہیں ہے، اس لیے بندہ کو گناہ پر جو سزا ملتی ہے وہ کسب کی بنیاد پر ملتی ہے۔

اشاعرہ کہتے ہیں:

اَلْفِعْلُ عِبَارَةٌ عَنِ الْإِيْجَادِ حَقِيْقَةً ،وَكَسْبُ الْعَبْدِ يُسَمَّى فِعْلًا بِالْمَجَازِ وَقَدْ تَفَرَّدَالْقَادِرُ خَلْقًا.

ترجمہ: حقیقتاً فعل ایجاد سے عبارت ہے اور بندے کے کسب کو مجازاً فعل کہا جاتا ہے، اللہ تعالی قادر ہے یعنی متفرد ہے خلق میں، اللہ کے ساتھ اس میں کوئی شریک نہیں، خلق میں اللہ یکتا ہے ،یعنی تخلیق میں اللہ کے ساتھ کوئی شریک نہیں ہے ۔اور کسب میں بندے کی طرف اس کی نسبت مجازاً ہے،یعنی فعل کا ایجاد اللہ کی طرف سے ہے اور صدور وظہور میں نسبت بندے کی طرف ہے۔گویا اِن کے ہاں کسب اللہ کا فعل ہے ایجاد میں اور بندے کا فعل ہے کسب میں۔

راقم نے اختصار کے ساتھ یہاں وہ بارہ مسائل نقل کردیئے جن میں اشاعرہ اور ماتریدیہ کے درمیان اختلاف ہے،تفصیلات کے لئے مطبوعات کی طرف رجوع کریں۔

۱۷......التنبيه والرد على أهل الأهواء والبدع

یہ کتاب ابوالحسین محمد بن احمد الملطی العسقلانی (متوفی ۳۷۷ھ) کی ہے،مصنف ابوالحسن الملطی کے نام سے مشہور ہے،شافعی المسلک ، فقہ اور قرأت کے بڑے عالم تھے،عسقلان میں رہتے تھے اور وہیں وفات پائی ،اس کتاب میں مصنف نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ کرام کی دین کی خاطر تکالیف اور صعوبتوں پر مشتمل احادیث کو بیان کیا اور پھر امتِ مسلمہ کو دین کی آبیاری کی دعوت دی۔اس کتاب میں مصنف نے باب قائم کیا”**باب ذكر الرافضة وأصناف إعتقادهم**“ اِس کے تحت روافض کے اٹھارہ فرقوں کے نام اوران کے نظریات بھی نقل کئے ہیں،اور پھر قرآن وحدیث سے مدلل انداز میں ان کی تردید کی،منزلۃ بین المنزلتین کے مسئلہ کے

تحت معتزلہ کا مختصر تعارف اوران کے اصولِ خمسہ کا ذکر کیا ہے، مرجیہ کا تعارف، ان کے عقائد ونظریات کی تردید کی، خوارج کے فرقوں اوران کے نظریات کو بیان کر کے اُن کی تردید کی، قرآن مجید کے متشابہ آیات کی غلط تشریح کرنے والوں پر تنقید کی اورقرآن کریم کے جن آیتوں میں بعض لوگوں کو غلط فہمی ہوئی "باب في تفسير إختلاف المواضع" کے عنوان میں ان کی نشاندہی کر کے صحیح تفسیر بیان کی، نیز انہوں نے صفات کی بڑی اچھی تشریح کی ہے، مصنف رحمہ اللہ نے اس کتاب میں فرقِ باطلہ کا تعارف، نام اورپس منظر بھی بیان کیا، اس کتاب کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ مصنف رحمہ اللہ نے جابجا قرآن کریم کی آیتوں اوراحادیث سے استدلال کیا ہے۔

علامہ کوثری رحمہ اللہ نے اس پر تعلیقات لکھیں، کتاب کی افادیت اوراپنے موضوع پر جامعیت کی وجہ سے علامہ کوثری رحمہ اللہ نے اس کتاب کا انتخاب کیا اوراس پر حواشی لکھے، تو اگر کوئی ابتدائی کتابوں میں صفات کے مسئلہ کو سمجھنا چاہ رہا ہے تو یہ اس کے لیے بڑی مفید کتاب ہے۔ یہ کتاب علامہ زاہد کوثری رحمہ اللہ کی تحقیق کے ساتھ "المكتبة الأزهرية للتراث" مصر سے ایک جلد میں طبع ہے۔

۱۸......التعرف لمذهب أهل التصوف

یہ امام ابوبکر محمد بن ابی اسحاق کلابازی رحمہ اللہ (متوفی ۳۸۰ھ) کی کتاب ہے۔ مصنف بخارا کے رہنے والے اوراپنے وقت کے مایہ ناز حافظ الحدیث تھے، اس کے علاوہ آپ کی مشہور کتاب "بحر الفوائد المشهور بمعاني الأخبار" ہے۔ اس میں آپ نے کثرت کے ساتھ احادیث بیان کی ہیں۔ "التعرف" میں کل (۶۴) ابواب ہیں، انہوں نے عقائد، علم کلام، تصوف اوراصلاحی مضامین سب کو اس میں شامل کیا۔ یہ

کتاب صرف عقائد کے مضامین پر مشتمل نہیں ہے، بلکہ اس کتاب میں عقائد اور علم کلام کی بھی مباحث ہیں، ذاتِ باری تعالیٰ اور صفاتِ باری تعالیٰ سے متعلق بھی مضامین ہیں اور اسی طرح تصوف سے متعلق بھی مضامین ہیں۔ مصنف نے اس میں اہلِ تصوف کی تعریف کی، صوفیہ کی وجہ تسمیہ اور ان کے عہد تک گزرنے والے صوفیا کرام کے اسماء گرامی ذکر کئے ہیں، ان صوفیوں کا تذکرہ کیا جنہوں نے رسائل اور کتابوں سے علم کی نشر واشاعت کی اور جنہوں نے معاملات پر کتابیں تصنیف کیں۔ توحید باری تعالیٰ، صفاتِ باری تعالی کے متعلق ان کے اقوال کی تشریح کی اور ان کے عقائد ونظریات کو واضح کیا، اللہ رب العزت کے اسماء کیا ہیں؟ اس بارے میں صوفیاء کا اختلاف اور قرآن کے کلام اللہ ہونے پر ان کا اجماع نقل کیا، رویت باری تعالیٰ، اسی طرح معراج میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کا دیدار کیا یا نہیں کیا؟ اس کی تفصیل بیان کی۔ نیز تواضع، خوفِ خدا، تقوی، شکر، توکل، رضا، ذکر وفناء، بقاء، مجاہدات اور معاملات کی تشریح وتوضیح میں صوفیاء کے اقوال نقل کئے ہیں۔ ''فی رجال الصوفية'' کے تحت معروف صوفیاء کرام کے اسماء ذکر کئے ہیں، عصمت انبیاء، کراماتِ اولیاء پر بھی عمدہ گفتگو کی ہے، صوفیاء کی اصطلاحات، محاورات، امثلہ، وضاحتیں اور تشریحات بھی نقل کی ہیں، گویا یہ کتاب علم کلام میں اہل تصوف کے عقائد ونظریات اور ان کے مسلک کو واضح کرنے کے لیے لکھی گئی ہے، یہ کتاب ابواب وفصول پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب ''دار الكتب العلمية'' بیروت سے ایک جلد میں طبع ہے۔

۱۹ ......الإبانة عن شريعة الفرقة الناجية ومجانبة الفرق المذمومة

یہ امام ابو عبداللہ عبیداللہ بن محمد العکبری (متوفی ۳۸۷ھ) کی کتاب ہے، آپ ''ابن

بطۃ العکبری'' کے نام سے مشہور ہیں، آپ اونچے پائے کے حنبلی فقیہ تھے، فن حدیث آپ کا خاص مشغلہ تھا، یہی وجہ ہے کہ آپ کتاب میں سندوں کے ساتھ احادیث لاتے ہیں۔ ''إبطال الحيل، الإبانة الكبرى، سبعون حديثامن الجهاد'' آپ کی مطبوعہ تصانیف ہیں۔ زیرتعارف کتاب میں دس فصلیں اور کئی ابواب ہیں، اس کی ایک امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ اس کتاب میں احادیث سند کے ساتھ بیان کی گئی ہیں اور ساتھ ساتھ رقم الحدیث بھی موجود ہے، عموماً کتابوں میں متن حدیث ہوتا ہے، سند نہیں ہوتی، مگر مصنف نے اس میں سند کے ساتھ احادیث ذکر کر کے اس کی مقبولیت میں اضافہ کر دیا۔

اس میں زیادہ تر بحث قضاء وقدر کے متعلق ہیں، اس میں فرقہ قدریہ کے عقائد اور ان کی تردید کی گئی اور فرقہ ناجیہ کے عقائد ونظریات، نیز فرقہ منصورہ کی علامات کو قرآن وحدیث اور سلف کے آثار کی روشنی میں بیان کیا ہے۔ یہ کتاب عثمان عبداللہ آدم کی تحقیق کے ساتھ ''دار الراية للنشر'' سعودیہ سے تین جلدوں میں ۱۴۱۸ھ کو طبع ہوئی ہے۔

طائفہ منصورہ کی تین علامات

طائفہ منصورہ وہ جماعت ہے جو قیامت کے دن حق پر ہوگی۔ ان کی علامات کیا ہیں؟ ہم کیسے پہچان سکتے ہیں کہ طائفہ منصورہ کونسی جماعت ہوگی؟ اس کے لیے تین علامات بیان کی جاتی ہیں:

(۱) وہ جماعت فقہ کا علم حاصل کرے گی۔

(۲) وہ جماعت جہاد کرے گی۔

(۳) وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے طریقے پر ہوگی۔

تو جو جماعت فقہ سے وابستہ ہو، تفقہ سے وابستہ ہو اور جہاد سے وابستہ ہو، وہ جماعت

برحق جماعت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ، وَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَاللَّهُ يُعْطِي، وَلَنْ تَزَالَ هَذِهِ الْأُمَّةُ قَائِمَةً عَلَى أَمْرِ اللَّهِ، لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ، حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللَّهِ. ❶

ترجمہ: اللہ جس کے ساتھ بھلائی کرنا چاہتا ہے اس کو دین کی سمجھ عنایت فرماتا ہے اور میں تو تقسیم کرنے والا ہوں اور دیتا تو اللہ ہی ہے (یاد رکھو کہ) یہ امت ہمیشہ اللہ کے حکم پر قائم رہے گی، جو شخص ان کا مخالف ہوگا ان کو نقصان پر نچا سکے گا، یہاں تک کہ قیامت آجائے۔

اس حدیث میں ایک نشانی آ گئی دین کی سمجھ اور دین کی سمجھ پر ان کی استقامت۔

طائفہ منصورہ کی دوسری علامت یہ ہے کہ وہ جہاد کرتے رہیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ، وَلَا تَزَالُ عِصَابَةٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ يُقَاتِلُونَ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِينَ عَلَى مَنْ نَاوَأَهُمْ، إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ. ❷

ترجمہ: اللہ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے دین کی سمجھ عطا کرتا ہے اور مسلمانوں میں سے ایک جماعت ہمیشہ حق بات پر جہاد کرتی رہے گی اور اپنے مخالفین پر قیامت تک غالب رہے گی۔

---

❶ صحيح البخاري: كتاب العلم، بَابٌ مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ، رقم الحديث: ٧١

❷ صحيح مسلم: كتاب الإمارة، بَابُ قَوْلِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي ظَاهِرِينَ عَلَى الْحَقِّ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ، رقم الحديث: ١٠٣٧

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ طائفہ منصورہ کی ایک علامت یہ ہے کہ وہ جہاد سے وابستہ ہوں گے، الحمدللہ یہ دونوں علامتیں اہلِ سنت والجماعت میں موجود ہیں، کیونکہ اہل سنت والجماعت کو اللہ تعالی نے فقہ کا علم بھی دیا اور جہاد سے بھی وابستہ کیا ہے، اہل سنت میں چاروں مکتبہ فکر کے علماء امام شافعی، امام احمد، امام مالک اور امام ابوحنیفہ، اشاعرہ، ماتریدیہ سب داخل ہیں، اللہ تعالی نے ان کو فقہ میں بھی سمجھ دی ہے اور آج تک یہ لوگ حق پر قائم ہے، جہاد بھی کر رہے ہیں، علمائے دیوبند بھی الحمداللہ ان میں شامل ہیں، اللہ نے ان کو دین کی سمجھ اور صحیح تفقہ دیا اور آج تک ان کی جماعتیں جہاد کر رہی ہیں، دیگر کو آپ دیکھو گے تو نہ ان کے پاس دین کی صحیح سمجھ ہے، نہ فقہ کو مانتے ہیں، ایک تو منکرین حدیث ہیں جو صرف قرآن کو کافی سمجھتے ہیں، وہ نہ حدیث مانتے ہیں نہ فقہ مانتے ہیں اور نہ ہی جہاد کرتے ہیں، اس لیے وہ اہلسنت والجماعت سے نکل گئے، دوسری طرف وہ لوگ ہیں جو قرآن اور حدیث کو تو مان رہے ہیں مگر فقہ کو نہیں مانتے وہ بھی اس سے نکل گئے اور دوسرے لوگ وہ ہیں جو قرآن، حدیث اور فقہ کو تو تسلیم کر رہے ہیں لیکن کفر کے مقابلے میں جہاد نہیں کرتے، وہ بھی طائفہ منصورہ سے خارج ہیں، لہٰذا طائفہ منصورہ وہ ہوگا جو قرآن کو بھی مانے گا، حدیث کو بھی تسلیم کرے گا، فقہ پر بھی چلے گا اور کفر کے مقابلے میں جہاد بھی کرے گا۔

اسی طرح طائفہ منصورہ کی ایک علامت یہ ہے کہ وہ "مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِی" پر عمل پیرا ہوں گے، سنتِ رسول اور جماعتِ صحابہ سے ہٹ کر اُن کا کوئی نظریہ نہیں ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَیَأْتِیَنَّ عَلَی أُمَّتِی مَا أَتَی عَلَی بَنِیْ إِسْرَائِیْل حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ، حَتَّی إِنْ کَانَ مِنْهُمْ مَنْ أَتَی أُمَّهُ عَلَانِیَةً لَکَانَ فِی أُمَّتِی مَنْ یَصْنَعُ ذَلِکَ، وَإِنَّ بَنِیْ

إِسْرَائِيلَ تَفَرَّقَتْ عَلَى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِينَ مِلَّةً، وَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ مِلَّةً، كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلَّا مِلَّةً وَاحِدَةً ، قَالُوا: وَمَنْ هِيَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي. (1)

ترجمہ: میری امت کے ساتھ ہو بہو وہی صورت حال پیش آئے گی جو بنی اسرائیل کے ساتھ پیش آچکی ہے، (یعنی مماثلت میں دونوں برابر ہوں گے) یہاں تک کہ ان میں سے کسی نے اگر اپنی ماں کے ساتھ اعلانیہ زنا کیا ہوگا تو میری امت میں بھی ایسا شخص ہوگا، اور وہ بنی اسرائیل ہیں جو بہتر فرقوں میں بٹے ہوئے ہیں اور میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی، ایک فرقہ کے سوا سب جہنم میں ہوں گے، انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول وہ کون ہے؟ آپ نے فرمایا: یہ وہی جماعت ہے جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں۔

اس موضوع پر اچھی کتاب امامِ اہلسنت حضرت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب رحمہ اللہ کی ''طائفہ منصورہ'' ہے، جو بڑی جامع اور مفید کتاب ہے۔ چونکہ ہر ایک کی طرف سے یہ تأثر دیا جاتا ہے کہ طائفہ منصورہ ہم ہیں، ہر باطل اپنے آپ کو طائفہ منصورہ کہتا ہے، حالانکہ طائفہ منصورہ وہ ہے جس میں یہ علامات ہوں، اس لیے حضرت نے یہ کتاب لکھ کر ثابت کیا ہے کہ طائفہ منصورہ اہل سنت والجماعت ہیں، یہ کتاب اپنے عنوان پر جامع اور محقق ہے۔

مذاہب اربعہ اہلسنت والجماعت میں شامل ہیں، اسلافِ امت میں آج تک جتنے بڑے بڑے علماء آئے وہ ان چاروں مذاہب کے پیروکار تھے، اِن سے ہٹ کر نہیں تھے، آپ کو جتنے بڑے بڑے علماء ملیں گے، مثلاً علّامہ تاج الدین سبکی، علّامہ تقی الدین سبکی یہ باپ

(1) سنن الترمذي: أبواب الإيمان، باب ماجاء في إفتراق هذه الأمة، رقم الحديث: ٢٦٤١

بیٹے دونوں شافعی ہیں، امام ذہبی، حافظ ابن حجر عسقلانی، علاّمہ عراقی رحمہ اور علاّمہ ہیثمی یہ سارے شافعی ہیں، علاّمہ ابن الملقن، امام غزالی، امام رازی رحمہ اللہ شوافع میں سے ہیں۔ اسی طرح احناف میں امام ابو یوسف، امام محمد رحمہما اللہ چند فروع میں الگ ہیں لیکن مذہب میں وہ بھی امام اعظم رحمہ اللہ سے وابستہ ہیں، علامہ خصاف، صاحبِ ہدایہ، علامہ بابرتی، علامہ حصکفی، علامہ شامی، علامہ ابن نجیم،، علامہ ابن ہمام، علامہ انور شاہ کشمیری رحمہم اللہ یہ سب حضرات حنفی تھے۔ مالکیہ میں علاّمہ ابن عبدالبر، قاضی عیاض مالکی، امام ابن العربی مالکی رحمہم اللہ ہیں۔ اسی طرح حنابلہ میں علامہ ابن رجب، علامہ ابن قدامہ، شیخ عبدالقادر جیلانی، علامہ ابن عقیل رحمہم اللہ حنبلی ہیں۔

ماضی میں جتنے جید بڑے علماء گزرے ہیں وہ عموماً ان چاروں مذاہب میں سے کسی سے وابستہ تھے، وہ شافعی تھے یا حنفی تھے یا مالکی تھے یا حنبلی، یہی طائفہ منصورہ ہے، اگر ایک آدمی تقلید کو شرک کہہ رہا ہے کہ تقلید تو ناجائز ہے اور یہ شرک ہے، تو پھر اکابر اہل علم کے بارے میں کیا حکم لگائیں گے؟ کیونکہ تفسیر اور احادیث کی تشریح وتوضیح تو ان لوگوں نے کی، قرآن وسنت کی مختلف پیرایوں میں خدمات تو اِن حضرات نے کیں، اگر یہ لوگ دین سے نکل گئے تو پھر تو دین کا نقشہ باقی نہیں رہے گا۔ جس حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی بات نقل کر کے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے، حافظ نے اس کے روای کو صدوق کہا، ثقہ کہا، وہ حافظ تو خود امام شافعی رحمہ اللہ کے مقلد ہیں، جس امام ذہبی رحمہ اللہ کا جملہ نقل کر کے احادیث کی صحت اور ضعف کو بتایا جاتا ہے، راویوں کی تعدیل اور توثیق نقل کی جاتی ہے وہ امام ذہبی رحمہ اللہ مسلکاً شافعی ہیں۔ بہرحال طائفہ منصورہ یہ چاروں مذاہب ہیں اور اشاعرہ، ماتریدیہ بھی انہی میں شامل ہیں، ان سے اگر کوئی آدمی نظریات میں ہٹ جائے تو طائفہ منصورہ میں نہیں ہوگا، محدثین میں علماءِ ''اہلِ

حدیث'' کی جو اصطلاح استعمال کرتے ہیں اس بارے میں امام اہلسنت رحمہ اللہ نے ''مقام ابی حنیفہ'' اور'' طائفہ منصورہ'' میں گفتگو کی کہ اُس دور میں اہل حدیث انہی کو کہا جاتا تھا جن کے نظریات اہلسنت والجماعت کے تھے اور اہل حدیث کا مطلب وہ محدث جس کی زندگی علم حدیث کی خدمت میں گذرے، رجال سے واقفیت ہو اِس فن کے نشیب وفراز سے واقف ہو اور تعدیل وجرح پر پوری بصیرت رکھتا ہو، روایات اور روات پر گہری نظر ہو، اُس پر اِس اصطلاح کا اطلاق ہوتا ہے، جو اس فن سے واقف نہیں اُس کے لئے یہ لفظ متقدمین کے ہاں مستعمل نہیں۔ اور اُس نابلد کا اپنی یہ نسبت کرنا درست نہیں۔

بہر حال میں نے یہ تھوڑی سی وضاحت اس لئے کردی کہ اگر کوئی ائمہ اربعہ اور اُن کے متبعین کو طائفہ منصورہ سے نکال دے تو پھر یہ دین اِس جماعت کو کیسے پرنچا؟ دین کی تشریح، احادیث کی صحت وضعف اور راوی کی تعدیل وتوثیق کس نے کی؟ جتنے بڑے بڑے ائمہ ہیں وہ تقریباً آپ کو ان فقہاء کے مذاہب سے وابستہ نظر آئیں گے، مولانا سرفراز خان صفدر صاحب رحمہ اللہ نے چاروں ائمہ فکر کے جو بڑے بڑے علماء ہیں ان کے اسماء ذکر کیے ہیں، وہ حنبلی ہیں یا شافعی یا مالکی ہیں، یا حنفی؟ اس کا تذکرہ کیا، یہ بات میں نے ضمناً امام ابن بطہ عکبری رحمہ اللہ کی کتاب میں موجود فرقہ ناجیہ کے عنوان کی مناسبت سے کردی۔

۲۰......الإبانة الكبرى

یہ امام ابوعبداللہ عبیداللہ بن محمد المعروف بابن بطہ العکبری رحمہ اللہ (متوفی ۳۸۷ھ) کی تصنیف ہے۔ یہ کتاب امام ابن بطہ رحمہ اللہ کی ہے، اس پر متعدد شواہد ہیں، کتاب کی روایت سند متصل صحیح کے ساتھ مؤلف کی طرف ہے، اہلِ علم کی ایک جماعت نے بھی کتاب کو امام ابن بطہ رحمہ اللہ کی طرف منسوب کیا ہے، جن میں امام ابویعلی، امام ابن تیمیہ،

امام ذہبی، علامہ ابن القیم رحمہم اللہ اور دیگر علماء شامل ہیں۔ یہ کتاب نو جلدوں پر ہے اور اس میں چار اقسام اور ہر قسم کے تحت عنوان کے ساتھ ابواب ہیں۔ کتاب کا منہج اور اسلوب درج ذیل ہے:

(۱) مصنف نے اوّلاً تصنیف کو چار اقسام پر تقسیم کیا، پھر پہلی قسم میں مسئلہ ایمان کو بیان کیا، اس کے متعلق اہلسنت والجماعت کے عقائد ونظریات کو بیان کیا اور مخالف فرقے مثلاً مرجئہ وغیرہ کی تردید کی، دوسری قسم قدر کے بارے میں اہلسنت والجماعت کے عقائد اور فرق قدریہ کی تردید میں ہے، تیسری قسم فرقہ جہمیہ اور ان کے عقائد کی تردید میں ہے، جبکہ چوتھی قسم حضراتِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے فضائل اور عظمتوں پر مشتمل ہے۔

(۲) مصنف نے کتاب کو اقسام کے اعتبار سے بیان کرنے کے بعد ہر قسم کو ابواب کی ترتیب پر تقسیم کیا اور ہر باب کا ایسا عنوان باندھا جس سے اس باب میں آنے والے احادیث وآثار کی طرف اشارہ ملتا ہے۔

(۳) یہ کتاب اہلِ علم کے لیے اس اعتبار سے بھی علمی سرمایہ ہے کہ اس میں مصنف رحمہ اللہ نے اہلسنت والجماعت کے عقائد کے بیان میں اور فرقہ مبتدعہ کے رد میں آئمہ سنت کے اقوال کو محفوظ کرلیا۔

(۴) مصنف علیہ الرحمہ نے روایت احادیث میں صحت کا التزام نہیں کیا بلکہ سند کے ساتھ جو بھی روایت ملی اسے سند پر اعتماد کرتے ہوئے لے لیا، اس لیے اس کتاب کی احادیث وروایات کو بغیر تحقیق کے نقل نہ کیا جائے۔ ان میں سے پہلی قسم دو جلدوں میں، دوسری قسم بھی دو جلدوں میں، تیسری قسم تین جلدوں میں، چوتھی اور آخری قسم بھی دو جلدوں میں بیان ہوئی ہیں، اس طرح اس کے نو جلدیں بنتی ہیں۔

یہ قرآنی آیات، احادیث، آثارِ صحابہ اور آثارِ سلف سے مدلل ہونے کی وجہ سے اپنی مثال آپ ہے۔ یہ رضا معطی، عثمان اثیوبی، یوسف وابل، ولید بن سیف نصر اور احمد توجیری کی تحقیق کے ساتھ "دار الراية للنشر والنوزيع" ریاض سے طبع ہے۔

۲۱......الردعلى الجهمية والزنادقة

یہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۱ھ) کی کتاب ہے، آپ اپنے دور کے بڑے جلیل القدر محدث اور فقیہ گزرے ہیں، آپ کی پیدائش بغداد میں ہوئی، اور وہیں آپ کی پرورش ہوئی، بچپن میں ہی والد کا انتقال ہو چکا تھا، والدہ محترمہ نے آپ کو دین علوم کی تحصیل میں لگا دیا، بہت جلد قرآن کریم حفظ کر لیا اور عربی زبان سیکھ لی، پندرہ سال کی عمر میں حدیث پڑھنا اور حفظ کرنا شروع کر دی تھی، بیس سال کی عمر میں آپ نے طلب علم کے سلسلہ میں کوفہ، مکہ مدینہ، شام اور یمن جیسے شہروں کی طرف رحلِ سفر باندھا، پھر بغداد واپس آئے اور وہاں امام شافعی رحمہ اللہ کے قیام کے دوران ان سے ۱۹۵ھ سے ۱۹۷ھ تک علم حاصل کیا اور بغداد میں امام شافعی رحمہ اللہ کے بڑے شاگردوں میں سے تھے، آپ نے عراق کے بڑے بڑے اساطین علم امام ابراہیم بن سعید، امام سفیان بن عیینہ، امام یحیی بن سعید، امام یزید بن ہارون، امام وکیع بن الجراح رحمہم اللہ سے بھی علم حاصل کیا، اس کے بعد مستقل صاحب مذہب مجتہد بنے، اپنے ہم عصروں پر حفظ سنت اور اس کے مختلف گوشوں کے جمع کرنے میں آپ کو فوقیت حاصل تھی، یہاں تک کہ اپنے زمانے کے "امام المحدثین" اور "امیر المؤمنین فی الحدیث" کہلائے، آپ کے بلند پایہ محدثانہ مقام پر آپ کی "مسند أحمد" دلیل ہے۔

اللہ تعالیٰ نے امام احمد رحمہ اللہ کو قابل تعجب حافظہ عطا فرمایا تھا، آپ کے استاد امام شافعی رحمہ اللہ آپ کے بارے میں فرماتے ہیں:

خَرَجْتُ مِن بَغْدَادٍ فَمَاخَلَّفْتُ فِيهَا رُجلاً أفْضَلَ وَلاأَعْلَمَ وَلاأَفْقَهَ وَلاأَتْقَى مِنْ اَحْمَدَبْنِ حَنْبَلٍ. ❶

ترجمہ: میں جب بغداد سے نکلا تو میں نے اپنے پیچھے امام احمد بن حنبل سے افضل، بڑا عالم، زیادہ فقیہ اور متقی آدمی نہیں چھوڑا۔

آپ رحمہ اللہ صابر، شاکر، عزیمت اور قوی حجت کے مالک تھے اور حق گوئی آپ کی عادتِ ثانیہ بن چکی تھی۔ خلق قرآن کے مسئلہ میں خلیفہ مامون العباسی کے سامنے حق گوئی ہی کے نتیجہ میں آپ کو جیل جانا پڑا اور مسلسل واثق باللہ کے دورِ اقتدار تک آپ سختیاں جھیلتے رہے۔ آپ رحمہ اللہ نے امام اعظم ابوحنیفہ، امام مالک اور امام شافعی رحمہم اللہ کی طرح بواسطہ شاگرد یا بذاتِ خود فقہ کی تدوین نہیں کی کیوں کہ آپ کو اس بات کا ڈر تھا کہ کہیں لوگ مسائل کے درپے ہو کر حدیث سے بے اعتنائی نہ برتیں۔ اس لیے آپ نے فقہ کی تدوین اپنی زندگی میں نہ کی، بلکہ آپ کی وفات کے بعد آپ کے شاگردوں نے آپ سے جو کچھ سنا انہیں معیار بنا کر تدوین کا کام شروع کیا اور ان کی محنت سے فقہ حنبلی وجود میں آئی۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی مشہور تصانیف درج ذیل ہیں:

(۱) أصول السنة (۲) الأسامي والكنى (۳) أصول الفقه (۴) الزهد (۵) السنة.

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی زیر تعارف کتاب میں کل دو ابواب ہیں، پہلے باب میں "مقدمة التحقيق" اور "مقدمة المصنف" کے نام سے دو مقدمے ہیں، ان میں سے پہلے مقدمہ میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی استقامت اور اہلِ بدعت کے

❶ تاریخ الإسلام للذهبي: ج ۱۸ ص ۴۴/البداية والنهاية: ج ۱۴ ص ۴۰۶

خلاف ان کی جدو جہد کی داستان اور ان کی تعریف میں علماءِ اسلام کی شہادتیں نقل کیں اور مختلف باطل فرقوں کے بارے میں علماء کرام کی تعبیرات نقل کی گئی ہیں۔ دوسرے باب میں مصنف رحمہ اللہ نے زنادقہ کے گمراہیوں کا تذکرہ کیا، قرآن کریم کی چھبیس آیتوں میں زنادقہ نے شک کیا اور ان کی غلط تشریح کی، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے **"شک الزنادقة فی قوله"** کے عنوان سے ان کے شکوک کو بیان کرنے کے بعد ان کی تردید کی اور آیتوں کی درست تفسیر بیان کی، اس لحاظ سے یہ کتاب چھبیس آیتوں کی تفسیر پر بھی مشتمل ہے۔ اس میں مصنف نے جہمیہ اور سمنیہ کے درمیان ہونے والے مناظرہ کو بھی بیان فرمایا، مصنف نے لکھا ہے کہ جہم ترمذ کا رہنے والا تھا، یہ بڑا ہی باتونی اور کلامی جنگ و جدل کرتا تھا، اس کی اکثر بحث و مباحثے اللہ کی ذات کے بارے میں ہوا کرتے تھے، ایک دن اس کی ملاقات مشرکین کے ایک طبقہ "سمنیہ" سے ہوئی، انہوں نے جہم کو پہچان لیا اور مناظرہ کی دعوت دی، جہم نے مناظرہ کی چیلنج کو قبول کیا اور مناظرہ شروع کردیا۔ اس مناظرہ کو بیان کرنے کا یہ موقع نہیں، اگر کسی صاحب کو ذوق ہو تو کتاب ہذا کی (جلد ا ص ۹۶) پڑھ لے اور یہ مناظرہ امام بن تیمیہ رحمہ اللہ نے **"بیان تلبیس الجهمية فی تأسیس بدعهم الکلامیة"** میں بھی نقل کیا ہے۔ نیز جہمیہ قرآن کو شئی اور مخلوق مانتے ہیں، مصنف رحمہ اللہ نے اس کی تردید کی، جہمیہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی اور اللہ تعالیٰ کے عرش پر ہونے کی نفی کرتے ہیں اور وہ اللہ کو ہر مکان میں مستوی سمجھتے ہیں، مصنف رحمہ اللہ نے ان عقائد کی بھی خوب تردید کی۔ یہ کتاب جہمیہ کے عقائد و نظریات کے بطلان کو خوب ظاہر کرتی ہے اور اس میں ان کے خلاف قرآن و حدیث کے مضبوط دلائل ہیں۔ لہٰذا جہمیہ کے عقائد، نظریات، افکار اور ان کے خلاف اہلسنت والجماعت کے

عقائد معلوم کرنے ہوں تو یہ کتاب پڑھ لی جائے۔ یہ کتاب صبری بن سلامہ شاہین کی تحقیق کے ساتھ مکتبہ ”دار الثبات للنشر والتوزیع“ سے ایک جلد میں طبع ہے۔

۲۲......العقيدة

یہ بھی امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۱ھ) کی تصنیف ہے، اس میں ابوبکر الخلال رحمہ اللہ نے آپ سے عقائد ونظریات کی روایت کی ہے، اس میں توحید، اور صفاتِ باری تعالی، قدرت، علم، حیات، سمع اور بصر کے حوالہ سے امام احمد رحمہ اللہ کی تشریح وتوضیح نقل کی ہے۔ نیز اس میں اللہ کی قدرت، اللہ کے ارادہ، اطاعت اور معصیت کے حوالے سے بھی بات کی گئی ہے، اس میں آپ نے تارکِ صلاۃ کو کافر کہا اور اُس کے قتل کا حکم دیا۔ یہ کتاب عبدالعزیز عز الدین السیروان کی تحقیق کے ساتھ ”دار قتيبة“ دمشق سے ایک جلد میں ۱۴۰۸ھ میں طبع ہے۔

۲۳......الرد على الجهمية

یہ امام ابوسعید عثمان بن سعید دارمی سجستانی رحمہ اللہ (متوفی ۲۸۰ھ) کی تصنیف ہے۔ مصنف نے اس کتاب میں صفات اور اسماء کے متعلق عقائد کے مسائل کو پیش کیا ہے، کسی تشبیہ، تمثیل، تاویل اور تعطیل کے بغیر صفات اور اسماء کے اثبات میں سلفِ صالحین کے عقائد کو بیان کیا اور اس عقیدہ کا مدلل دفاع کیا جو اس بات پر دلیل ہے کہ مصنف سلف اور ان کے مخالفین کے مذہب پر گہری نگاہ رکھتے تھے، مصنف نے عقلی ونقلی دلائل سے جہمیہ کے شکوک وشبہات کی بھرپور تردید کی۔

کتاب کا اسلوب کچھ اس طرح ہے کہ مصنف نے ابواب کی ترتیب پر کتاب کو تقسیم کیا اور کل پندرہ ابواب بیان کئے، ہر باب کا الگ الگ عنوان باندھا اور ایک باب میں ایک ہی عقیدہ کے مسئلہ کو تفصیل سے بیان کیا، کسی بھی مسئلہ پر سب سے پہلے قرآن

کی آیات سے استدلال کرتے ہیں، پھر استدلال میں سند کے ساتھ احادیث پیش کرتے ہیں، پھر اس کے بعد آئمہ سلف کا کلام ذکر کرتے ہیں، دلائل ذکر کرتے ہوئے ان پر تعلیقات لکھتے ہیں اور معطلہ کے شبہات کو ذکر کرنے کے بعد ان پر رد کرتے ہیں۔ مصنف نے ان ابواب میں ایمان بالعرش، استواء علی العرش، مسئلہ خلق قرآن اور کلام اللہ پر ایمان کے مسئلہ کو بیان کیا ہے، نصف شعبان کی شب، یوم عرفہ، رؤیت باری تعالیٰ کے مسئلہ کو احادیث کی روشنی میں بیان کیا اور سب سے آخر میں ''**باب قتل الزنادقة والجهمية وإستتابتهم من كفرهم**'' میں زنادقہ اور جہمیہ کے قتل کے مسئلہ کو احادیث اور آثار صحابہ کی روشنی میں واضح فرمایا۔ اگر کوئی جہمیہ اور معطلہ کے بارے میں احادیث، آثارِ صحابہ، اور سلف کے اقوال اور اہل بدعت کے شبہات کے جوابات سیکھنا چاہے تو یہ کتاب بہترین مرجع ہے۔ یہ کتاب بدر بن عبداللہ البدر کی تحقیق کے ساتھ ''**دار ابن الأثير**'' کویت سے ایک جلد میں طبع ہے اور اور اس کا دوسرا نسخہ ابو عاصم الشوامی الاثری کی تحقیق کے ساتھ ''**المكتبة الإسلامية**'' قاہرہ مصر سے طبع ہے۔

۲۴......نقض الإمام أبی سعيد عثمان بن سعيد على المريسی الجهمی العنيد فيما افترى على الله عزوجل من التوحيد

یہ امام ابو سعید عثمان بن سعید الدارمی رحمہ اللہ (متوفی ۲۸۰ھ) کی کتاب ہے، اس میں آپ نے ایک مقدمہ اور سات ابواب قائم کئے ہیں، مقدمہ میں مصنف نے ''**مريسی بشر بن غياث الجهمی**'' کی گمراہی، ضلالت اور جہمیوں کے خرافات اور واہیات کے بارے میں مختصر سا مضمون لکھا ہے۔ مصنف نے ابواب میں اللہ تعالیٰ کے اسماء پر ایمان لانے پر دلائل دیے، جہمیہ اللہ تعالیٰ کے اسماء کو مخلوق مانتے ہیں، مصنف نے

اس عقیدہ کی تردید کی اور ان کے غیر مخلوق ہونے کو ثابت کیا، جن احادیث میں اللہ تعالیٰ کے نزول کی خبریں دی گئی ہیں، مثلاً "إِنَّ اللَّهَ يَنْزِلُ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا إِذَا مَضَى ثُلُثُ اللَّيْلِ...... يَنْزِلُ رَبُّنَا كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا" وغیرہ کے بارے میں جہمیہ کا نظریہ اور اہلسنت کا موقف ذکر کیا ہے۔ اسی طرح جن احادیث میں اللہ تعالیٰ کے ضحک کا ذکر ہے ان کے بارے میں جہمیہ کی غلط تاویل کا جواب دیکر درست معنی بیان کیا ہے، نیز مصنف نے طلب حدیث کی اہمیت کو بیان کیا اور جو لوگ عہد نبوت میں احادیث کے لکھے جانے کے قائل نہیں ان پر رد کیا، اس کتاب میں فریق مخالف کا مذہب بیان کرنے کے لیے مصنف "إدعى المعارض" یا "إعترض المعارض" کے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ یہ کتاب ابو عاصم الشوامی الاثری کی تحقیق کے ساتھ "المكتبة الإسلامية" قاہرہ سے ایک جلد میں ۱۴۳۲ھ میں طبع ہے۔

۲۵ ......العقيدة الطحاوية

یہ امام ابو جعفر احمد بن محمد الطحاوی رحمہ اللہ (متوفی ۳۲۱ھ) کا حنفی مسلک کے عقائد پر ایک مختصر مگر جامع رسالہ ہے۔

امام طحاوی رحمہ اللہ کی مختصر سوانح

امام طحاوی کا پورا نام ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامہ بن عبد الملک بن سلمہ بن سلیم بن سلیمان ازدی حجری مصری طحاوی ہے، آپ کی پیدائش کی مختلف تاریخیں بتائی جاتی ہیں، لیکن راجح قول کے مطابق آپ کی پیدائش ۲۳۹ھ میں ہوئی، اَزد یمن کا مشہور قبیلہ ہے اسی کی طرف نسبت کرکے آپ کو "اَزدی" کہتے ہیں، ازد کی شاخیں تھیں ایک حجر اور دوسری شنوہ، علامہ طحاوی کا تعلق "حجر" سے تھا، اس لئے آپ کو "حجری"

بھی کہتے ہیں، پھر چونکہ آپ کے خاندان والے یمن سے مصر منتقل ہو گئے تھے، اور وہاں مستقل سکونت اختیار کر لی تھی اس بناء پر آپ کو''مصری'' بھی کہا جاتا ہے، اور آپ کی پیدائش مصر کے ایک دیہات''طحاء'' میں ہوئی تھی اس لئے'' طحاوی'' بھی کہا جاتا ہے۔

علامہ طحاوی رحمہ اللہ نے ابتدائی تعلیم اپنے ماموں ابو ابراہیم اسماعیل بن یحیی مزنی رحمہ اللہ (متوفی ۲۶۴ھ) سے حاصل کی، جو امام شافعی رحمہ اللہ کے خاص شاگردوں میں سے تھے، اس لئے ابتداء میں آپ شافعی مذہب پر رہے، لیکن پھر اپنے ماموں سے کسی مسئلے پر اختلاف ہوا اور فقہ شافعی کو چھوڑ کر فقہ حنفی کو اختیار کیا، اس بارے میں دو اقوال مشہور ہیں:

امام طحاوی رحمہ اللہ نے حنفی مسلک کیوں اختیار کیا؟

ا......امام طحاوی رحمہ اللہ اپنے ماموں کے ساتھ کسی مسئلہ میں الجھ گئے، علامہ طحاوی رحمہ اللہ اشکالات کرتے گئے اور علامہ مزنی رحمہ اللہ جوابات دیتے گئے، آخر کار ماموں کو غصہ آیا اور یہ بددعا دی''وَاللَّهَ لَا تُفْلِحُ أَبَدًا'' اس پر علامہ طحاوی رحمہ اللہ نے ماموں کا حلقہ درس چھوڑ کر علامہ احمد بن ابو عمران کے حلقہ درس میں شریک ہونے لگے اور ان سے متاثر ہو کر حنفی مسلک اختیار فرمایا۔

یا اِن کے ماموں نے یہ الفاظ کہے''وَاللّٰهِ لَاجَاءَ مِنْکَ شَيْءٌ'' (اللہ کی قسم! تجھ سے علم کی کوئی خدمت نہ ہو سکے گی) آپ نے جب امام مزنی رحمہ اللہ کی''مختصر المزنی'' کی ترتیب پر فقہ میں''مختصر إختلاف العلماء'' کتاب لکھی تو فرمایا:

رَحِمَ اللّٰهُ أَبَا إِبْرَاهِيمَ لَوْ كَانَ حَيًّا لَكَفَّرَ عَنْ يَمِينِهِ. ❶

❶ طبقات الفقهاء: ص ۱۴۲ / لسان الميزان: ج ۱ ص ۲۷۵

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ابو ابراہیم پر رحم فرمائے کہ اگر وہ زندہ ہوتے تو اپنی قسم کا کفارہ دیتے۔

۲...... علامہ احمد بن محمد شروطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے خود امام طحاوی رحمہ اللہ سے دریافت کیا کہ آپ نے شافعی مسلک کو کیوں ترک کیا؟ امام طحاوی رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ میرے ماموں احناف کی کتابوں کا کثرت سے مطالعہ کرتے تھے جس کی وجہ سے میں نے بھی حنفی مسلک کی کتابوں کا مطالعہ بڑے شوق سے شروع کر دیا اور مجھے شافعیہ کے دلائل کے مقابلے میں احناف کے دلائل زیادہ مضبوط اور محقق معلوم ہوئے، جس کے بعد میں نے حنفی مسلک اختیار کر لیا۔ ❶

علامہ کوثری رحمہ اللہ کے راجح قول کی وجہ ترجیح

محقق العصر علامہ کوثری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۷۱ھ) کی رائے یہ ہے کہ امام طحاوی رحمہ اللہ سے جو وجہ انتقالِ مذہب کی منقول ہے یہی صحیح اور قابلِ اعتماد ہے، اس لئے کہ یہ وجہ موصوف نے خود بیان کی ہے اور یہ سند صحیح سے منقول ہے۔ دوسری وجہ جو علامہ شیرازی اور حافظ ابن حجر رحمہما اللہ نے نقل کی ہیں وہ بے سند بات ہے، اس روایت کی سند نہیں ہے۔ نیز "ولا جاء" یہ صیغہ ماضی ہے، اور ماضی پر یمین لغو اور یمین غموس ہوتی ہے نہ کہ یمین منعقدہ، اور کفارہ منعقدہ پر واجب ہوتا ہے۔ یہ واقعہ خلافِ درایت بھی ہے کہ امام مزنی رحمہ اللہ امام طحاوی رحمہ اللہ کو بار بار سمجھاتے رہے مگر وہ نہ سمجھ سکے، تو امام مزنی رحمہ اللہ نے انہیں بد دعاء دی۔ کیا انتہائی درجے کا یہ غبی طالب جو بار بار سمجھانے سے بھی نہ سمجھے وہ آگے چل کر اس قدر اعلیٰ درجہ کا ذہین و ذکی بن سکتا ہے کہ آج ان کی تصنیفات کو با استعداد علماء بھی کما حقہ نہیں سمجھ سکتے؟ نیز امام مزنی رحمہ اللہ جنہیں امام شافعی رحمہ اللہ سے تلمذ حاصل ہے ان سے یہ بات بہت بعید ہے۔ کیا

---

❶ الإرشاد في معرفة علماء الحديث: ص ۱۴۳/ وفيات الأعيان: ج ۱ ص ۷۱

ماموں اپنے بھانجے کو جملہ قسمیہ کے ساتھ اتنے سخت الفاظ میں بد دعا کر سکتا ہے؟ جب کہ کوئی قصور بھی نہیں، اس لئے کہ فہم وفراست اللہ کی دین ہے، اس میں انسان کا کوئی اختیار نہیں۔

امام طحاوی رحمہ اللہ کی فہم وفراست، قرآن وسنت اور فقہ میں ان کی جلالت شان، فن حدیث اور رجال میں خصوصاً ان کا تبحر اہل علم پر مخفی نہیں، ان کے علو مقام اور رفعتِ شان پر کبارِ اہل علم کا اتفاق ہے:

وهذا خبر حال عن السند (ولا جاء) بصيغة الماضى، والحلف على الماضى غموس أو لغو لا يوجب الكفارة فى مذهب المزنى...... وقول الطحاوى نفسه فى سبب إنتقاله هو الجدير بالتعويل وباقى الحكايات لا تخلو من مأخذ سندا ومتنا كما سبق. ❶

امام طحاوی رحمہ اللہ نے مصر کے محدثین کی خدمت میں حاضر ہو کر فقہ اور حدیث کو حاصل کرنے کے بعد دوسرے شہروں جیسے ملک شام، غزہ، عسقلان، دمشق کے محدثین سے بھی علم حاصل کیا۔ علامہ کوثری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جو شخص امام طحاوی رحمہ اللہ کے شیوخ پر نظر ڈالے گا اُسے بخوبی معلوم ہو جائے گا کہ ان کے شیوخ میں مصری، مغاربہ، یمنی، بصری، کوفی، حجازی، شامی اور خراسانی مختلف ممالک کے حضرات ہیں، جن سے آپ نے اخبار وآثار کا علم حاصل کیا۔ ❷

امام طحاوی رحمہ اللہ کے مشہور اساتذہ اور تلامذہ

آپ کے شیوخ واساتذہ میں سے چند ایک کے نام درج ذیل ہیں:

❶ الحاوى فى سيرة الإمام أبى جعفر الطحاوى: نشأة الطحاوى على مذهب خاله ثم إنتقاله منه، ص ۱۰، ۱۱

❷ الحاوى فى سيرة الإمام أبى جعفر الطحاوى: ص ۱۲

ابراہیم بن ابی داود برلسی، ابراہیم بن منقذ خولانی، یونس بن عبدالاعلی، ہارون بن سعید ایلی، محمد بن عبداللہ بن عبدالحکیم، بحر بن نصر، احمد بن قاسم کوفی، اسحاق بن ابراہیم وراق، اسماعیل بن یحیی مزنی، علامہ احمد بن ابوعمران، سلیمان بن شعیب کیسانی، محمد بن مکی، محمد بن سلامہ، نصر بن مرزوق، ولید بن محمد تمیمی، ہارون بن محمد عسقلانی رحمہم اللہ وغیرہم۔

امام طحاوی رحمہ اللہ امام مزنی رحمہ اللہ کے واسطے سے امام شافعی رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں۔ دو واسطوں سے امام مالک ومحمد رحمہما اللہ کے شاگرد اور تین واسطوں سے امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں۔ جن مشائخ سے "**شرح معانی الآثار**" میں احادیث نقل کی ان کی تعداد (۲۶) ہے، وہ مشائخ جن سے صرف "**مشکل الآثار**" میں حدیثیں نقل کی ہیں وہ کل (۱۳۵) ہیں، اور وہ مشائخ جن سے دونوں میں نقل کیں وہ کل (۸۸) ہیں۔

آپ کے مشہور تلامذہ میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

ابوعثمان احمد بن ابراہیم، احمد بن عبدالوارث، احمد بن محمد دامغانی، ابومحمد حسن بن قاسم، سلیمان بن احمد طبرانی، ابومحمد عبداللہ بن حدید، محمد بن احمد تمیمی، محمد بن ابراہیم مقری، محمد بن جعفر غندر بغدادی رحمہم اللہ وغیرہم۔

امام طحاوی رحمہ اللہ کو حفظ حدیث کے علاوہ فقہ واجتہاد میں بھی بلند مقام حاصل تھا، ملا علی قاری رحمہ اللہ کے نزدیک وہ مجتہدین کے طبقہ ثالثہ میں سے ہیں، یعنی ان کا شمار ایسے مجتہدین میں سے ہے جو ایسے مسائل میں اجتہاد کرتے تھے جن کے بارے میں صاحب مذہب سے کوئی روایت منقول نہ ہو۔

فن رجال وجرح وتعدیل میں امام طحاوی رحمہ اللہ کو کامل دسترس حاصل تھی، اس فن میں آپ کی مستقل تصانیف بھی ہیں، "**التاریخ الکبیر**" اور "**نقض کتاب المدلسین**"

جو کرابیسی کے رَد میں ہے۔ اسی طرح امام ابوعبید رحمہ اللہ کی ’’کتاب النسب‘‘ میں موجود اَغلاط کی نشان دہی پر ’’الرد علی أبي عبید‘‘ لکھی، فنِ رجال میں ان کے کمال اور وسعتِ علم کا اندازہ اس وقت ہوتا ہے جب وہ احادیثِ متعارضہ پر بحث کرتے ہیں ’’شرح معانی الآثار‘‘ اور ’’مشکل الآثار‘‘ میں اس کی مثالیں بکثرت موجود ہیں۔

امام طحاوی رحمہ اللہ کی تصانیف

آپ کی تصنیفات میں درج ذیل کتابوں کے نام ملتے ہیں:

۱......شرح معانی الآثار، ۲......شرح مشکل الآثار، ۳......اختلاف العلماء، ۴......أحکام القرآن، ۵......الشروط الکبیر، ۶......الشروط الأوسط، ۷......الشروط الصغیر، ۸......مختصر الطحاوی، ۹......نقض کتاب المدلسین، ۱۰......الرد علی أبی عبید، ۱۱......التاریخ الکبیر، ۱۲......کتاب فی النحل وأحکامها، ۱۳......العقیدة الطحاویة، ۱۴......سنن الشافعی، ۱۵......النوادر الفقهیة، ۱۶......کتاب فی النوادر والحکایات، ۱۷...... کتاب فی حکم أرض مکة، ۱۸...... کتاب فی قسم الفیٔ والغنائم، ۱۹......کتاب الأشربة، ۲۰......الرد علی عیسی بن أبان، ۲۱......جزء فی الرزیة، ۲۲......شرح الجامع الصغیر للإمام محمد، ۲۳......شرح الجامع الکبیر للإمام محمد، ۲۴......کتاب المحاضر والسجلات، ۲۵......کتاب الوصایا، ۲۶......کتاب الفرائض، ۲۷......کتاب مناقب الإمام أبی حنیفة، ۲۸......کتاب التسویة بین ”حدثنا“ و”أخبرنا“ ۲۹......إختلاف

الروايات على مذهب الكوفيين، ۳۰...... كتاب في تفسير القرآن. ❶

امام طحاوی رحمہ اللہ کی مطبوعہ تصانیف

امام طحاوی رحمہ اللہ کی مطبوعہ تصنیفات جو راقم کو دستیاب ہوئیں وہ درج ذیل ہیں:

(۱) شرح معاني الآثار: یہ چار جلدوں میں ''عالم الكتب'' بیروت سے ۱۴۱۴ھ میں شائع ہوئی ہے۔

(۲) شرح مشكل الآثار: یہ سولہ جلدوں میں ''مؤسسة الرسالة'' سے ۱۴۱۵ھ میں شائع ہوئی ہے۔

(۳) أحكام القرآن: یہ دو جلدوں میں ''مركز البحوث الإسلامية'' ترکی سے ۱۴۱۶ھ میں شائع ہوئی ہے۔

(۴) العقيدة الطحاوية: جو پاک و ہند کے متعدد مطابع سے شائع ہو چکی ہے۔

(۵) مختصر إختلاف العلماء: یہ ۵ جلدوں میں ''دار البشائر الإسلامية'' سے ۱۴۱۷ھ میں شائع ہوئی ہے۔

(۶) التسوية بين حدثنا وأخبرنا: ۷۴ صفحات پر مشتمل یہ رسالہ ''مطبع تقنيه'' ریاض سے ۱۴۱۰ھ میں شائع ہوا ہے۔ نیز شیخ عبد الفتاح ابو غدہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۱۷ھ) نے ''خمس رسائل في علوم الحديث'' میں تحقیق و تعلیق کے ساتھ ''المطبوعات الإسلامي'' حلب سے بھی اسے شائع کیا ہے۔

(۷) مسند إمام الطحاوي: علامہ لطیف الرحمٰن قاسمی صاحب مدظلہ، مصنف نے امام طحاوی رحمہ اللہ کی مندرجہ ذیل آٹھ کتابوں سے بحذف التکرار احادیث نہایت

❶ الحاوي في سيرة الإمام أبي جعفر الطحاوي: ص ۲۶ تا ۳۰/ الفهرست: ج ۱ ص ۲۵۷/ أماني الأخبار: مقدمة المصنف/ نخب الأفكار: مقدمة المحقق، ص ۸۱ تا ۸۳

عرق ریزی کے ساتھ جمع کیں اور حاشیہ میں روایات کی تعلیق وتخریج بھی کی، جس سے کتاب کی افادیت مزید بڑھ گئی۔ امام طحاوی رحمہ اللہ کی وہ چار کتابیں جو عرصہ دراز سے نایاب تھیں (**السنن الماثورة، الشروط الكبير، الشروط الصغير، الرد علی الکرابیسی**) ان کی احادیث بھی اس میں شامل ہیں، اس طرح حدیث کا ایک بڑا مستند مجموعہ خصوصاً احادیثِ احکام کا نہایت تحقیق وتعلیق اور تخریج کے ساتھ منظر عام پر آیا۔ یہ کتاب (۱۰) جلدوں میں ''**مكتبة الحرمين للنشر والتوزيع**'' سے شائع ہوئی ہے۔ (مصنف نے فضائل اعمال کی احادیث کی تخریج پر ''**تحقيق المقال في تخريج أحاديث فضائل الأعمال**'' کے نام سے ایک محقق کتاب تصنیف فرمائی ہے۔)

عقیدہ طحاویہ کی اہمیت

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:
اہل علم پر عقیدہ طحاویہ کا مرتبہ وہ مقام مخفی نہیں، جس میں انہوں نے اہل سنت والجماعت کے عقائد کو جمع کیا ہے، یہی حضرات صحابہ وہ تابعین کے عقائد ہیں، اس کتابچہ میں ایجاز اور اختصار کے ساتھ تمام ضروری عقائد آ گئے ہیں، یہ کتابچہ اس قابل ہے کہ ہر طالب علم اِسے زبانی یاد کرے۔

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:
عقیدہ طحاویہ ہمارے آئمہ حنفیہ کے عقائد کے بیان میں سب سے مستند کتاب ہے، امام العصر حضرت کشمیری رحمہ اللہ حنفیہ کی عقائد پر تحریر کردہ تمام کتابوں پر اس کو فوقیت دیتے تھے۔ [1]

---

[1] ترجمہ عقیدہ طحاویہ: ص ۶، ۷

"العقيدة الطحاوية" کی پندرہ عربی شروحات

متعدد حضرات نے اس کتاب کی اہمیت کی وجہ سے اس کے شروحات لکھی ہیں، حضرت مولانا مفتی رضاء الحق صاحب دامت برکاتہم (شیخ الحدیث و مفتی دارالعلوم زکریا جنوبی افریقہ) نے ان میں سے چند شروحات کا تعارف اپنی شرح "العصیدۃ السماویہ شرح العقیدۃ الطحاویہ" میں کیا ہے، وہ شروحات معمولی تغییر کے ساتھ درج ذیل ہیں:

(۱) شرح العقيدة الطحاوية

یہ قاضی اسماعیل بن ابراہیم بن علی شیبانی رحمہ اللہ (متوفی ۶۲۹ ھ) کی مختصر شرح جو (۴۹) صفحات پر مشتمل "دار الكتب العلمية" بیروت سے طبع ہے۔ شرح کے آخر میں "العقيدة الطحاويه" کا متن اور عقیدہ سے متعلق علامہ شوکانی رحمہ اللہ کے (۵) مختصر رسائل کو بھی شامل کر دیا گیا ہے۔

(۲) شرح العقيدة الطحاوية

یہ امام شجاع الدین ہبۃ اللہ بن احمد بن معلی ترکستانی حنفی رحمہ اللہ (متوفی ۷۳۳ھ) کی مختصر شرح جو (۲۰۸) صفحات پر مشتمل ہے، یہ کتاب جاد اللہ بسام صالح شافعی کی تحقیق کے ساتھ "دار النور" عمان سے چھپی ہے۔ اصل شرح (۴۱) صفحات پر مشتمل ہے، باقی محقق کی طرف سے بعض مفید اضافے ہیں۔

(۳) القلائد في شرح العقائد

یہ علامہ قاضی جمال الدین محمود بن احمد بن مسعود قونوی حنفی المعروف ابن سراج رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۱ھ) کی تصنیف ہے، علامہ قونوی کی یہ شرح جو (۳۳۶) صفحات پر مشتمل ہے، یہ کتاب دکتور ابتسام ابراہیم بیضون کی تحقیق کے ساتھ "شركة دار المشاريع" بیروت سے طبع ہے۔

علامہ قونوی کی یہ کتاب " العقیدة الطحاویة" کی عمدہ شروحات میں سے ہے، لیکن اس شرح میں بعض ضعیف و بے اصل روایات، اور بعض جمہور اہل سنت والجماعت کے خلاف مسائل کا ذکر ہے، جیسے صفحہ ۴۱۶ پر یہ روایت نقل کی ہے:

من أمتي من يسقط في التار كالمطر.

یہ روایت ہمیں کتب حدیث میں نہیں ملی۔

اور صفحہ ۴۲۴ پر یہ موضوع روایت نقل کی ہے:

سيأتي على جهنم يوم تصفق الريح أبوابها وليس بها أحد.

پھر مصنف نے اس روایت کی یہ تاویل کی ہے کہ جب گنہگار لوگوں کو جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کر دیا جائے گا تو جہنم صحرا کی مانند رہ جائے گی اس میں کوئی بھی نہیں ہوگا۔

اور صفحہ ۴۰۰ تا ۴۰۲ پر لکھا ہے کہ ہر جمعہ و رمضان میں کافر سے بھی عذاب قبر اٹھا لیا جاتا ہے۔ اور مؤمن عاصی کو ضغطۃ القبر ہوتا ہے اور آنے والے جمعہ تک عذاب قبر بھی ہوتا ہے۔ پھر جمعہ سے قیامت تک کے لیے اس سے عذاب قبر اٹھا لیا جاتا ہے۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ نے "الفقه الأكبر" کی شرح میں علامہ قونوی کی عبارت کو نقل کرنے کے بعد اس کو باطل کہا ہے۔ (1)

اور صفحہ (۴۲۶) پر ابلیس کو فرشتوں میں سے شمار کیا ہے اور ہاروت ماروت کو عاصی لکھا ہے:

وأما الملائكة فكل من وجد منه الكفر فهو من أهل النار، وعليه العقاب كابليس، وكل من وجدمنه المعاصي لا الكفر فعليه العقاب، دليله قصة هاروت وماروت.

---

(1) منح الروز الأزهر في شرح الفقه الأكبر: ص ۲۹۵

جبکہ اللہ تعالی فرشتوں کے بارے میں فرماتے ہیں:

﴿ لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَ يَفْعَلُونَ مَايُؤْمَرُوْنَ ﴾ (التحريم: ٦)

اسی طرح صفحہ (۴۲۸) پر لکھا ہے کہ جنات ہوا سے پیدا کئے گئے ہیں:

وأما الجن خلقوا من الريح.

جبکہ یہ نص قرآنی کے خلاف:

﴿وَخَلَقَ الْجَانَّ مِنْ مَارِجٍ مِنْ نَارٍ﴾ (الرحمن: ١٥)

(۴)شرح عقيدة الإمام الطحاوى

یہ علامہ ابو حفص سراج الدین عمر بن اسحاق غزنوی ہندی حنفی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۳ھ) کی مختصر شرح ہے جو متن کے ساتھ ملی ہوئی ہے، یہ شرح (۲۰۸) صفحات پر مشتمل ہے، اور شیخ حازم الکیلانی حنفی اور دکتور محمد عبد القادر نصار کی تحقیق کے ساتھ "دارة الكرز" قاہر سے چھپی ہے۔

(۵)شرح عقيدة أهل السنة والجماعة

یہ علامہ اکمل الدین محمد بن محمد بابرتی رحمہ اللہ (متوفی ۷۸۶ھ) کی مختصر شرح ہے، جو (۱۵۷) صفحات پر مشتمل ہے، یہ شرح دکتور عارف آیتکن کی تحقیق کے ساتھ " وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية" کویت سے چھپی ہے۔

(٦)شرح العقيدة الطحاوية

یہ علامہ عبد الغنی میدانی حنفی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۹۸ھ) کی مختصر شرح ہے، جو متن کے ساتھ ملی ہوئی ہے یہ شرح (۱۵۸) صفحات پر مشتمل ہے، اور محمد مطیع الحافظ اور محمد ریاض المالح کی تحقیق کے ساتھ "زمزم پبلشرز" کراچی سے چھپی ہے۔ [1]

[1] العصيدة السماوية: ص ٦٨، ٦٩

(۷)شرح عقيدة الطحاوی

یہ حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۰۳ھ) کی تالیف ہے، اس کتاب میں حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ تعالی مہتمم دارالعلوم دیوبند نے عقیدہ طحاویہ میں بیان کردہ عقائد سے متعلق آیات واحادیث کو حاشیہ میں اختصار کے ساتھ ذکر فرمایا ہے۔

یہ کتاب (۱۵۸) صفحات پر مشتمل ''گلستان کتاب گھر'' دیوبند سے چھپی ہے۔ نیز اب یہ کتاب شیخ سہل محمد سعد بن رحمت اللہ کی تحقیق وتعلیق کے ساتھ ''مکتبۃ البشری'' سے طبع ہے۔

(۸)التعليقات السنية على متن العقيدة الطحاوية

یہ شیخ احمد جابر جبران مکی یمنی شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۲۵ھ) کی تالیف ہے، موصوف نے اس کتاب میں بعض مشکل الفاظ کے معانی کی وضاحت کی ہے، اور تشریح کے ضمن میں فوائد وتنبیہات کے ساتھ بعض لطیفے بھی لکھے ہیں۔ یہ کتاب (۳۲۰) صفحات پر مشتمل "دار المنهاج" جدہ سے چھپی ہے۔

(۹)إظهار العقيدة السنية بشرح العقيدة الطحاوية

یہ شیخ عبد اللہ ہرری حبشی رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۲۹ھ) کی تالیف ہے، یہ کتاب عقیدہ طحاویہ کی مفصل شرح ہے، اور (۴۹۶) صفحات پر مشتمل" دار المشاریع" بیروت، اور'' مکتبہ روضۃ القرآن'' پاکستان سے چھپی ہے۔ شیخ نے اس شرح میں بے مختلف فیہ مسائل میں سلفی حضرات پر رد کیا ہے، اور بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے بارے میں شیخ نے انتہائی گستاخانہ انداز اختیار کیا ہے، بطورِ مثال شیخ کی دو عبارتیں ملاحظہ فرمائیں: ایک جگہ لکھتے ہیں:

وکذلک تمرد معاویة علی علی لیس مبنیا علی اجتهاد شرعی......(ص ۳۴۸)

شیخ ہرری دوسری جگہ لکھتے ہیں:

فقاتل(علي)المتمردين في وقعة الجمل وصفين.(ص ۲۷۴)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے بارے میں شیخ ہرری کا نظریہ ان کی دوسری کتاب "الدلیل الشرعی علی إثبات عصیان من قاتلهم عليٌّ من صحابی أو تابعي" سے واضح ہے، جو(۱۳۶)صفحات پر مشتمل" دار المشاریع " بیروت سے چھپی ہے۔

ہم نے اپنی اس شرح میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے بارے میں شیخ ہرری کے ان دونوں اور بعض دیگر کتابوں میں ذکر کردہ اشکالات و دلائل کا جائزہ لیا ہے۔

(۱۰)الدرة البهية فی حل ألفاظ العقيدة الطحاوية

یہ شیخ عبداللہ ہرری حبشی رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۲۹ھ) کی تالیف ہے، یہ کتاب "إظهار العقيدة السنية" کا خلاصہ ہے۔اس کتاب میں بھی بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے متعلق گستاخانہ کلمات لکھے ہیں۔ یہ مختصر شرح "دار المشاریع" بیروت سے چھپی ہے، اور(۱۲۷)صفحات پر مشتمل ہے۔

(۱۱)صحيح شرح العقيدة الطحاوية أو المنهج الصحيح فی فهم عقيدة أهل السنة والجماعة

یہ شیخ حسن بن علی سقاف قرشی ہاشمی حسینی کی تالیف ہے، شیخ سقاف کی یہ مفصل کتاب (۷۵۶)صفحات پر مشتمل "دار الإمام الرواس " بیروت سے چھپی ہے۔شیخ نے اس کتاب میں اپنی ترتیب پر عقائد کی ابحاث کو درج فرمایا ہے اور اس کی مناسبت سے

امام طحاوی کی عبارات کو متن بنایا ہے۔ بالفاظ دیگر شیخ نے متن کو اپنی شرح کے تابع کرنے کی کوشش کی ہے، اس لیے اس کتاب کو عقیدہ طحاویہ کی شرح کہنے کے بجائے مستقل کتاب کہنا زیادہ مناسب ہوگا۔

امام طحاوی رحمہ اللہ کے عقید وطحاویہ کے متن کے بارے میں جسے امام طحاوی رحمہ اللہ نے ائمہ ثلاثہ کے مذہب کے مطابق اہل سنت و جماعت کے عقائد کو تحریر فرمایا ہے۔ شیخ سقاف یہ فرماتے ہیں کہ یہ امام طحاوی رحمہ اللہ کے عقائد ہیں، اہل سنت و جماعت کے عقائد نہیں۔ شیخ سقاف نے اپنی اس کتاب کے مقدمہ میں عقیدہ طحاویہ کو صحیح، مختلف فیہ اور مردود، تین حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ پھر لکھتے ہیں:

إن عقيدة الطحاوي تمثل عقيدة واحد من السلف، وهو الطحاوی لا غيره.(ص ٢١)

جبکہ علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ عقیدہ طحاویہ اہل سنت و جماعت کے عقائدہ کا مجموعہ ہے۔

شیخ سقاف اپنے آپ کو اشعری کہتے ہیں، مگر وہ درحقیقت اشعری مذہب کے پابند نہیں، بلکہ انہوں شیعیت، خارجیت، زیدیت اور اعتزال سے مخلوط اور مرکب مسلک کو اختیار کیا ہے۔ شیخ سعید فودہ نے حسن سقاف اور ان کی شرح کے بارے میں لکھا ہے:

وأما حسن السقاف، وقد كان يعلن أنه أشعريٌّ من أهل السنة، ثم إنقلب على عقبيه ،وخالفهم وقدح فيهم، وأختار مذهباًمختلطاً من الشيعة والزيدية والإباضية والمعتزلة وغيرهم، وزاد من هواه ما شاء وأحب، وهو أحد من كتب على العقيدة الطحاوية شرحاً.بل جرحًا. وتلاعب في كتابته عليه كما شاء أن يتلاعب، وكان يقصد من كتابة

هـذا الشـرح أن يـدس عـلـى أهل السنة من العقائد المخالفة، ويروج لـمـذهبه الذى لفقه، منتهزاً حسن ظن أهل السنة بهذا المتن، وحسن ظنهـم بـمـن يـكتب عليه شرحاً، تمامًا كما فعل ابن أبى العز الحنفى عندما كتب شرحاً على المتن نفسه مروجالعقيدة ابن تيمية.❶

ہم نے اپنی اس شرح میں شیخ سقاف کے اشکالات ودلائل کے جوابات لکھ دیئے ہیں۔ تفصیل کے لیے فہرست کتاب ملاحظہ فرمائیں۔

(١٢)الشرح الكبير على العقيدة الطحاوية

یہ دکتور سعید عبداللطیف فودہ کی تالیف ہے،شیخ فودہ کی یہ مفصل شرح دوجلدوں میں (١٢١٦)صفحات پر مشتمل ہےاور "الأصـلـيـن" قاہرہ سے چھپی ہے۔شیخ نے بعض مسائل کو بہت مفصل لکھا ہے ، مثلا نبی اور رسول کے درمیان فرق کو ٣٥٨ سے ٣٧٩ تک (٢٢)صفحات میں لکھا ہے۔مختلف فیہ مسائل میں سلفی حضرات پر رد کیا ہے، اور بعض مقامات پر ابن ابی العز کی شرح پر تبصرہ بھی کیا ہے۔صفحہ (١٠٠٥) پر ابن ابی العز کی شرح پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

والـحق أن هـذا الـرجـل أعني: ابن أبى العز متـابـع فـى شـرحه لمتن الـطـحـاوى شبـراً بشبـرٍ فيـمـا يـقول لما يقول به ابن تيمية وابن قيم الـجـوزية، وهـو إنـمـا جـعل شرحه لهذا المتن مجرد مناسبات لذكر خـلاصة كـلامهـمـا، وإن كان ظاهر البطلان، كما فى قوله بفناء النار، وإثبـات كون اللّٰه تعالى محدوداً وله حد، وإثبات أن للّٰه تعالى صفات هـى أعيـان كـاليـد والـعيـن وغيـر ذلـك ،مما أشرنا إليه فى موضعه،

❶شرح العقيدة الطحاوية للشيخ فودة : ج ١ ص ٤٤

فليحذر القارئ لهذا الشرح مما فيه، وليعلم أنه يقرأ شرحًا على طريقة ابن تيمية، وعلى مذهب التجسيم الذى نصره، وليس على مذهب أهل السنة.

ترجمہ: یعنی سچی بات یہ ہے کہ ابن ابی العز عقیدہ طحاویہ کی اس شرح میں مکمل طور پر علامہ ابن تیمیہ اور علامہ ابن قیم کے تابع ہیں، صرف عقیدہ طحاویہ کے متن کو ان دونوں حضرات کے کلام کی تلخیص کے لیے ایک بہانہ اور ادنی مناسبت کی وجہ سے وسیلہ بنایا ہے۔ اور بعض ظاہر البطلان مسائل کو ذکر کیا، جیسے جہنم کی فنا، اللہ تعالی کا حدود میں محدود ہونا، اللہ تعالی کے لیے ید اور عین کو صفات اور اعیان ماننا اس شرح میں مذکور ہے۔ قارئین حضرات کو اس شرح سے بچنا چاہیے اور قارئین کو شرح پڑھتے وقت یہ سمجھنا چاہیے کہ وہ ابن تیمیہ کے مسلک کے موافق ایک شرح پڑھ رہے ہیں جو تجسیم کے مسلک کے ناصر و معاون ہیں، اہل سنت کے مسلک پر نہیں۔

شیخ فودہ نے بعض مقامات پر شیعیت اور اعتزال سے متاثر شیخ سقاف پر رد بھی کیا ہے، مثلاً سقاف نے عقیدہ طحاویہ کی شرح میں صفحہ ۵۴۳ پر امام طحاوی پر مسح علی الخفین کے مسئلہ میں تحقیر آمیز انداز میں رد کیا ہے۔ شیخ سعید فودہ نے الشرح الکبیر (۸۷۰/۲) میں سقاف کی بہترین انداز میں تادیب کی ہے اور ان کے اشکال کا جواب دیا ہے۔

(۱۳) الروضة الندية شرح العقيدة الطحاوية

یہ شیخ محمد احمد عاموہ حنفی کی تالیف ہے، یہ مختصر شرح (۵۱) صفحات پر مشتمل "دار النور" عمان سے چھپی ہے۔ یہ کتاب عقیدہ طحاویہ پر مختصر و مفید تعلیقات کا مجموعہ ہے۔

(۱۴) شرح العقيدة الطحاوية الميسر

یہ دکتور محمد بن عبد الرحمٰن خمیس سلفی کی تالیف ہے، یہ مختصر شرح (۱۱۰) صفحات پر مشتمل

ہے، جو ''دارالمعارف'' دیوبند سے چھپی ہے۔ مصنف نے اولاً بعض مشکل الفاظ کے معانی، پھر تشریح اور پھر اس کا خلاصہ لکھا ہے، اور ہر بحث کے آخر میں طلبہ کے امتحان کے لیے مذکورہ تشریح سے متعلق چند سوالات بھی لکھے ہیں۔

(۱۵) شرح العقیدۃ الطحاویۃ

یہ عبدالرحمٰن بن ناصر بن براک بن ابراہیم براک سلفی کی تالیف ہے، یہ شرح (۴۸۲) صفحات پر مشتمل ''دار التدمریۃ'' ریاض سے چھپی ہے۔ مصنف نے دیگر سلفی شارحین کے طریقے پر امام طحاوی رحمہ اللہ کی ان عبارات پر نقد کیا ہے جو سلفی عقائد کے خلاف ہیں۔ ❶

''العقیدۃ الطحاویۃ'' کے دس اردو شروحات

(۱) الفوائد الدراسیہ فی شرح العقیدۃ الطحاویہ

یہ حضرت مولانا ابوسلمان زر محمد صاحب کی شرح ہے، انہوں نے شروع میں عقائد کے بنیادی اصطلاحات ذکر کئے، پھر مصنف کے حالات، ان کا مقام، ان کی تصانیف کا تذکرہ کیا، ان کا اسلوب یہ ہے کہ اعراب کے ساتھ عبارت اور اس کا عام فہم ترجمہ کرتے ہیں، مشکل الفاظ کا لغوی اور اصطلاحی معنیٰ ذکر کرتے ہیں، مشکل مقامات کی ترکیب اشکلات اور جوابات کے ساتھ ساتھ بعض مفید مباحث کو بھی قلم بند کیا گیا ہے۔ یہ حل کتاب کے لیے مفید اور جامع شرح ہے، انہوں نے اس کی تالیف کے دوران امام قاضی علی بن علی بن محمد بن ابی العز (متوفی ۷۹۲ھ) کی ''شرح العقائد الطحاویۃ'' اور علامہ عبدالغنی میدانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۹۸ھ) کی ''شرح العقیدۃ الطحاویۃ'' اسی طرح حضرت مولانا ادریس کاندہلوی رحمہ اللہ کی کتاب

❶ العصیدۃ السماویۃ شرح العقیدۃ الطحاویۃ: ص ۶۸ تا ۷۴

"علم الکلام" سے استفادہ کیا۔ یہ کتاب "مکتبہ عمر فاروق" سے (۱۲۵) صفحات پر طبع ہے۔

(۲) الوضاحۃ الکاملۃ شرح العقیدۃ الطحاویہ

یہ حضرت مولانا اصغر صاحب استاد الحدیث جامعہ اسلامیہ عربیہ، رحمانیہ چوک ومدنی ٹاون فیصل آباد کی شرح ہے، اس کے شروع میں مصنف کے حالات مذکور ہیں، پھر علم عقائد کے مبادیات کا تذکرہ اور آئمہ عقائد امام ابو الحسن الاشعری اور امام ابو منصور ماتریدی رحمہما اللہ کا تعارف ہے، یہ اعراب کے ساتھ عبارت لاتے ہیں، اور اس کا عام فہم ترجمہ کرتے ہیں، پھر تشریح ذکر کرتے ہیں، جس میں اہلسنت والجماعت کے عقائد کا اثبات اور باطلانہ عقائد کے دلائل کی تردید دلائل کے ساتھ کرتے ہیں اور آخر میں عبارت کا تجزیہ اور فوائد ذکر کرتے ہیں، یہ حل کتاب اور دیگر مفید معلومات کے لیے نہایت مفید شرح ہے اور یہ "جامعہ سلامیہ" فیصل آباد سے طبع ہے۔ جو (۲۲۸) صفحات پر مشتمل ہے۔

(۳) شرح عقیدہ طحاویہ

یہ حضرت مولانا مفتی احسان اللہ شائق صاحب استاذ ومعین مفتی دارالافتاء جامعۃ الرشید کراچی کی بہترین شرح ہے، اس میں موصوف نے عام فہم ترجمہ، مختصر اور جامع تشریح کی ہے، ساتھ ہی حل لغات پر زور دیا اور اہل سنت کے عقائد کو قرآن وسنت کے دلائل سے مزین کیا ہے، یہ بھی حل کتاب کے لیے مفید شرح ہے۔ یہ (۲۳۶) صفحات پر "دارالاشاعت" کراچی سے طبع ہے۔

(۴) شرح عقیدہ طحاویہ

یہ مناظر ومتکلم اسلام حضرت مولانا الیاس گھمن مدظلہ کی شرح ہے، شروع میں امام طحاوی کے حالات، ان کی خدمات اور تصانیف کا تذکرہ کیا، ان کا اسلوب یہ ہے کہ

اعراب کے ساتھ عبارت لاتے ہیں، عام فہم ترجمہ کرتے ہیں، ہر ہر عقیدے کی مختصر اور جامع تشریح کرتے ہیں، ہر عقیدے کو نمبر وار ذکر کرتے ہیں، جابجا اشکلات کا جواب ذکر کرتے ہیں، حل کتاب کے لیے بہتر اور مختصر شرح ہے۔ یہ (۱۷۱) صفحات پر مشتمل ''مرکز اہلسنت والجماعت'' سرگودہا سے طبع ہے۔

(۵) ترجمہ عقیدہ طحاویہ

یہ عقیدۃ الطحاویہ کے متن کا ترجمہ ہے، اس کے مترجم مولانا محمد حنیف عبد المجید ہے، اس میں اعراب کے ساتھ عبارت اور اس کا سلیس ترجمہ کیا گیا ہے۔ اس کا ایک اور ترجمہ بھی طبع ہے، مترجم مولانا محمود احمد صاحب کا ہے، جو ''مرکز دعوۃ الاسلامیہ'' ملتان روڈ سے طبع ہے۔ ایک ترجمہ ''عقیدہ الطحاوی'' کے نام سے ہے، اس کے مترجم شیخ القرآن والحدیث حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتی رحمہ اللہ ہیں۔

(۶) اسلامی عقائد اردو شرح عقیدہ طحاویہ

یہ ''العقیدۃ الطحاویہ'' پر علامہ ابن ابی العز (متوفی ۷۹۲ھ) کی عربی شرح ''شرح العقیدۃ الطحاویہ'' کا اردو ترجمہ ہے اور اس کے مترجم حضرت مولانا محمد صادق خلیل صاحب ہیں، موصوف سلفی عالم ہیں، اِس کے شروع میں مقدمہ ہے، جس میں علم عقائد کی مبادیات کا تذکرہ ہے، اور شرح عقیدہ طحاویہ کی اہمیت تذکرہ ہے، اور بہت سے علمی نکات ذکر کرتے ہیں، پھر مصنف کے حالات ذکر کیے ہیں، ان کا اسلوب یہ ہے کہ عبارت لا کر اِس کا سلیس ترجمہ کرتے ہیں، پھر اس عقیدے کی تائید میں قرآن سے مختلف آیاتیں نقل کرتے ہیں، باطل عقائد کے دلائل ذکر کر کے ان کی تردید کرتے ہیں، موصوف چونکہ ایک سلفی عالم ہے اس لیے انہوں نے علامہ ابن ابن العز کے تفردات اور جمہور اہل سنت سے ان کے ہٹے ہوئے عقائد کی کھل کر تائید کی ہے، علامہ زاہد الکوثری رحمہ

اللہ اوران کے شاگرد شیخ عبدالفتاح ابوغدہ رحمہ اللہ نے ابن ابی العز کے تفردات پر جو گرفت کی تھی اوران پر اعتراضات کیے تھے جو بالکل بجا اوراہل سنت والجماعت کے منہج واسلوب کے مطابق تھے، مولانا صادق خلیل صاحب نے ان کے جوابات دینے کی کوشش کی ہے مگر وہ جوابات علمی اعتبار سے مضبوط نہیں بلکہ کمزور ہیں۔اس کے آغاز میں علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ کا مقدمہ بھی ہیں جو احادیث کے بارے میں نہایت قیمتی اور نادر معلومات پر مشتمل ہے، یہ کتاب مکتبہ ''ضیاءالسنہ'' سے طبع ہے۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی رضاءالحق صاحب مدظلہ نے درج ذیل اردو شروحات کا تذکرہ کیا ہے:

(۷)الدرس الحاوی شرح اردو عقیدۃ الطحاوی

یہ حضرت مولانا محمد اصغر قاسمی مظفرنگری کی تحریر کردہ شرح ہے۔اس کتاب میں ترجمہ، حل لغات کے ساتھ مختصر تشریح بھی پیش کی گئی ہے۔یہ کتاب (۱۶۰) صفحات پر مشتمل ہے،اور''مکتبہ رحمانیہ'' اردو بازار لاہور سے چھپی ہے۔

(۸)درس عقیدۃ الطحاویہ

یہ حضرت مولانا مفتی شاہ محمد نوال الرحمٰن صاحب امیر رحمت عالم فاؤنڈیشن شکاگو کے افادات ہیں۔ یہ شرح مفتی نوال الرحمٰن صاحب کے دروس کا مجموعہ ہے، جسے بعض احباب نے ضبط کر کے کتابی شکل میں پیش فرمایا ہے۔ یہ شرح (۶۴۲) صفحات پر مشتمل حیدر آباد سے چھپی ہے، یہ شرح طلبہ اورعوام دونوں کے لیے مفید ہے۔مفتی صاحب نے دروس میں عوام الناس کے فائدے اور ذہن سازی کو ملحوظ رکھا ہے، اور علامات قیامت وفتن کے موضوع پر تفصیلی کلام فرمایا ہے۔

(۹) تحفہ عثمانیہ

حضرت مولانا مفتی ذاکر حسین صاحب مفتی جامعہ عثمانیہ کی تالیف ہے۔ مولانا محترم نے ابن ابی العز کی شرح کی روشنی میں اردو میں شرح لکھی۔ ابن ابی العز نے علامہ ابن تیمیہ اور علامہ ابن قیم رحمہما اللہ کی قدم بقدم اتباع کی ہے۔ بعض مسائل میں مفتی صاحب نے بھی ان حضرات کے موقف کے موافق تشریح فرمائی ہے۔ صفحہ (۱۸۴) پر اللہ تعالی کے لیے فوقیت ذاتی کے قائل ہوئے ہیں۔ ہم نے اپنی شرح میں ہر دو علامہ کا موقف بیان کیا ہے اور اکابر کے اقوال کی روشنی میں علامہ ابن تیمیہ اور ان کے تلمیذ رشید کے موقف کا تعاقب بھی کیا ہے۔

(۱۰) العقیدۃ الاسلامیہ شرح العقیدۃ الطحاویہ

(۱۸۳) صفحات پر مشتمل یہ شرح ہمارے محترم مفتی فدا محمد صاحب مدرس دار العلوم رحمانیہ، و مدرس مدرسہ عائشہ للبنات مینی ضلع صوابی پاکستان نے تحریر فرمائی۔ آسان انداز میں متن کی تشریح فرمائی، ابتداء میں باطل فرقوں میں سے بعض فرقوں کا تعارف بھی کرایا ہے۔ ❶

۲۶......الرد علی الجهمية لابن مندة

یہ امام ابوعبداللہ محمد بن اسحاق مندہ العبدی رحمہ اللہ (متوفی ۳۹۵ھ) کی کتاب ہے۔ آپ کی مشہور تصانیف میں "**أسامی مشايخ البخاری، أمالی ابن منده، مسند ابراهيم بن أدهم الزاهد، الإيمان، فوائد ابن مندة، معرفة الصحابة، فتح الباب فی الكنى والألقاب**" کا نام ملتا ہے۔ زیر تعارف کتاب مصنف نے فرقہ جہمیہ کے عقائد اور نظریات پر لکھی ہے، اس کتاب میں کل پانچ

❶ العصیدۃ السماویہ: ص۷۴، ۷۵

ابواب ہیں، مصنف اوّلا ترجمۃ الباب بیان کرتے ہیں، پھراس کے لیے قرآن سے دلیل ذکرکرتے ہیں ، پھر مشہور کتب حدیث سے احادیث صحیحہ نقل کرنے کے بعد دیگراحادیث صحیحہ یا ضعیفہ سے ان کے متابع ذکرکرتے ہیں، لیکن یہاں یہ بات واضح رہے کہ مصنف ضعیف روایات بطورِ متابعات اور شواہد لاتے ہیں بطورِ دلیل نہیں۔

اسی طرح مصنف کا مزاج یہ ہے کہ وہ ایک حدیث کے لیے کئی سندیں لاتے ہیں، اسی کثرت اسانید کی وجہ سے مصنف نے نص واحد کو متعدد شمار کیا ہے، بسا اوقات مصنف احادیث کی شرح میں تعلیقات لکھتے ہیں، چنانچہ اس میں مصنف حدیث کی دلالت کو ظاہر اور اس کے معانی کو واضح کرتے ہیں، اسی طرح مصنف کبھی کبھار متابعات اور سند میں ہونے والے اختلاف پر کلام کرتے ہیں۔

امام ابن مندہ رحمہ اللہ اپنے دور کے بڑے محدث گزرے ہیں، اسی لیے انہوں نے اس کتاب میں بھی احادیث بالسند ذکر کی ہیں، اس میں صفاتِ باری تعالیٰ ، ذاتِ باری تعالیٰ اور اسی طرح متشابہات سے متعلق جہمیہ کے عقائد اور شبہات کی تردید کی، ضمناً خوارج اور قدریہ کی بھی تردید ہے، مگر مقصود فرقہ جہمیہ کا رد ہے۔ یہ کتاب علی محمد ناصر الفقیہی کی تحقیق کے ساتھ "المکتبة الأثرية" پاکستان سے ایک جلد میں طبع ہے۔

۲۷......التوحيد ومعرفة أسماء اللّٰه عزوجل وصفاته على الإتفاق والتفرد

یہ امام ابوعبداللہ محمد بن اسحاق مندہ العبدی رحمہ اللہ (متوفی ۳۹۵ھ) کی تصنیف ہے۔ کتاب کو مصنف نے چار اقسام پر تقسیم کیا ہے۔ پہلی قسم میں توحید، ربوبیت، دوسری قسم میں توحید الوہیت ، تیسرے میں توحید اسماء باری تعالی اور چوتھی قسم میں

صفات باری تعالیٰ پر کلام کیا ہے۔اس میں مصنف رحمہ اللہ نے محدثین کے مسلک پر چلتے ہوئے احادیث کے متن کے ساتھ ساتھ سندیں بھی بیان کی ہیں،اس میں موجود عقائداور مسائل پر قرآنی آیات ،احادیث ، آثارِ صحابہ اور آثارِ تابعین کو سندوں کے ساتھ بیان کیا ہے،اور ہر دلیل کے لیے ایسا عنوان منتخب کیا جو اس عنوان کے تحت آنے والے احادیث وغیرہ کے معنی پر دلالت کرے،اس میں احادیث کی صحت کا التزام نہیں کیا گیا،اس لیے بلا تحقیق حدیث نقل نہ کی جائے،مصنف نے اس کتاب میں بنیادی طور پر اللہ تعالی کے اسماء وصفات ، ربوبیت ،وحدانیت اور اللہ تعالیٰ کی خالقیت پر بہت عمدہ مضامین اور مباحث ذکر کی ہیں،توحید کی معرفت اور حقیقت سمجھنے کے لئے مفید کتاب ہے۔یہ کتاب دکتور علی بن محمد ناصر الفقیہی کی تحقیق کے ساتھ "مکتبة العلوم والحکم" مدینہ منورہ سے ایک جلد میں ۱۴۲۳ھ میں طبع ہے۔

۲۸......تمهيد الأوائل وتلخيص الدلائل

یہ امام محمد بن الطیب القاضی ابوبکر الباقلانی المالکی رحمہ اللہ (متوفی ۴۰۳ھ) کی تصنیف ہے۔امام ابوبکر باقلانی رحمہ اللہ فن عقائد کے بڑے امام ہیں،عقائد کے مسائل کی تشریح اور ذات وصفاتِ باری تعالیٰ کے مسائل سے متعلق عمدہ وضاحت کی ہے،اس لیے عقائد کی کتابوں میں ان کا اکثر تذکرہ آتا ہے،امام باقلانی رحمہ اللہ کامل فقیہ، محدث،مفسر قرآن اور علم کلام میں اہل سنت والجماعت کے بڑے امام تھے،آپ مذہباً مالکی تھے،عراق میں ریاست مالکیہ ان ہی پر ختم ہوئی ہے،سلطنتِ عباسیہ اور سلطنتِ فاطمیہ کے درمیان جو جنگ رہی اس میں آپ نے حق کی طرف سے قائدانہ کردار ادا کیا۔اللہ تعالیٰ نے آپ کے قلم میں بڑی طاقت اور کشش رکھی تھی،کسی موضوع پر جب تحریر لکھتے تو کمال کا لکھتے،سلامہ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب تک آپ

ہررات بیس ورق نہ لکھ لیتے نہ سوتے۔فاطمیوں کے حجتوں کوقلع قمع کرنے میں آپ کے قلم کا بڑا اثر تھا، آپ نہایت ذہین فطین انسان تھے اورراسخین فی العلم میں آپ کا شمار ہوتا ہے، آپ کی علمی وسعت اوردقتِ نظر کے متعلق امام ابوبکرالخوارزمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كُلُّ مُصَنِّفٍ فِيْ بَغْدَادَإِنَّمَايَنْقُلُ مِنْ كُتُبِ النَّاسِ إِلَى تَصَانِيْفِهِ سِوَى الْقَاضِيْ أَبِيْ بَكْرٍفَإِنَّ صَدْرَهُ يَحْوِيْ عِلْمَهُ وعِلْمَ النَّاس. ❶

ترجمہ:بغداد میں ہرمصنف دوسرے لوگوں کی کتابوں سے اپنی تصنیف میں نقل کرتے ہیں سوائے قاضی ابوبکررحمہ اللہ کے، چنانچہ ان کا سینہ اپنااورلوگوں کاعلم محفوظ کئے ہوئے تھا۔

امام ابوبکر باقلانی رحمہ اللہ کی ''إعجاز القران'' مفید کتاب ہے،قرآن کریم کے اعجاز پر نہایت فصیح و بلیغ کتاب ہے، قرآن کریم کی فصاحت و بلاغت اوراعجازتھا کہ مشرکین مکہ اوریہودونصاریٰ قرآن کامثل نہ لاسکے۔

آپ کی معروف مطبوعہ کتابیں چار ہیں:

(۱)إعجازالقرآن.(۲)الإختصار للقرآن .(۳)التقريب والإرشاد.
(۴)تمهيدالأوائل وتلخيص الدلائل.

ان کی علاوہ بھی آپ کی کتابیں ہیں جواب تک طبع نہیں ہیں، چندایک کے نام درج ذیل ہیں:

شرح الإبانة،شرح اللمع،الإمامة الكبرىٰ،والإمامة الصغرى،التبصرة

---

❶ تاريخ بغداد:ترجمة:محمدبن الطيب بن محمد،ج۲ص۴۵۶،رقم الترجمة:۹۷۸/ترتيب المدارك:ج۷ص۴۷

بدقائق الحقائق،أمالي إجماع أهل المدينة،المقدمات في أصول الديانات ،مناقب الأئمة.

"تمهيد الأوائل وتلخيص الدلائل" میں انہوں نے جتنے بھی باطل فرقے گزرے ہیں ان تمام کا اجمالاً تذکرہ کیا، چاہے وہ فرقے یہودیوں میں ہو یا نصاریٰ میں ہوں۔

مصنف فرقہ دیصانیہ،ثنویہ، مجوسی ،نصاری ، یہود، کرامیہ، روافض ،جہمیہ ،قدریہ، معتزلہ، خوراج اور مجسمہ کے عقائد و نظریات کو نقل کرنے کے بعد ان کی تردید کرتے ہیں۔اس کتاب میں کئی ابواب ہیں، مصنف نے اکثر مسائل کو سوال و جواب کے انداز میں بیان فرمایا ہے، مثلاً "فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ،يُقَالُ لَهُمْ" وغیرہ کے الفاظ سے اشکالات اور جوابات نقل کیے ہیں۔ نصاری اللہ تعالی کو جوہر مانتے ہیں، مصنف نے ان کے دلائل نقل کرنے کے بعد ان کے جوابات دیئے اور یہ ثابت کیا کہ اللہ تعالی جوہر نہیں، اسی طرح نصاری کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تین اقانیم پر مشتمل ہے،(العیاذ باللہ) مصنف نے اس کی بھی تردید کی، انہوں نے اقانیم کے معنی میں بھی اختلاف کیا، مصنف نے اس کا بھی جواب دیا، نصاری کا مشہور عقیدہ ہے اتحاد کا، مصنف نے اس عقیدہ کا مطلب بیان کیا، اس کے معنی میں ان کے اقوال بیان کیے پھر ان کی تردید کی۔ منکرین رسالت کے دلائل بیان کرنے کے بعد ان کی تردید کی، بالخصوص مصنف نے اس میں تین عنوانات پر تفصیلی گفتگو کی ہے:

(۱) اعجازِ قرآن (۲) استطاعت (۳) مسئلہ خلق قرآن۔

استطاعت اسی طرح ارادہ باری اللہ تعالی کہ اللہ تعالیٰ کن چیزوں کا ارادہ کرسکتا ہے کن کا ارادہ نہیں کرتا؟ معتزلہ کی رائے خیر اور شر کے بارے میں کیا ہے، اہل سنت والجماعت

کا اس میں کیا مسلک ہے؟ اسی طرح مشبہ اور مجسمہ کا عقیدہ کہ اللہ تعالیٰ کے بھی انسان کی طرح ہاتھ، آنکھ چہرہ اور جسم ہے اس کی تردید کی، نیز وہ آیات جو صفات سے متعلق ہیں جس میں اعضاء و جوارح کا ذکر ہے ان کی تشریح کی، اور متشابہات سے متعلق اہلِ سنت کا موقف نقل کیا۔ امام ابوبکر باقلانی رحمہ اللہ نے زیادہ تر مسائل کا حل عقلی انداز میں کیا ہے۔

آپ کی یہ کتاب عماد الدین احمد حیدر کی تحقیق کے ساتھ "مؤسسة الكتب الثقافية" سے ایک جلد میں ۱۴۰۷ھ بمطابق ۱۹۸۷ء میں طبع ہے۔

۲۹......شرح أصول إعتقاد أهل السنة والجماعة

یہ علامہ ابوالقاسم ہبۃ اللہ بن الحسن اللالکائی رحمہ اللہ (متوفی ۴۱۸ھ) کی تصنیف ہے، اس میں انہوں نے اہل سنت والجماعت کے عقائد پر احادیث، آثار اور موقوف روایات کو جمع کیا ہے، اسمیں احادیث و روایات کا بڑا ذخیرہ ہے، اس میں حاشیہ طویل ہے اس لیے کتاب قدرے ضخیم ہوگئی، نیز اس کتاب میں تخریج احادیث، تحقیق اور حواشی بہت عمدہ ہیں۔

اس میں توحید اور صفاتِ باری تعالی کی عمدہ توضیح ہے، اور اللہ تعالی کی صفات مثلاً "حی، قادر، سمیع، بصیر" کی تشریح کی ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت، ابتداء وحی، حضور کے فضائل اور معجزات کو بیان کیا ہے۔ پھر ایمان کی مباحث، ایمان میں کمی و زیادتی کی بحث ذکر کی، ایمانیت سے متعلق (۷۲) روایات ذکر کی ہیں، اقوالِ صحابہ اور تابعین کا ذکر کیا ہے۔ پھر اہلِ کبائر کے لئے شفاعت، جنت اور جہنم کا تذکرہ اور بعث بعد الموت کا ذکر کیا ہے۔ آخر میں صحابہ کرام کے فضائل بیان کئے ہیں، فضائل سے متعلق احادیث اور اسلاف کے اقوال ذکر کئے ہیں، روافض کی تردید کی

ہے۔اس کی نواں جزء الگ سے طبع ہے،"کرامات الأولیا" اس میں صحابہ اور سلف کی کرامات کا ذکر ہے۔ یہ کتاب (۹) اجزاء پر مشتمل ہے جو چار جلدوں میں طبع ہے۔ یہ کتاب "دار طیبة" سے ۱۴۲۳ھ میں طبع ہے۔

۳۰...... الفرق بین الفرق وبیان الفرقة الناجیة

یہ امام عبدالقاہر بن طاہر اسفرائینی رحمہ اللہ (متوفی ۴۲۹ھ) کی تصنیف ہے، مصنف صاحبِ فن عالم دین اور آئمہ اصول میں سے تھے۔

آپ کی پیدائش اور پرورش بغداد میں ہوئی، آپ نے خراسان کا سفر کیا اور نیساپور میں رہائش اختیار کرلی، پھر ترکمال کے فتنہ کے اثر سے آپ نے نیساپور چھوڑا، آپ کی وفات اسفرائین میں ۴۲۹ھ میں ہوئی، آپ نے سترہ فنوں کی تدریس کی اور آپ صاحب وسعت انسان تھے۔ مصنف کی مشہور کتب درج ذیل ہیں:

(۱)أصول الدین. (۲)الناسخ والمنسوخ. (۳)تفسیر أسماء الحسنی. (۴)فضائح القدریة. (۵)تفسیر القرآن. (۶)فضائح المعتزلة. (۷)الفاخر فی الأوائل والأواخر (۸)الملل والنحل. (۹)بلوغ المدی فی أصول الهدی. (۱۰)نفي خلق القرآن.

زیرِ تعارف کتاب کے نام سے ہی پتہ چل جاتا ہے کہ اس میں آپ نے فرقوں کے درمیان فرق بیان کیا اور فرقہ ناجیہ کے بارے میں مواد جمع فرمایا ہے۔

اس کی کل بائیس (۲۲) فصلیں ہیں، جن میں سے سترہ (۱۷) فصلیں مصنف کے دور تک کے فتنوں کے ذکر پر ہیں اور چار (۴) فصلوں میں فرقہ ناجیہ یعنی اہلسنت والجماعت کے عقائد، نظریات اور ان کے دلائل ہیں، اور ایک فصل عصمتِ باری تعالی پر ہے۔

ان کا اسلوب یہ ہے کہ مثلاً یہ لکھیں گے:

"الفصل الرابع من فصول هذاالبا ب في بيان الفرق المرجئة وتفصيل مذاهبهم " (اس باب کی چوتھی فصل فرقہ مرجیہ اوران کے مذہب کی تفصیل کے بیان میں ہے۔)اس کے بعد مرجیہ کے نظریات وعقائد،ان کی شاخیں،ان میں کتنے فرقے بنے، ہرفرقے کے نظریات۔اسی طرح مجسمہ، کرامیہ اور جہمیہ جتنے فرقے ابتداء میں رہے ہیں، ہرفرقہ کے بارے میں تفصیلات،ان کے نظریات اورعقائد کا تذکرہ کرتے ہیں،اس فرقے کے تحت اس کی ذیلی شاخوں کا ذکرکرتے ہیں، ہرایک کے نظریات لکھ کرحکم بھی بیان کرتے ہیں،تو یہ کتاب فرقوں کی جامعیت کے لحاظ سے مفید ہے، اس میں بہت تفصیل بھی نہیں اور بہت اختصار بھی نہیں، لہٰذا اگرکوئی جامعیت اور اختصار کے ساتھ فرقوں کے بارے میں معلومات چاہتا ہوتو یہ کتاب پڑھ لے اوراگر نہایت اختصار کے ساتھ پڑھنا چاہے تو امام رازی رحمہ اللہ کی "إعتقادات من فرق المسلمين والمشركين" پڑھ لے،وہ نہایت مختصر ہے،اوراس کے بنسبت "الفرق بين الفرق" ذرا متوسط ہے،اس میں آخری فصلوں میں اہل سنت والجماعت کا تذکرہ،فرقہ ناجیہ اوراس کی علامات اوران کے نظریات کا ذکر ہے،اس کے تحت اہلِ سنت کے پندرہ (۱۵) اہم اصولِ دین، اَرکان اوراحکامات کا ذکر کیا ہے۔

یہ کتاب مکتبہ "دار الآفاق الجديدة" بیروت سے ایک جلد میں ۱۹۷۷ء میں طبع ہوئی ہے۔

۳۱......الإمامة والرد على الرافضة

یہ امام ابو نعیم اصبہانی رحمہ اللہ (متوفی ۴۳۰ھ) کی تصنیف ہے،مصنف کی معروف کتاب "حلية الأولياء" ہے، یہ اسلافِ امت اوراولیاء اللہ کے حالات پرمشہور

کتاب ہے، اس میں انہوں نے بالسند اولیاء اللہ کے حالات، ان کے واقعات، اقوالِ زریں ذکر کیے ہیں، یہ کتاب اسناد اور تکرار کی وجہ سے طویل تھی، تو علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ نے "صفوة الصفوة" کے نام سے اس کا اختصار کیا۔ اس طرح ان کی دوسری کتاب "دلائل النبوة" ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات پر تفصیلی کتاب ہے، صحابہ کرام کے حالات پر ان کی "معرفة الصحابة" ہے۔ اس طرح امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی جو مسند "مسندأبی حنیفة لأبي نعیم" کے نام سے ہے وہ بھی انہوں نے جمع کی ہے۔ اسی طرح اِن کی "الطب النبوی" "الضعفاء" "تاریخ أصبھان" "فضائل الخلفاء الراشدین" "صفة الجنة" ہیں، یہ سب کتابیں مطبوعہ ہیں۔

زیرِتعارف کتاب "الإمامة و الرد علی الرافضة" نام ہی سے واضح ہے کہ اس میں انہوں نے روافض کی تردید کی ہے، روافض کا خاص طور پر جو عقیدہ امامت ہے اس کی تردید ہے اور وضاحت کی ہے کہ عقیدہ امامت کا یہ نظریہ رکھنا کہ خلیفہ بلافصل حضرت علی رضی اللہ عنہ ہے یہ اہل سنت سے ہٹ کر ہے، اہل سنت والجماعت کا نظریہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پھر چوتھے نمبر پر حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ امام وخلیفہ ہیں۔

امامت کے متعلق اہلسنت والجماعت کا عقیدہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

أَبُو بَكْرٍ، ثُمَّ عُمَرُ، ثُمَّ عُثْمَانُ ثُمَّ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِيْنَ، وَذٰلِكَ قَوْلُ أَهْلِ الْجَمَاعَةِ وَالْأَثَرُ مَنْ رَوَاهُ الحَدِيْثُ وَجُمْهُوْرُ الْأُمَّةِ. (1)

(1) الإمامة والرد علی الرافضة: ص ۲۰۶

ترجمہ: امامت کے پہلے حقدار حضرت ابوبکر پھر حضرت عمر پھر حضرت عثمان پھر حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہم اجمعین ہیں اور یہ اہلسنت والجماعت کا قول ہے اور اسی پر احادیث منقول ہیں اور یہی جمہور امت کا نظریہ ہے۔

اس میں مصنف نے صحابہ کے مراتب اور فضائل پر قرآن وحدیث کے دلائل پیش کیے، انصار اور مہاجرین کی مستقل فضیلت کو بیان فرمایا اور ان پر طعن وتشنیع کرنے والوں پر رد کیا، امامیہ نے حضرت علی المرتضی کی خلافت اور امامت کے مقدم ہونے پر "مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ" کو بطورِ دلیل پیش کیا تو مصنف نے قرآن و حدیث اور کلام عرب کی روشنی میں اس کا صحیح مطلب سمجھایا، اسی طرح ان کے دیگر نظریات اور عقائد پر رد کیا، اس میں چاروں خلفائے راشدین کے فضائل پر کثرت سے احادیث وآثار نقل کیے ہیں، پھر مطلق صحابہ کرام کے فضائل بھی نقل کیے ہیں، یہ کتاب حسن ترتیب اور جامعیت کے لحاظ سے نہایت مفید ہے، اس میں اچھا خاصا مواد جمع ہے، نیز اِس کتاب میں اشکالات کے جوابات بھی ہیں، مصنف نے قرآن، حدیث اور آثار کا تذکرہ کیا، بالخصوص احادیث کو سند کے ساتھ نمبروار بیان کیا، اس کتاب سے اس دور کا اسلوب پتہ چلتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ فتنہ روافض کی تردید آج کے دور سے ہی نہیں بلکہ ابتداء سے چلی آرہی ہے اور متقدمین میں علماء راسخین بھی فرق باطلہ کی تردید کرتے رہے ہیں۔ یہ کتاب علی بن محمد بن ناصر الفقیہی کی تحقیق کے ساتھ "مکتبۃ العلوم الحکم" سے ایک جلد میں طبع ہے۔

۳۲......الفصل فی الملل والأھواء والنحل

یہ ابومحمد علی بن احمد بن سعید بن حزم اندلسی رحمہ اللہ (متوفی ۴۵۶ھ) کی کتاب ہے۔ امام ابن حزم رحمہ اللہ مسلکاً ظاہری تھے کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے، مصنف خداد

صلاحیتوں کے مالک تھے، شاعر، کاتب، فلسفی اور صاحب دلائل فقیہ تھے، ان کا بچپن علوم دین کی تحصیل میں گزرا، چنانچہ انہوں نے علم منطق امام محمد بن الحسن قرطبی رحمہ اللہ سے، علم حدیث امام یحیی بن مسعود رحمہ اللہ سے اور فقہ شافعی قرطبہ کے شیوخ سے حاصل کی، ان کی نشو ونما فقہ شافعی میں ہوئی، پھر اس کے بعد ظاہری مذہب کی طرف منتقل ہوئے اور ''ابن حزم ظاہری'' کے نام سے مشہور ہوئے۔ ان کی ایک کتاب ''**المحلی بالآثار**'' کے نام سے ہے جو بڑی مشہور رہی ہے، اس میں انہوں نے روایات کو بالسند ذکر کیا، مگر ان کے اسلوب، لب ولہجہ میں بڑی شدت تھی، فقہاء ثلاثہ یعنی امام ابوحنیفہ، امام مالک اور امام شافعی رحمہم اللہ کے بارے میں اور مقلدین کے بارے میں نہایت تعصب اور تشدد تھا، ان کا قلم حجاج کی تلوار کی طرح جارحانہ تھا، جس سے کوئی محفوظ نہ رہا، حضرت سید مفتی مہدی حسن شاہجہاں پوری رحمہ اللہ نے ابن حزم اندلسی رحمہ اللہ کی ان باتوں کا رد اور ان کی آراء کا جواب ''**المجلی علی المحلی**'' کے نام سے لکھا، یہ کتاب ''رحیمی اکیڈمی'' سے طبع ہے، حضرت سید مفتی مہدی حسن شاہجہاں پوری رحمہ اللہ بڑے محقق عالم گزرے ہیں، حدیث اور رجال پر بڑی مہارت تھی، اِن کے علمی مقام، وسعتِ مطالعہ، مذاہب سے آگاہی، روایت اور روات سے واقفیت کا اندازہ ''**قلائد الأذهار علی کتاب الآثار**'' اور ''**کتاب الحجة علی أهل المدينة**'' پر ان کی تعلیقات سے ہوتا ہے۔

امام ابن حزم رحمہ اللہ کی دیگر مطبوعہ کتابیں درج ذیل ہیں:

(۱) الإِحكام في أصول الأحكام. (۲) الإِخلاق والسير في مداواة النفوس. (۳) التقريب لحد المنطق. (۴) الناسخ والمنسوخ. (۵) النبذة الكافية. (۶) جمهرة أنساب العرب. (۷) حجة الوداع. (۸) طوق

الحمامة.(۹) مراتب الإِ جماع.(۱۰)جوامع السيرة.

علامہ ابن حزم رحمہ اللہ نے زیرِ تعارف کتاب میں تقریباً (۱۲۰) فصلیں قائم کیں، اس کتاب کی پانچ جلدیں ہیں، پہلی جلد میں اللہ تعالیٰ کی توحید بیان کی، منکرین نبوت، منکرینِ فرشتے اور یہود و نصاریٰ کی تردید کی، اس جلد میں مصنف نے "**الكلام علي من قال أن في البهائم رسلا**" کا عنوان باندھ کر اس میں احمد بن حابط نامی شخص (جو ابراہیم النظام کے شاگردوں میں سے تھا اور جس نے اعتزال کا اظہار کیا تھا) کی تکفیر کی، اس شخص کی تکفیر کے مختلف وجوہ تھیں، جن میں سے ایک وجہ حیوانات میں بھی رسول بننے کا قائل ہونا ہے، مصنف نے اس نظریہ کی قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل تردید کی۔ باطل فرقوں میں ایک فرقہ ایسا ہے جو کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام عالم کو جملۃً (یکبارگی) میں پیدا فرمایا۔ مصنف نے اس کے برعکس درست عقیدہ بیان کیا اور ان پر رد کیا، اسی طرح اس جلد میں یہود کی کتابوں میں اور جس کتاب کو یہودی تورات کہتے ہیں اس میں موجود مناقضات اور تکذیبات کا بیان کیا۔ نیز نصاریٰ کے اناجیل اربعہ کی تحریفات کو ثابت کیا۔ دوسری جلد میں مصنف نے زیادہ تر انجیل کے مختلف نسخے مثلاً انجیل متی، انجیل مارقش اور انجیل لوقا وغیرہ سے نصاریٰ کے عقائد و نظریات نقل کرنے کے بعد ان کی تردید کی۔ تیسری جلد میں رؤیت باری تعالیٰ کے متعلق معتزلہ کے عقیدہ کی تردید کی اور اہلسنت کا عقیدہ بیان کیا، لفظِ ہدایت اور توفیق کی تشریح کی، اضلال کا مطلب بیان کیا، قضاء قدر کی وضاحت کی، افعال العباد اللہ کی مخلوق ہے یا نہیں؟ اس بارے میں اہلسنت اور دیگر فرقِ باطلہ کا مذہب بیان کیا، مسلمان کو مؤمن، مؤمن کو مسلمان کہا جا سکتا ہے یا نہیں؟ اس بارے میں وضاحت کی، لفظِ ایمان اور اسلام ایک ہے یا الگ الگ اس کی تفصیل بیان کی۔ چوتھی جلد میں

عصمت انبیاء علیہم السلام کو بیان کیا، ان کے بارے میں قرآن وکریم یا احادیث میں "عَصَی آدَمُ رَبَّہُ فَغَوَی" جیسے جو الفاظ استعمال ہوئے ان کی تشریح کی، ان الفاظ کی مخالفین نے کچھ اس طرح تشریح کی کہ اس سے عصمت انبیاء مجروح ہوتی ہے، مصنف نے ان تشریحات کی بھی تردید کی۔ حضرت آدم، حضرت نوح، حضرت لوط، حضرت موسیٰ علیہم السلام کے بارے میں باطل نظریات وخیالات کی تردید کی، نصوص کی تعبیرات سے جو اہلِ بدعت نے غلط نتائج اخذ کئے اُس کے جوابات دیئے ہیں، ہر مسئلے پر مخالفین کی گرفت اور ان کے الزامی جوابات قابلِ رشک ہیں، فرقہ باطلہ کے اشکالات اور ان کے جوابات، اور خصم پر اُن کی حجتوں کو اگر اردو زبان میں کیا جائے تو یہ اہل علم کے لئے مفید کام ہوگا، میزان عمل، شفاعت، حوض کوثر اور عذاب قبر کا تذکرہ کیا، قیامت اور تغیر ابدان کی بحث چھیڑی، جنت اور جہنم ہمیشہ رہے گی کہ نہیں؟ اس کی تفصیل بیان کی۔ پانچویں جلد میں معجزات کا ذکر ہے، شیطان کے وساوس اور جنات کے متعلق بحث کی گئی ہے، خواب کے بارے میں گمراہ فرقوں کے عقائد کو بیان کر کے اُن کی تردید کی، نیز عورتوں میں کسی کو نبوت ملی یا نہیں اس بارے میں بھی مضمون لکھا۔ یہ کتاب "مکتبۃ الخانجی" قاہرہ سے پانچ جلدوں میں طبع ہے۔

۳۳......التبصیر فی الدین وتمییز الفرقۃ الناجیۃ عن الفرق الھالکین

امام طاہر بن محمد اسفرائینی رحمہ اللہ (متوفی ۴۷۱ھ) کی کتاب ہے۔ علامہ سبکی رحمہ اللہ نے ان کا نام "شہفور بن طاہر" لکھا ہے، حاجی خلیفہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ ان کا نام "طاہر بن محمد" ہے اور انہیں "شہفور بن طاہر" بھی کہا جاتا ہے۔ ❶

یہ بڑے مفسر، فقیہ اور اصول فقہ کے ماہر تھے، مسلکاً آپ شافعی تھے۔ اس کتاب میں

❶ طبقات الشافعیۃ الکبریٰ: ج۵ ص ۱۱ / کشف الظنون: ج ۱ ص ۳۴۰

مصنف نے تقریباً تمام فرق باطلہ کا تذکرہ کیا ہے اور فرقہ ناجیہ طائفہ منصورہ کا بھی ذکر کیا ہے، جن فرق باطلہ کا اس کتاب میں تذکرہ ہے ان کے عقائد، ان کی شاخیں اور ان کے نظریات بھی ذکر کئے ہیں۔

روافض کے عقائد کیا ہیں؟ اور ان کی شاخیں کونسی ہیں، مذاہب اور پھر ہر گروہ کا نظریہ کیا ہے؟ اسے الگ الگ بیان کیا۔

فرقہ قدریہ کا بانی کون تھا، ان کے نظریات اور عقائد کیا ہیں؟ ان کا رد کیا ہے۔ فرقہ مرجیہ، نجاریہ، فرقہ ذراریہ، فرقہ بکریہ، قطعیہ، کرامیہ، مشبہ اور ملحدین کا تذکرہ کیا۔ نیز ہشامیہ، محمدیہ، باقریہ اور دیگر فرقوں کے عقائد کو بھی بیان کیا۔

ان کے بیان کے بعد آخر میں اہلسنت والجماعت جو کہ فرقہ ناجیہ اور طائفہ منصورہ ہے، مختصراً ان کے عقائد، علامات اور ان کے نظریات کا ذکر کیا ہے، خصوصاً اہلسنت کے (۴۷) اہم نظریات اور علامات بیان کی ہیں، اس میں اہلسنت والجماعت کا تذکرہ اور تفصیلات بڑی مفید ہیں، یہ اس لائق ہیں کہ اس کا اردو ترجمہ کیا جائے۔ مصنف نے بعض فرقوں کے شاخوں کو ''الاولیٰ، الثانیہ'' جیسے عددی الفاظ سے بیان کیا۔ یہ کتاب اس اعتبار سے بہت مفید ہے کہ اس میں باطل فرقوں کا ایک حد تک احاطہ ہے اور طائفہ منصورہ ناجی فرقے کا بھی ذکر ہے۔ یہ کتاب کمال یوسف الحوت کی تحقیق کے ساتھ مکتبہ ''عالم الکتب'' لبنان سے ایک جلد میں ۱۴۰۳ھ بمطابق ۱۹۸۳ء میں طبع ہے۔

۳۴......لمع الأدلة فی قواعد عقائد أهل السنة والجماعة

یہ امام الحرمین عبدالملک بن یوسف الجوینی رحمہ اللہ (متوفی ۴۷۸ھ) کی تصنیف ہے۔

امام الحرمین جوینی رحمہ اللہ مسلک کے اعتبار سے شافعی عالم گزرے ہیں، ''امام الحرمین''

کے لقب سے مشہور ہیں، امام ذہبی رحمہ اللہ نے ان کے ترجمہ کا آغاز "الإمَـــام الـكبير، شيخ الشافعية، إمام الحرمين" کے لقب سے کیا ہے۔ ان کے بارے میں امام سمعانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إمَـامُ الْأَئِمَّةِ عَلَى الْإِطْلَاقِ، مُجمَعاً عَلَى إمَامتِهِ شَرْقاًوَ غَرْباً، لَمْ تَرَ العُيُونُ مِثْلَهُ.

ترجمہ: یہ علی الاطلاق "امام الائمہ" ہیں، مشرق اور مغرب ان کی امامت (اور جلالت شان) پر متفق ہیں، آنکھوں نے اِن جیسا (باکمال عالم) نہیں دیکھا۔

علامہ ابوالحسن الباخرزی رحمہ اللہ ان کے بارے میں فرماتے ہیں:

اَلْـفِـقْـهُ فِـقْـهُ الشَّـافِـعِي، والْأَدَبُ أَدَبُ الْأَصْمَعِيْ، وَفِي الْوَعْظِ اَلْحَسَنُ الْبَصَرِيْ. ❶

ترجمہ: وہ فقہ میں امام شافعی، ادب میں امام اصمعی اور وعظ میں حسن بصری رحمہم اللہ کے مشابہہ تھے۔

مصنف کو "امام الحرمین" اس لیے کہا جاتا ہے کہ ان کا زیادہ وقت بیت اللہ میں اور مسجد نبوی میں گزرا، وہاں حصولِ علم اور اشاعت علم میں زندگی گزاری، اس لیے یہ ان کا لقب پڑ گیا۔ اللہ رب العزت نے انہیں خاص طور پر، فقہ، عقائد اور علم کلام میں مہارت عطا فرمائی تھی۔ آپ کی درج ذیل کتابیں طبع ہیں:

(۱) الإجتهـاد. (۲) البـرهـان في أصول الفقه. (۳) التخليص في أصول الفقة. (۴) نهاية المطلب في دراية المذهب.

زیرِ تعارف کتاب میں انہوں نے عالَم کے حدوث کو ثابت کیا ہے کہ عالَم حادث ہے

❶ سير أعلام النبلاء: ترجمة: إمام الحرمين أبو المعالي عبدالملك بن عبدالله، ج۱۸ ص۴۷۶

اور اللہ رب العزت کی ذات قدیم ہے جنہوں نے عالم کو پیدا کیا ہے۔ اسی طرح انہوں نے اللہ رب العزت کی ذات اور صفات پر تفصیلی گفتگو کی ہے، مثلاً صفتِ سمع، صفتِ بصر، قدرت، صفتِ ارادہ وغیرہ کی عمدہ تشریح کی ہے۔ اس میں نبوت پر مفید گفتگو ہے کہ اللہ رب العزت جب انبیاء علیہم السلام کا انتخاب کرتا ہے تو کیسے انتخاب ہوتا ہے؟ انبیاء علیہم السلام میں اوصاف کونسے ہوتے ہیں؟ اور خاص طور پر آخر میں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ ہے، اسی طرح معجزات کا ذکر کیا کہ اللہ تعالیٰ ہر نبی کو جو معجزات دیتا ہے وہ کیوں دیتا ہے؟ انبیاء علیہم السلام کے معجزات کون کونسے ہیں؟ اسی طرح امامت کا تذکرہ کیا کہ پہلے خلیفہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پھر حضرت عمر پھر حضرت عثمان اور آخر میں حضرت علی رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں۔ اسی طرح رؤیت باری تعالیٰ کے مسئلہ پر گفتگو ہے کہ اہل سنت والجماعت کا متفقہ عقیدہ ہے کہ آخرت میں اللہ رب العزت کا دیدار ہوگا اور اس کا انکار کفر ہے۔ یہ مختصر کتاب (۱۳۰) صفحات پر مشتمل ہے، لیکن مختصر ہونے کے باوجود نہایت مفید اور جامع ہے، اس وجہ سے اگر کوئی اس کا مطالعہ کر لے تو اہل سنت کے گویا عقائد سے وہ اجمالی طور پر واقف ہو جائے گا۔ اس میں اہل سنت والجماعت کے عقائد ہیں اس لیے انہوں نے کتاب کا نام ہی **"لمع الأدلة في قواعد عقائد أهل السنة والجماعة"** رکھا، یعنی کہ میں نے اپنی کتاب میں اہل سنت والجماعت کے عقائد کے قواعد کو ذکر کر دیا اور ان کے دلائل کے ذریعے اس میں روشنی پیدا کر دی، پہلے آپ کو عقائد معلوم تھے دلائل نہیں تھے، تو گویا میں نے کتاب میں دلائل بھی ذکر کر دیے۔ یہ کتاب فوقیہ حسین محمود کی تحقیق کے ساتھ مکتبہ "عالم الکتب"، لبنان سے ایک جلد میں ۱۴۰۷ھ بمطابق ۱۹۸۷ء میں طبع ہے۔

۳۵......الإِقتصاد فی الإِعتقاد

یہ امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی رحمہ اللہ (متوفی ۵۰۵ھ) کی تصنیف ہے۔امام غزالی مسلک کے اعتبار سے شافعی عالم گزرے ہیں اور بعض اہل علم نے اِن کو اپنی صدی کا مجدد بھی قرار دیا ہے،ان کی کتابوں میں اللہ تعالیٰ نے زیادہ قبولیت "إِحیاء علوم الدین" کو اور اصولِ فقہ میں "المستصفی من علم الأصول" کو دی۔امام غزالی کی زندگی کا ایک حصہ وہ تھا جس میں انہوں نے فلسفہ کو بہت پڑھا، پھر منطق کو پڑھا۔ الٰہیات، شرعی عقائد اور ان کی تشریح وتوضیح کی طرف یہ بعد میں مائل ہوئے ، ابتداء میں انہوں نے فلاسفہ کا رد کیا ہے، چونکہ فلاسفہ جو نظریات بیان کرتے ہیں وہ شرع کے خلاف تھے،ضرورت تھی کہ فلاسفہ کو ان کے نظریات کے جوابات ان کے اصولوں کی روشنی میں دیئے جائیں تو انہوں نے " تهافت الفلاسفة" لکھی،اس میں فلاسفہ کا رد ہے۔

خلیفہ مامون الرشید نے جب اپنے دور میں فلسفے کی کتابوں کو عربی زبان میں لایا تو لوگوں میں فلسفی دلائل اور فلاسفہ کی باتوں کا رواج ہو چکا تھا، اس لئے اب لوگ شریعت کے دلائل کو اس پر پرکھتے تھے اور فلسفیوں کے جو اعتراضات ذات وصفات اور عالم کے قدیم ہونے پر تھے، لوگ ان اشکالات کو بیان کرتے تھے ،اس لیے ضرورت تھی کہ ان کی زبان میں ان کو جوابات دیئے جائیں،اس کام کو امام غزالی رحمہ اللہ نے "تهافت الفلاسفة" لکھ کر سرانجام دیا،اس میں امام غزالی رحمہ اللہ نے فلاسفہ کے مستدلات، ان کے نظریات اور ان کے عقائد کا ان کی اصطلاحات کی روشنی میں جوابات دیے۔امام غزالی رحمہ اللہ کی کتاب "الإِقتصاد فی الإِعتقاد" کا منہج اور اسلوب یہ ہے کہ اس میں چار تمہیدات ،چار اقطاب اور چار ابواب ہیں، پہلی

تمہید میں یہ بیان ہوا کہ علم کلام دین اسلام کے اہم ترین شعبوں میں سے ایک اہم شعبہ ہے، دوسری تمہید میں یہ بتایا گیا کہ علم کلام کا حصول اور پھر غلط نظریات وعقائد کی تردید تمام مسلمانوں پر لازم نہیں بلکہ مسلمانوں میں سے ایک طبقہ اس کام کو انجام دے تو کافی ہے، تیسری تمہید یہ ہے کہ علم الکلام کا حصول فرض کفایہ ہے فرض عین نہیں، چوتھی تمہید میں اس کتاب میں موجود دلائل کا منہج بیان کیا گیا ہے۔ چار اقطاب میں سے پہلے قطب میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ ہم عالم کو صرف اس نظر سے دیکھیں گے کہ اسے اللہ نے بنایا ہے، اس قطب میں اللہ تعالیٰ کے وجود اور اس کے قدیم ہونے کا عقیدہ ظاہر کیا گیا، اسی طرح اس میں یہ بتایا جائے گا کہ اللہ قدیم ہے، وہ جوہر، جسم، عرض اور کسی حد کے ساتھ محدود یا کسی جہت کے ساتھ مخصوص نہیں، اللہ کی رؤیت ہوگی۔
دوسرے قطب میں اللہ کی صفات سے بحث کی گئی ہے، اس میں یہ بتایا گیا کہ اللہ تعالیٰ حی، عالم، قادر، مرید، سمیع، بصیر، متکلم ہیں اور اللہ تعالیٰ کے لیے صفتِ حیات، قدرت، علم، ارادہ، سمع، بصر اور کلام ثابت ہیں، نیز ان صفات کے احکام اور لوازمات کا اس قطب میں بیان ہوگا، اس میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ صفات اللہ کی ذات سے زائد، اللہ کی ذات کے ساتھ قائم اور قدیم ہیں اور اللہ کی کوئی صفت حادث نہیں۔ تیسرے قطب میں افعال اللہ کے متعلق بحث ہے، اس میں کل سات دعوی ہیں:
(۱) اللہ پر کسی کو مکلّف بنانا لازم نہیں۔ (۲) اللہ پر کسی کو پیدا کرنا لازم نہیں۔ (۳) مکلّف بنانے پر ثواب دینا اللہ پر لازم نہیں۔ (۴) بندے کی صلاح و بہبود کی رعایت اللہ پر لازم نہیں۔ (۵) اللہ تعالیٰ کے لیے تکلیف مالا یطاق لازم نہیں۔ (۶) گناہوں پر سزا دینا اللہ پر لازم نہیں۔ (۷) انبیاء کو مبعوث کرنا اللہ کے لیے محال نہیں۔
چوتھے قطب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکت اور ان کی زبان مبارک

سے معلوم ہونے والے اُمور، مثلاً حشر، نشر، جنت، جہنم، شفاعت، عذاب قبر، میزان، پل صراط کا بیان ہے، اس چوتھے قطب میں چار ابواب ہیں، پرلے باب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اثبات ہے، دوسرے باب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخرت کے جن امور کی پیشین گوئی کی ان کا تذکرہ ہے، تیسرے باب میں امامت اور اس کی شرائط کا بیان ہے، چوتھے باب میں فرق مبتدعہ کی تکفیر کے قوانین کا بیان ہے۔ یہ کتاب اللہ تعالیٰ کی صفات، رسالت اور امامت کے عقائد کے حوالہ سے اہلسنت والجماعت کی معتدل مزاج کتاب ہے، لہذا اس مختصر کتاب کا مطالعہ مفید ہوگا۔ یہ عبداللہ محمد الخلیلی کے حاشیہ کے ساتھ ایک جلد میں مکتبہ "دار الکتب العلمیة" بیروت سے ۱۴۲۴ھ بمطابق ۲۰۰۶ء میں طبع ہے۔ امام غزالی رحمہ اللہ کے مندرجہ ذیل کتب مطبوعہ ہیں:

(۱) إحیاء علوم الدین (۲) أصناف المغرورین (۳) التبر المسبوک فی نصیحه الملوک (۴) المستصفی (۵) المنخول (۶) المنقذ من الضلال (۷) الوسیط فی المذھب (۸) تھافت الفلاسفة (۹) جواھر القرآن (۱۰) سر العالمین و کشف ما فی الدارین (۱۱) شفاء الغلیل فی بیان الشبه والمخیل ومسالک التعلیل (۱۲) فضائح الباطنیة (۱۳) قواعد العقائد (۱۴) کیمیاء السعادة (۱۵) محک النظر (۱۶) مشکاة الأنوار (۱۷) معارج القدس فی مدارج معرفة النفس (۱۸) معیار العلم فی فن المنطق (۱۹) میزان العمل.

۳۶...... المقصد الأسنی فی شرح معانی أسماء اللّٰه الحسنی

یہ امام غزالی رحمہ اللہ (متوفی ۵۰۵ھ) کی کتاب ہے۔ اس کتاب میں کل تین فنون

ہیں، پہلے فن میں چار، دوسرے اور تیسرے فن میں تین تین فصلیں ہیں۔
اس میں امام غزالی رحمہ اللہ نے اسمائے باری تعالیٰ کی مختصر تشریح کی ہے، اللہ رب العزت کے ننانوے اسماء ہیں۔
اس کتاب میں اسم، مسمی اور تسمیہ کے معنی کو بیان کیا، متقارب المعنی اسماء کو بیان کیا، اسی طرح مختلف معانی میں مشترک اسم پر فصل قائم کی گئی، اللہ تعالیٰ کے ننانوے ناموں کی وضاحت کی گئی ہے، مصنف نے ایک فصل میں یہ بھی بیان کیا کہ اگر کوئی اللہ تعالیٰ کے اخلاق کو اپنائے اور اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کے جو معانی ہیں بقدرِ استطاعت ان سے مزین ہو تو وہ باکمال اور سعادت مند بن سکتا ہے۔ مصنف نے توقیفی اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے اسماء کو ننانوے سے زائد قرار دیا ہے اور پھر ننانوے اسماء کی تخصیص کے فوائد کو بھی بیان کیا۔ یہ کتاب بالخصوص ان ننانوے ناموں کی تشریح ووضاحت اوران کی حکمتوں اور خصوصیات کے اعتبار سے منفرد ہے۔
امام غزالی رحمہ اللہ کی یہ کتاب اس حوالہ سے بہت مفید ہے کہ اس میں اسماء باری تعالیٰ کی تشریح ہے جس سے ایمان میں تقویت آتی ہے، کیف وسرور حاصل ہوتا، روحانی اعتبار سے ہے، اس میں امام غزالی رحمہ اللہ نے اسماء حسنی میں سے ہر ہر نام کو ذکر کرکے اُس کا معنی مفہوم اور تشریح وتوضیح کی ہے، اس سے اللہ رب العزت کی عظمت ومحبت میں مزید اضافہ ہوتا ہے، یہ اس لائق کتاب ہے کہ اس کی تلخیص اردو زبان میں کی جائے۔ امام غزالی رحمہ اللہ کی یہ کتاب بسام عبدالوھاب الجابی کی تحقیق کے ساتھ ایک جلد میں مکتبہ "الجفان والجابی" قبرص سے ۱۴۰۷ھ بمطابق ۱۹۸۷ء میں طبع ہے۔
فائدہ: اسمائے باری تعالیٰ کی تشریح وتوضیح کے ساتھ ساتھ ہر صفت کے فوائد وثمرات،

خصوصیات اور کن کن مواقع، مقامات اور حالات میں انہیں پڑھا جائے، اور کس کس بیماری میں اسمائے حسنیٰ میں سے کس اسم کا وِرد کیا جائے، اگر یہ تفصیلات بھی حضراتِ سلف کے حوالے سے ساتھ ذکر کردی جائیں تو افادیت بڑھ جائے گی، آج کل لوگ غیر معلوم المعنی والمراد کلمات، شرکیہ کلمات اور ظائف پڑھ رہے ہوتے ہیں، اگر اسماء حسنیٰ اور مسنون دعاؤں کا اہتمام ہو تو اس کی نورانیت اور مقبولیت میں بیش بہا اضافہ ہوگا۔

۳۷......فضائح الباطنية

یہ بھی امام غزالی رحمہ اللہ (متوفی ۵۰۵ھ) کی کتاب ہے۔ یہ کتاب باطنیہ کے رد پر ہے، باطنیہ رافضیوں میں ایک فرقہ گزرا ہے، اس میں ان کے نظریات کی تردید کی گئی ہے، فرقہ باطنیہ کے زمانے کی تبدیلی کے ساتھ ساتھ نام اور القاب بھی بدلتے رہے ہیں، وہ نام یہ ہیں:

(۱)قرامطة .(۲)قرمطية.(۳)خرمية.(۴)حرمدينية.(۵)اسماعيلية.
(۶)سبعية. (۷)بابكية.(۸)محمرة.(۹)تعليمية.

مصنف نے ان ناموں سے ہر ایک نام کی وجہ تسمیہ بھی بتائی۔ اس میں کل دس ابواب ہیں، اور ہر باب کے تحت باطنی فرقہ کے دلائل لکھے ہیں، پھر دلائل کے جوابات دے کر انہیں لاجواب کیا ہے، اس لئے نام رکھا "فضائح الباطنية" یہ کتاب عبدالرحمٰن بدوی کی تحقیق کے ساتھ ایک جلد میں مکتبہ "مؤسسة دار الكتب الثقافية" کویت سے طبع ہے۔

۳۸......قواعد العقائد

یہ بھی امام غزالی رحمہ اللہ (متوفی ۵۰۵ھ) کی کتاب ہے۔ امام غزالی رحمہ اللہ کی عقائد

پر ان تمام کتابوں میں سب سے مفید کتاب یہی ہے، اس میں کل چار فصلیں ہیں، مصنف نے اس کتاب میں ایمان کے چار رکن بیان کئے، ہر رکن کے تحت دس دس اصول بیان فرمائے جن سے صحیح عقیدہ کا علم ہوتا ہے۔اس کتاب میں اہل سنت والجماعت کے تقریباً تمام عقائد موجود ہیں اور ہر عقیدے کو انہوں نے الگ الگ کر کے لکھا، یعنی ذاتِ باری تعالیٰ سے قیامت تک جتنے عقائد ہیں ہر عقیدے کو الگ الگ بیان کیا ہے، اگر اس کتاب کا اردو میں ترجمہ ہو جائے تو بہت فائدہ ہوگا، اس میں اہل سنت کے تمام عقائد مختصر اور جامع الفاظ میں آچکے ہیں، اس کتاب میں موجود عقائد کو بغیر دلائل اور تفصیلات جمع کیا جائے تو اس سے عقائد پر تو ایک بہترین رسالہ بن سکتا ہے جسے ثانیہ اور ثالثہ کے نصاب کا حصہ بنایا جا سکتا ہے، ہمارے یہاں پورے آٹھ سالہ درس نظامی میں عقیدے کی صرف ایک ہی تفصیلی کتاب "**شرح العقائد**" داخل نصاب ہے اور "**عقیدة الطحاویة**" مختصر ہے، اس میں تشریح عموماً نہیں کی جاتی، شرح عقائد میں بھی تفصیل ابتداء میں بہت زیادہ ہے اور جہاں سے اہلسنت کے اصل عقائد شروع ہوتے ہیں وہاں تفصیلات بہت کم ہیں اور اس کتاب سے استفادہ بھی صحیح وہ کر سکتا ہے جسے منطق پر بھی اچھی بصیرت ہو اور فلسفے پر بھی اور علم میں بھی پختگی ہو، آج کل استعدادوں اور صلاحیتوں میں نہایت انحطاط ہے، ابھی ضرورت اس بات کی ہے کہ ہر درجہ میں عقیدے کی ایک کتاب ہو اگر "**قواعد العقائد**" میں ہر ہر عقیدہ الگ کیا جائے تو مختصر ایک رسالہ بن کر مبتدی طلبہ کے لئے مفید ہوگا، ابتداء میں اس کتاب کو مطالعہ میں رکھیں، اہل سنت کے جملہ عقائد اس کتاب میں موجود ہیں۔ یہ کتاب موسی محمد علی کی تحقیق کے ساتھ مکتبہ "**عالم الکتب**" لبنان سے ایک جلد میں طبع ہے۔

۳۹......المنقذ من الضلال

یہ علامہ امام غزالی رحمہ اللہ (متوفی ۵۰۵ھ) کی کتاب ہے۔اس کتاب کا اردو ترجمہ مولانا محمد حنیف ندوی رحمہ اللہ نے ''سرگزشت غزالی'' کے نام سے کیا، اس میں امام غزالی رحمہ اللہ نے فلسفہ اور منطق کے متعلق اپنے سابقہ عقائد پھر حق کی طرف رجوع کی داستان اور تفصیلی حالات اس میں لکھے ہیں۔یہ کتاب ''دار الکتب الحدیثیة'' سے ایک جلد میں طبع ہے۔

۴۰...... الحوادث والبدع

یہ امام محمد بن الولید ابوبکر الطرطوشی المالکی رحمہ اللہ (متوفی ۵۲۰ھ) کی کتاب ہے۔ آپ بہترین ادیب، فقیہ اور حافظ الحدیث تھے۔ان کی دیگر معروف کتابیں درج ذیل ہیں:

(۱) سراج الملوک (۲) التعلیقة (۳) بر الوالدین (۴) الفتن (۵) مختصر تفسیر الثعلبی.

مذکورہ کتاب کی ترتیب مصنف رحمہ اللہ نے کچھ اس طرح رکھی کہ اس میں پانچ ابواب بیان کیے اور ہر باب کے تحت فصلیں قائم کی ہیں۔

یہ کتاب بدعات کے رد پر ہے، اگر کوئی ابتدائی کتابوں میں بدعات کی تردید پر مواد پڑھنا چاہتا ہے تو روایات، آثار، اسلافِ امت کے اقوال اُسے اس کتاب میں مل جائیں گے، انہوں نے کتاب کا نام بھی اس طرح رکھا جس سے نوایجاد بدعات کی تردید کا اظہار ہوتا ہے۔مصنف نے باب اوّل میں ان امور کو بیان کیا ہے جو ظاہراً خیر وسلامتی والے ہیں، مگر وہ انسان کو دیرے دیرے ہلاکت کے گھڑے میں دھکیل دیتے ہیں، اس کے ضمن میں مصنف رحمہ اللہ نے بنی اسرائیل کا ہفتہ کے دن مچھلی کے شکار

سے باز نہ آنے کا بیان کیا اور جنہوں نے ان کو نصیحت نہ کی ان کا بیان کیا، ان امور میں سے ایک یہ ہے کہ کوئی مسلمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو "رَاعِنَا" کہے، اسی طرح ایک یہ ہے کہ کفار کے بنائے ہوئے معبودوں کو گالی دی جائے، تو یہ امور ایسے ہیں جو ظاہراً بہترین نتیجہ خیز ہیں، مگر باطناً ان کے برے نتائج ہوں گے۔ اس کتاب میں مصنف نے بدعات کی تردید کو قرآن وسنت سے ثابت کیا، اس میں بدعت اور بدعت کی طرف راغب کرنے والے امور کے انکار میں حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے منہج کو بیان فرمایا، مصنف نے پانچویں باب میں عجیب وغریب بدعات اور ان پر علماء کی تردید کو بیان کیا ہے، یہ کتاب قرآن وحدیث کی دلائل سے لبریز ہے۔ بدعات کی تردید کے لیے یہ کتاب نہایت مفید ہے، لہٰذا اِسے مطالعہ میں رکھا جائے۔ امام ابوبکر طرطوشی رحمہ اللہ کی یہ کتاب علی بن حسین الحلبی رحمہ اللہ کی تحقیق کے ساتھ مکتبہ سے ایک جلد میں طبع ہے۔

فائدہ: اردو زبان میں بدعات کے رَد پر امام اہلسنت حضرت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب نور اللہ مرقدہ کی "راہِ سنت" نہایت مفید کتاب ہے، اس میں رائج بدعات کی تردید مدلل انداز میں ہے، خاص طور پر اہل بدعت کے ساتھ جن مسائل پر اختلاف ہے ان کا تفصیلی ذکر ہے، جیسے تیجہ، چالیسواں، عرس، قبروں پر آذان، قبروں پر پھول چڑھانا اور بارہ ربیع الاول کے دن عید منانا اور جلوس نکالنا، جنازے کے بعد دُعا کرنا، اس طرح دیگر جتنی بدعات ہیں ان کا مدلل رَد کیا ہے، یہ کتاب عوام وخواص کے لئے راہِ ہدایت ہے۔ ابھی ضرورت اس بات کی ہے کہ کوئی ایسی کتاب لکھی جائے جس میں ہر مہینے میں رائج بدعات کو الگ الگ بیان کیا گیا ہو، مثلاً محرم کی بدعات، ماہِ صفر، ربیع الاول اور ماہِ شعبان کی بدعات، اس طرح بارہ مہینوں میں جو بدعات اس وقت

معاشرے میں رائج ہیں ان کا ذکر کر کے اس کی تردید کردی جائے تو یہ ایک مفید کام ہوگا۔

نفس بدعات پر رَد کے لئے ''الإعتصام'' علامہ شاطبی رحمہ اللہ کی، امام اہلسنت کی ''راہ سنت'' اور مولانا محمد اقبال رنگونی صاحب کی ''بدعت اور اہلِ بدعت'' مفید کتابیں ہیں۔

۴۱......العواصم من القواصم فی تحقیق مواقف الصحابة بعدوفاة النبی صلی اللّٰه علیه وسلم

یہ قاضی محمد بن عبداللہ ابوبکر بن العربی المالکی رحمہ اللہ (متوفی ۵۴۳ھ) کی کتاب ہے۔ علامہ ابن العربی رحمہ اللہ مسلک کے اعتبار سے مالکی تھے، وہ اپنے زمانے کے مایہ ناز فقیہ، محدث، مفسر، اصولی، ادیب اور متکلم تھے، علامہ ابن العربی اشبیلیا میں پیدا ہوئے اور وہاں کے قراء سے فن قرأت پڑھا، اپنے والد اور اندلس کے دیگر علماء سے علم حاصل کیا، پھر اپنے والد کے ساتھ مشرق کا سفر کیا اور وہاں امام خولانی، علامہ المازری، امام ابوالحسن الخلعی، علامہ نصر المقدس، امام ابوسعید الزنجانی، امام ابوحامد الغزالی اور امام ابوبکر الطرطوشی رحمہم اللہ سے علم حاصل کیا۔ مصنف کی دیگر مطبوعہ کتابیں مندرجہ ذیل ہیں:

(۱)أحكام القرآن (۲)القبس فی شرح موطأمالک بن أنس (۳)المحصول (۴)المسالک فی شرح موطأمالک (۵)قانون التأويل.

مصنف نے موطأ مالک کی شرح ''القبس فی شرح موطأمالک بن أنس'' لکھی ہے، اور سنن ترمذی شرح ''عارضة الأحوذی'' لکھی ہے، یہ ان کی مختصر انداز میں مفید شرح ہے، اس طرح ان کی کتاب ''أحكام القرآن'' ہے جس سے امام قرطبی

رحمہ اللہ نے بھی اپنی تفسیر میں استفادہ کیا ہے، امام ابن العربی رحمہ اللہ کی یہ کتاب پرلے لکھی گئی ہے، امام قرطبی کا انداز بھی انہی کی طرح ہے اور یہ دونوں مالکی ہیں۔ یہاں یہ بات واضح رہے کہ ایک ''امام ابن عربی رحمہ اللہ'' ہیں بغیر الف لام کے، یہ صوفیاء میں سے ہیں، اور ایک ''امام ابن العربی رحمہ اللہ'' ہے الف لام کے ساتھ یہ مالکی ہیں، یہاں جس کتاب کا تعارف چل رہا ہے وہ امام ابن العربی مالکی رحمہ اللہ ہیں، امام ابن عربی صوفی نہیں ہیں۔امام ابن عربی رحمہ اللہ کی وفات (۶۳۸ھ) میں ہے، اِن کی دو کتابیں معروف ہیں ''الفتوحات المکیة'' اور ''فصوص الحکم'' ان کی ''فصوص الحکم'' میں بعض اہل علم نظریات پر بعض نے بڑے سخت الفاظ میں نقد کیا ہے، موصوف کی بعض اپنی اصطلاحات تھیں، اسی طرح بعض تعبیرات بھی، اِن کی کتابوں اور مضامین کو سمجھنے کے لئے علامہ شعرانی رحمہ اللہ کی کتابیں نہایت مفید ہیں، خصوصاً ''الکبریت الأحمر فی بیان علوم شیخ الأکبر'' ۔ کبریت احمر یعنی بڑی نایاب ناپید چیز، انہوں نے تشبیہ دے کر کہا کہ شیخ کے علوم بھی کبریتِ احمر کی طرح نایاب وقیمتی ہیں۔علامہ شعرانی رحمہ اللہ کی نہایت مفید کتابیں ہیں۔علامہ شعرانی رحمہ اللہ معتدل عالم ہیں، مسلکاً شافعی ہیں لیکن شریعت وطریقت سے واقف تھے، شریعت کے عین مزاج پر چلیں ہیں، ایسا نہیں ہے کہ بدعات اور شطحیات کی طرف مائل ہوئے، عموماً ایسا ہوتا ہے کہ بسا اوقات علم میں پختگی نہیں ہوتی تو انسان تصوف کے میدان میں غیر مستند روایات، موضوع ومن گھڑت روایات وواقعات سناتا اور ذکر کرتا نظر آتا ہے، لیکن موصوف کی کتابیں ایک حد تک اِس سے پاک ہیں، فقہاء کرام اور اکابر واسلاف کا تذکرہ بڑی عقیدت ومحبت سے کرتے ہیں، ان کی '' المیزان الکبری'' ''لطائف المنن ''عقائد پر

”الیواقیت والجواھر فی بیان عقائد الأکابر“ بڑی مفید کتابیں ہیں، اس کتاب کا ذکر ان شاء اللہ آگے آئے گا۔ علماء وطلباء کو ان کی کتاب ”تنبیہ المغترین“ ضرور مطالعہ میں رکھنی چاہیے، اس کا اردو ترجمہ ہے ”اخلاقِ سلف“ کے نام سے ہے یہ کتاب راقم نے تین دفعہ پڑھی ہے، بڑی مفید کتاب ہے، عموماً ایسا ہوتا ہے کہ جب انسان میں علم آتا ہے تو اس میں تواضع کی کمی آجاتی ہے، اللہ سے تعلق میں کمی آجاتی ہے، اگر اس کتاب کو مطالعہ میں رکھیں گے تو پتہ چلے گا کہ اسلاف کی صفات کیا تھیں جن کی وجہ سے اللہ نے ان کو عزت دی، سلف کے وہ کون کونسے اوصاف ہیں جس سے تعلق مع اللہ اور معاشرے میں محبوبیت ومقبولیت ملتی ہے۔ ہم تو مادیت کے پیچھے پڑھے ہیں، اصل چیز تو روحانیت ہے، ایسے کونسے اعمال، صفات اور اخلاق ہیں جنہیں اپنا کر ایک انسان کمال حاصل کرسکتا ہے۔ اگر ممکن ہو تو یہ مطالعہ میں رکھیں، ”مکتبہ لدھیانوی“ سے اس کا ترجمہ ”اخلاقِ سلف“ کے نام سے طبع ہے۔

زیرِ تعارف ”العواصم من القواصم“ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مناقب اور ان کی تاریخ پر مشتمل ہے، اس میں انہوں نے اہم مسئلہ عصمت کا بیان فرمایا، اور اسے انبیاء کے ساتھ مختص قرار دیا، ساتھ ساتھ اس بات کی بھی وضاحت کی کہ انبیاء کے لیے عصمت کا مختص ہونا اس بات کا ہرگز متقاضی نہیں کہ حضراتِ صحابہ رضوان اللہ پر لعن طعن ہو، ان پر لعن طعن وتشنیع کرنا دراصل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اور دین پر طعن وتشنیع کرنے کے مترادف ہے۔ اس میں علامہ ابن العربی رحمہ اللہ نے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مناقب کا ذکر کیا، دشمن دین نے صحابہ کی مقدس ومحفوظ جماعت پر جو الزام تراشی کی ان کی تردید کی اور حق بات کا برملا اظہار کیا، انہوں نے دشمن اور اغیار کے دعوی کو ”قاصمة“ کا عنوان دیا اور دعوی کے رد کو ”عاصمة“

کے عنوان سے بیان فرمایا۔ اس میں صحابہ کرام کی عدالت، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی امامت، ترتیب خلافت راشدہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر لگائے گئے الزام کے جوابات بیان کئے گئے ہیں، مشاجراتِ صحابہ کو اچھے انداز میں بیان کیا گیا اور ان پر اعتراض کرنے والوں کا بھرپور علمی تعاقب کیا، نیز حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے میں اہلسنت والجماعت کے عقائد اور نظریات کی وضاحت کی۔ محبّ الدین الخطیب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَهٰذَاالْكِتَابُ الَّذِي أَلَّفَهُ عَالِمٌ مِنْ كِبَارِ أَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ، بَيَانًا لِمَا كَانَ عَلَيْهِ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ صِفَاتِ الْكَمَالِ، وَإِدْحَاضًا لِمَا أُلْصِقَ بِهِمْ وَبِأَعْوَانِهِمْ مِنَ التَّابعِينَ لَهُمْ بِإِحْسَانٍ، يَصْلُحُ عَلَى صِغَرِهِ لَأَن يَّكُوْنَ صَيْحَةً مِنْ صَيْحَاتِ الْحَقِّ، تُوْقِظُ الشَّبَابَ الْمُسْلِمَ إِلَى هٰذِهِ الدَّسِيْسَةِ الَّتِيْ دَسَّهَا عَلَيْهِمْ أَعْدَاءُ الصَّحَابَةِ ومُبْغُضُوْهُمْ۔ ❶

ترجمہ: یہ وہ کتاب ہے جسے مسلمانوں کے بڑے آئمہ میں سے ایک عالم نے لکھا ہے، یہ اس لیے لکھی گئی تاکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کا عظیم الشان دستہ جس کمال پر فائز تھا اس کا بیان ہو، صحابہ اور دستور کے ساتھ حضرات صحابہ کی معاونت کرنے والے تابعین پر جو دشنام ترازی کی گئی اس کا بطلان ظاہر ہو، یہ کتاب مختصر ہونے کے بعد بھی حق کی آوازوں میں سے ایک آواز کی صلاحیت رکھتی ہے، جو مسلم جوان کو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دشمنوں اور حاسدوں کے اس خفیہ سازش کی طرف توجہ دلاتی ہے جو انہوں نے صحابہ کے خلاف پھیلائی ہیں۔

❶ العوصم من القواصم: ج ۱ ص ۴۹

محبّ الدین الخطیب کی اس بات سے مذکورہ کتاب کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے، اس کتاب کی عربی بھی بہت سہل ہے۔ یہ علامہ محبّ الدین الخطیب رحمہ اللہ کی تحقیق وتعلیق کے ساتھ ایک جلد میں "وزارة الشؤون الإسلامية والأوقاف والدعوة والإرشاد" سے ایک جلد میں اور دوسرا نسخہ محبّ الدین اور محمود مہدی دونوں کی تحقیق کے ساتھ مکتبہ ''دار الجیل'' بیروت سے طبع ہے۔

۴۲......الملل والنحل

یہ علاّمہ محمد بن عبدالکریم الشہر ستانی رحمہ اللہ (متوفی ۵۴۸ھ) کی پانچ جلدوں پر مشتمل تصنیف ہے۔ علامہ شہرستانی علم کلام، ادیانِ امم اور فلاسفہ کے امام تھے، علاّمہ شہرستانی (۴۷۹ھ) کو ''شہرستا'' میں پیدا ہوئے اور (۵۱۰ھ) میں بغداد کا رخ کیا، وہاں تین سال قیام کے بعد واپس اپنے شہر آگئے اور وہیں ۵۴۸ھ کو وفات پائی، مسلکاً آپ شافعی تھے، علامہ یاقوت حموی رحمہ اللہ ان کے بارے میں لکھتے ہیں:

اَلْفَيْلَسُوْفُ اَلْمُتَكَلِّمُ صاحِبُ التَّصَانِيْفِ، كَانَ وَافِرَ الْفَضْلِ كَامِلَ الْعَقْلِ ثُمَّ يَقُوْلُ: وَلَوْلَا تَخَبُّطُهُ فِيْ الْاِعْتِقَادِ ومُبَالَغَتِهِ فِيْ نُصْرَةِ مَذَاهِبِ الْفَلاسِفَةِ والذَّبِّ عَنْهُمْ لَكَانَ هُوَ الْإِمَامُ.(1)

ترجمہ: علامہ شہرستانی فلسفی، متکلم، کثیر کتابوں کے مصنف، کامل العقل اور وافر الفضل تھے، اگر وہ مذہبِ فلاسفہ کی نصرت اور اُن کے دفاع میں مبالغہ آرائی سے کام نہ لیتے تو وہ امام تسلیم کیے جاتے۔

ان کی دیگر معروف کتابیں درج ذیل ہیں:

(۱) نهاية الإقدام في علم الكلام (۲) الإرشاد الى عقائد العباد

(1) الأعلام للزركلي: ج٦ ص ٢١٥

(۳)تلخیص الأقسام لمذاهب الأنام (۴)مصارعات الفلاسفة (۵)تاریخ الحکماء(٦)المبدأوالمعاد(۷)تفسیر سورۃ یوسف (یہ فلسفی اسلوب پر ہے)(۸)مفاتیح الأسرارومصابیح الأبرار.

عقائداورفرقوں کے تعارف پر لکھی گئی کتابوں میں یہ بڑی مفصل اور ضخیم کتاب ہے، انہوں نے اس کتاب کے شروع میں پانچ مقدمیں لکھے:

پہلے مقدمہ میں اہل عالم کی تقسیم بیان کی، مثلاً اقالیم، جہت رابع یعنی مشرق مغرب، شمال، جنوب وغیرہ کے اعتبار سے لوگوں کی اقسام بیان کیں، پھرامم یعنی عرب، عجم، ردم اور ہند کے حیثیت سے عالم کی تقسیم کی۔

دوسرے مقدمہ میں فرقوں کی عددشماری کے لیے قانون کی نمبروارتعیین کی۔

تیسرے مقدمہ میں خلفیہ ارض حضرت آدم علیہ السلام کے بارے میں واقع ہونے والے شبہ کا ذکر ہوا اور پھراس شبہ سے نکلنے والی شاخوں کا ذکر کیا۔

چوتھے مقدمہ میں مذہب اسلام کے متعلق سب سے پہلے واقع ہونے والے شبہ کا ذکر ہوا۔

پانچویں مقدمہ میں یہ بتایا کہ کتاب کوحساب کے طریقہ پر مرتب فرمایا اوراس کا سبب بھی ذکر فرمایا۔مصنف نے مقدمات کے بعد مکمل کتاب کوابواب پر تقسیم کیا، پھر ہر باب کے تحت فصلیں قائم کیں اور ہر فصل کے تحت کسی بنیادی فرقہ پھراس سے پھیلنے والے فروعات کا بیان کیا، مثلاً جلداول کی پہلی فصل میں معتزلہ کا بیان کیا پھر معتزلہ سے نکلنے والے مختلف گروہ واصلیہ ، ہذیلیہ ، نظامیہ وغیرہ اوران کے قوانین وقواعد کا بیان کیا، اگر ان کے آپس میں کسی مسئلہ میں اختلاف ہوتواس کو بیان کیا۔اسی طرح مصنف نے جبریہ اوراس کے ماتحت آنے والے فرقے النجاریہ،ضراریہ اور جہمیہ کا تذکرہ کیا۔خوارج

اوراس کے ماتحت آنے والے فرقے مثلاً ازارفہ،نجدات اورعاذریہ کا تذکرہ کیا۔نیز مصنف نے تیسری جلد میں فلاسفہ اوراس کے ماتحت ابن سینا کا منطق کے حوالے سے کلام کا ذکرکیا،اسی طرح بتوں ،سورج ،چانداورآگ وغیرہ کی پوجا کرنے والے فرقوں کا بھی تذکرہ کیا ہے۔لہٰذا فرقوں کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لیے اس سے بہترین کوئی دوسری کتاب نہیں،اس کتاب کے بارے میں اسی کتاب میں علامہ تاج الدین سبکی رحمہ اللہ کا قول نقل کیا گیا ہے:

یَقُوْلُ عَالِمٌ جَلِیْلٌ مِثْلُ اِبْنُ السُبْکِیْ عَنْهُ:"هُوَعِنْدِیْ خَیْرُ کِتَابٍ صُنِّفَ فِیْ هَذَاالْبَابِ.❶

ترجمہ:اس کتاب کے بارے میں علامہ ابن سبکی رحمہ اللہ جیسے جلیل القدر عالم کہتے ہیں کہ یہ کتاب میرے نزدیک فرقوں کی معلومات کے لیے سب سے بہتر ہے۔

یہ کتاب تین جلدوں میں ''مؤسسة الحبلی'' سے طبع ہے۔

۴۳......تبیین کذب المفتری فیمانُسِبَ إلی الإمام أبی الحسن الأشعری

اس کتاب کے مصنف ابوالقاسم علی بن الحسن المعروف بابن عساکر رحمہ اللہ(متوفی ۵۷۱ھ) ہے۔علامہ ابن عساکر رحمہ اللہ مسلک کے اعتبار سے شافعی عالم گزرے ہیں اورانہوں نے'' تاریخ مدینة دمشق'' نامی کتاب لکھی ہے،جو(۸۰) جلدوں میں اس وقت موجود ہے۔زیرتعارف کتاب کانام''تبیین کذب المفتری فیما نسب إلی الإمام أبی الحسن الأشعری'' ہے۔کتاب کے نام سے پتہ چلتا ہے کہ یہ امام ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ پر لگائے گئے جھوٹ کی وضاحت اوران کی دفاع پر لکھی گئی

❶الملل والنحل:ج ۱ ص ۳

ہے، اس کا پس منظر یہ ہے کہ باطل فرقوں میں ایک فرقہ ہے کرامیہ، اس کرامیہ فرقے کا نظریہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے جانے کے بعد آپ کی نبوت باقی نہیں رہی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر میں حیات حاصل نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ''معاذ اللہ'' اپنی قبر میں مردہ ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح کا آپ کے جسم سے کوئی تعلق نہیں ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں بالکل بے جان اور بے حس ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو نبوت ہے وہ آپ کے دنیا سے جانے کے بعد باقی نہیں رہی، اسلئے کہ نبوت وصف ہے، جب اصل حیات نہیں ہے تو وصف بھی باقی نہیں ہے، آپ کی نبوت اس وقت تک تھی جب تک آپ دنیا میں موجود تھے، جب آپ دنیا سے چلے گئے تو آپ رسول نہیں رہے، گویا کہ ان کے نزدیک رسالت اُس وقت تک ہے جب تک حیات ہے، جب دنیا میں نہیں ہیں تو رسالت بھی باقی نہیں ہے، (العیاذ باللہ) یہ سب سے پرلے کرامیہ کا عقیدہ تھا جسے آج کل ایک جماعت نے اپنا نظریہ بنایا ہوا ہے، کرامیہ نے اپنے اس باطل عقیدے کو امام ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ کی طرف منسوب کیا، ہر دور میں یہ ہوتا رہا ہے کہ باطل فرقہ اپنے غلط عقائد کو مقتدر اہلِ علم کی طرف منسوب کرتے ہیں تاکہ غلط نظریہ کی خوب ترویج ہو، کرامیہ نے بھی اپنے باطل عقیدہ کی نشر و اشاعت کے لیے کہا کہ یہ ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ کا عقیدہ ہے، امام ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ کا تو بڑا نام تھا کیوں کہ وہ اہلسنت والجماعت کے امام تھے، تو کرامیہ نے یہ نظریہ پھیلا دیا، اپنی کتابوں میں لکھا اور اپنے بیانات میں اِس کی ترویج کی۔ علامہ ابن عساکر رحمہ اللہ نے کرامیہ کے اس جھوٹ کا بھانڈا پھوڑنے کے لیے ''تبيين كذب المفتري فيمانسب إلى الإمام أبي الحسن الأشعري'' لکھ دی۔ اس کتاب میں علامہ ابن عساکر رحمہ اللہ نے امام ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ کی

حقانیت اوران کی دفاع میں اہل علم کے اقوال بالسند نقل کیے ہیں، اس کتاب کا مطالعہ نہایت مفید ہے۔ حاجی خلیفہ رحمہ اللہ "کشف الظنون" میں لکھتے ہیں:

قَالَ ابْنُ السُّبْكِيْ: وَهُوَمِنْ أَجَلِّ الْكُتُبِ فَائِدَةً، فَيُقَالُ: كُلُّ سُنِّيٍ لَايَكُوْنُ عِنْدَهُ ذٰلِكَ الْكِتَابُ، فَلَيْسَ مِنْ نَفْسِهِ عَلَى بَصِيْرَةٍ، وَلَايَكُوْنُ الْفَقِيْهُ شَافِعِيًّا عَلَى الْحَقِيْقَةِ حَتّٰى يَحْصُلَ لَهُ ذٰلِكَ، وَكَانَ مَشَايِخُنَا يَأْمُرُوْنَ الطَّلَبَةَ بِالنَّظْرِ فِيْهِ. ❶

ترجمہ: علامہ ابن السبکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ کتاب فائدہ پرنچانے میں سب سے بڑھ کر ہے، کہاجاتا ہے کہ ہروہ سنی جس کے پاس یہ کتاب نہ ہووہ بصیرت (اور آگاہی) پرنہیں اورکوئی فقیہ جب تک اس کتاب کوحاصل نہ کرلے شافعی نہیں ہوسکتا اور ہمارے مشائخ طلبہ کواِس کتاب کوغوروفکر کے ساتھ پڑھنے کاحکم دیتے تھے۔

علّامہ ابن عساکر رحمہ اللہ کے علاوہ دیگر علماء نے بھی امام ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ کی دفاع کیا، علّامہ تاج الدین سبکی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "طبقات الشافعية الكبرىٰ" کی تیسری جلد میں امام ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ کے تفصیلی حالات لکھے ہیں۔ اس میں انہوں نے ذکر کیا کہ یہ جو بات کہی گئی ہے جھوٹ ہے، یہ امام ابوالحسن اشعری کی رائے نہیں ہے، وہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کے قائل ہیں، علامہ تاج الدین سبکی رحمہ اللہ نے مزید لکھا کہ یہ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں، مصنف نے "طبقات الشافعية الكبرىٰ" میں اس موضوع پر دسیوں صفحات لکھے اوراس پر استدلال کرنے کے لیے روایات کو جمع کیا۔ غورکریں کہ آخر اس دور میں اس موضوع کوذکر کرنے کی کیا ضرورت تھی؟

❶ كشف الظنون: ج ۱ ص ۳۴۲ / طبقات الشافعية الكبرى: ج۳ ص ۳۵۱

ظاہر ہے کہ اس دور میں بھی منکرین حیات النبی موجود تھے، جب ہی ان علماء ربانیین نے اس موضوع پر لکھا۔اسی طرح اس دور کے ایک بڑے عالم امام ابوالقاسم قشیری رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۵ھ) نے "شكاية أهل السنة بحكاية مانالهم من المحنة" نامی کتاب لکھی، یہی نام "هدية العارفين" (۶۰۸/۱) میں ہے، امام ابوالقاسم قشیری رحمہ اللہ نے بھی اپنی کتاب میں اس کی وضاحت کی ہے کہ امام ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ کی طرف انکارِ حیات النبی کو منسوب کرنا غلط ہے، ان کا یہ نظریہ نہیں ہے، ہم سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کے قائل بھی ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جیسے دنیا میں رسول تھے دنیا سے جانے کے بعد بھی آپ رسول ہیں اور آپ کو قبر اطہر میں حیات حاصل ہے۔

اسی طرح اس دور کے ایک بڑے عالم امام بیہقی رحمہ اللہ (متوفی ۴۵۸ھ) ہے، انہوں نے رسالہ "جزء حياة الأنبياء" لکھا، یہ رسالہ طبع ہے، اس میں وہ تمام احادیث ذکر کی ہیں جو انبیاء علیہم السلام کی حیات پر ہیں، اسی طرح علّامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) نے ایک رسالہ لکھا "إنباء الأذكياء بحياة الأنبياء" جس میں حیات النبی کو ثابت کیا، یہ کتابیں سب کی سب طبع ہیں۔معلوم ہوا کہ انکار حیاتِ انبیاء کا عقیدہ کرامیہ کا ہے اور یہ آج سے نہیں ہے چوتھی صدی میں انہوں نے اس نظریہ کو ایجاد کیا تھا اور پھر انہوں نے اس نظریے کی ترویج کرنے کے لئے بڑے ائمہ کی طرف اس کی نسبت کی تھی، ہمارے جتنے بھی سلفاً وخلفاً اکابر اہلسنت والجماعت ہیں سب کے سب انبیاء علیہم السلام کی حیات کے قائل ہیں، اہلسنت والجماعت میں کوئی بھی امام ایسا نہیں ہے جس کا یہ نظریہ ہو کہ انبیاء علیہم السلام دنیا سے جانے کے بعد اور خصوصاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے جانے کے بعد آپ کی روح کا آپ

کے جسم سے کوئی تعلق نہیں ہے، یا آپ اپنی قبر اطہر میں معاذ اللہ بالکل بے جان اور بے حس ہیں اور آنے والوں کا درود وسلام نہیں سنتے، اہل سنت میں کسی کا یہ عقیدہ نہیں، اہل سنت سب حیات کے قائل ہیں اور اسی لئے انہوں نے حیات النبی پر کتابیں لکھیں، کوئی شخص ایک کتاب کا نام نہیں بتا سکتا جو اہلسنت کے عالم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر لکھی ہو۔

منکرین حیات النبی یہاں قرآن کریم کی جن آیات کو پڑھ کے عقیدہ حیات النبی کے خلاف مغالطہ دیتے ہیں، وہ آیتیں درج ذیل ہیں:

﴿إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُمْ مَيِّتُونَ﴾(الزمر: ۳۰)

ترجمہ: (اے پیغمبر) موت تمہیں بھی آنی ہے اور موت انہیں بھی آنی ہے۔

﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ﴾(آل عمران: ۱۸۵)

ترجمہ: ہر جاندار کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔

یا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کا خطبہ پڑھتے ہیں:

مَنْ كَانَ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ. ❶

ان میں سے کوئی دلیل حیات النبی کے منافی نہیں، کیوں کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے قائل ہیں، اس میں تو موت کا ذکر ہے کہ آپ پر موت آئے گی اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خطبے میں وقوع موت کا ذکر ہے، اگر قرآن کی آیت سے وقوع موت مراد ہو تو پھر آگے قرآن کس پر نازل ہوا؟ تو قرآنِ کریم میں وعدہ موت ہے اور صدیق اکبر کے خطبے میں وقوعِ موت ہے، ہم وعدہ موت کے بھی قائل ہیں اور انبیاء علیہم السلام کی موت کے وقوع کے بھی قائل ہیں۔ قرآن کے اندر پیشنگوئیاں تھیں

❶ صحیح البخاری: کتاب المناقب، باب قول النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم "لو کنت متخذا"، رقم الحدیث: ۳۶۶۸

کہ ہر نفس پر موت آئے گی، اس رو سے آپ پر بھی موت آئی، قرآن کا یہ وعدہ پورا ہو گیا، اس میں ہمارا اختلاف نہیں، اب حضور کے دنیا سے جانے کے بعد قبر میں آپ کو حیات حاصل ہے یا نہیں؟ اس نکتہ پر اختلاف ہے، ہم کہتے ہیں قبر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حیاتِ حاصل ہے اور آپ کی روح کا تعلق دنیا والے جسد عنصری کے ساتھ ہے۔

اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو درود وسلام پڑھا جاتا ہے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سنتے ہیں اور آپ جواب ارشاد فرماتے ہیں ۔اب مخالفین نے جو آیات یا خطبہ پیش کیا یہ بحث کے اندر خلط ملط کرنا ہے کہ بات کچھ ہے پیش کچھ اور کیا جا رہا ہے، اس لئے ان آیات کو دلیل بنا کر پیش کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

بات چل رہی تھی علامہ ابن عساکر رحمہ اللہ کی کتاب "تبیین کذب المفتری" کی، اس کے لکھنے کا مقصد یہ تھا کہ امام ابو الحسن اشعری کی طرف جس جھوٹ کی نسبت کی گئی اس کا ازالہ کیا جائے۔

علامہ تاج الدین سبکی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۱ھ) لکھتے ہیں:

فَإِنْ قِيلَ فَمِنْ أَيْنَ وَقَعَتْ هَذِهِ الْمَسْأَلَةُ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهَا أَصْلٌ قِيلَ إِنَّ بَعْضَ الْكَرَّامِيَةِ مَلَأَ اللَّهُ قَبْرَهُ نَارًا وَظَنِّي أَنَّ اللَّهَ قَدْ فَعَلَ. ❶

ترجمہ اگر کہا جائے کہ جب اس مسئلے کی کوئی اصل نہیں، تو پھر یہ کہاں سے آ گیا، تو جواب میں کہا جائے گا کہ بعض کرامیہ نے اللہ تعالی ان کی قبر کو آگ سے بھرے، اور میرا گمان یہی ہے کہ اللہ تعالی نے بھر دیا ہوگا، (سب سے پہلے یہ مسئلہ گھڑا تھا)۔

مصنف کے اس جلال اور ناراضگی کو دیکھئے اور اس پر غور کیجئے، اس کے برعکس اپنا عقیدہ

❶ طبقات الشافعیة الکبری: ج۳ ص ۴۱۲

آپ ان الفاظ میں لکھتے ہیں:

لِأَنَّ عِنْدَنَا رَسُوْلُ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيٌّ يُحِسُّ وَيَعْلَمُ وَتعْرِضُ عَلَيْهِ أَعْمَالُ الْأُمَّةِ وَيُبَلِّغُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى مَابَيَّنَّا. ❶

ترجمہ: کیونکہ ہمارے نزدیک حضور زندہ ہیں اور آپ کی یہ حیات حسی ہے اور آپ علم رکھتے ہیں اور امت کے اعمال آپ پر پیش کیے جاتے ہیں اور آپ کو صلوۃ وسلام جیسا کہ ہم نے بیان کیا پر نچایا جاتا ہے۔

پھر آپ نے اپنا عقیدہ ان الفاظ میں لکھا ہے:

وَمِنْ عَقَائِدِنَا أَنَّ الْأَنْبِيَاءَ عَلَيْهِمُ السَّلَام أَحيَاءٌ فِيْ قُبُوْرِهِمْ فَأَيْنَ الْمَوْتُ......وَصَنَّفَ الْبَيْهَقِيُ رَحِمَهُ اللّٰهُ جُزْءً اسِمْعْنَاهُ فِيْ حَيَاةِ الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِم السَّلَام فِيْ قُبُورِهِمْ وَاشْتَدَّ نَكِيْرَ الْأَشَاعِرَةِ عَلَى مَنْ نسِبَ هٰذَا الْقَوْلُ إِلَى الشَّيْخِ. ❷

ترجمہ: ہمارے عقائد میں سے ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں، وہاں موت کہاں ہے، اور امام بیہقی رحمہ اللہ نے ایک مستقبل جزء اس پر تصنیف کیا ہے جو انبیاء کرام کے قبروں میں زندہ ہونے کے بارے میں ہے اور جن لوگوں نے حضرت الشیخ ابوالحسن الاشعری کی طرف انبیاء کے قبروں میں مردہ ہونے کا قول منسوب کیا ہے اشاعرہ نے بڑی سختی سے اس پر نکیر کی ہے۔

علامہ قشیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فَامَاحَكَى عَنْهُ وَعَنْ أَصْحَابِهِ أَنَّهُمْ يقُوْلُوْنَ أَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

❶ طبقات الشافعية الكبرى: ج۳ص ۴۱۲

❷ طبقات الشافعية الكبرى: ج۳ص ۳۸۴، ۳۸۵

وَسَلَّمَ لَيْسَ بِنَبِيٍّ فِيْ قَبْرِهِ وَلَارَسُوْلٍ بَعْدَمَوْتِهِ فَبُهْتَانٌ عَظِيْمٌ وَكِذْبٌ مَحْضٌ لَمْ يَنْطِقِ مِنْهُمْ أحَدٌ وَلَاسَمِعَ فِيْ مَجْلِسِ مُنَاظَرَةٍ ذٰلِکَ عَنْهُمْ وَلَاوَجَدَفِيْ كِتَابٍ لَهُمْ وَكَيْفَ يَصِحُّ ذٰلِکَ وَعِنْدَهُمْ مُحَمَّدٌصَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيٌّ فِيْ قَبْرِهِ.(1)

ترجمہ: باقی جو امام ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ اور دوسرے اشاعرہ کی طرف منسوب کیا گیا ہے کہ اُن کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات کے بعد اب اپنی قبر شریف میں نبی اور رسول نہیں رہے، یہ محض جھوٹ اور بہتانِ عظیم ہے، اشاعرہ میں سے کسی نے نہیں کہا، نہ اُن سے کسی مجلسِ مناظرہ میں ایسی بات سنی گئی اور نہ اُن کی کسی کتاب میں یہ مضمون ملا ہے اور ان کا یہ عقیدہ کیسے ہوسکتا ہے جب کہ اُن کے ہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے روضۂ اطہر میں زندہ ہیں۔

علامہ شامی رحمہ اللہ نے بھی ''حاشیہ ابن عابدین'' کے اندر یہی بات ذکر کی کہ امام ابوالحسن اشعری کی طرف حیات النبی کے انکار کو منسوب کرنا جھوٹ اور غلط بات ہے، وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کے اور حضور کے دنیا سے جانے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے کے قائل ہیں:

وَأَمَّا مَا نُسِبَ إِلَى الْإِمَامِ الْأَشْعَرِيِّ إِمَامِ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ مِنْ إِنْكَارِ ثُبُوتِهَا بَعْدَ الْمَوْتِ. فَهُوَ افْتِرَاءٌ وَبُهْتَانٌ وَالْمُصَرَّحُ بِهِ فِي كُتُبِهِ وَكُتُبِ أَصْحَابِهِ خِلَافُ مَا نَسَبَ إِلَيْهِ بَعْضُ أَعْدَائِهِ؛ لِأَنَّ الْأَنْبِيَاءَ عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ أَحْيَاءٌ فِي قُبُورِهِمْ وَقَدْ أَقَامَ النَّكِيرُ عَلَى افْتِرَاءِ ذٰلِکَ الْإِمَامُ الْعَارِفُ أَبُو الْقَاسِمِ الْقُشَيْرِيُّ فِي كِتَابِهِ: شِكَايَةُ اَهْلِ السُّنَّةِ، وَكَذَا غَيْرُهُ

(1) طبقات الشافعية الكبرى: ج۳ ص ۴۰۶

كَمَا بَسَطَ ذٰلِكَ الْإِمَامُ ابْنُ السُّبْكِيّ فِي طَبَقَاتِهِ الْكُبْرٰى فِي تَرْجَمَةِ الْإِمَامِ الْأَشْعَرِيِّ.❶

ترجمہ: امام اہل سنت امام ابوالحسن الاشعری رحمہ اللہ کی طرف منسوب کیا گیا ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے وفات شریفہ کے بعد اس وصف کے ثابت ہونے کا انکار کرتے ہیں، یہ محض افتراء اور بہتان ہے۔ ان کی اور ان کے ہم مشرب احباب کی کتابوں میں اس کے خلاف تصریح موجود ہے، یہ اُن کے دشمنوں نے اُن کی طرف منسوب کر دیا ہے تحقیق یہی ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں، اور امام ابوالحسن الاشعری رحمہ اللہ پر اس افتراء باندھنے کے خلاف علامہ ابوالقاسم القشیری رحمہ اللہ نے زبردست احتجاج کیا ہے۔ اسی طرح علامہ تاج الدین سبکی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "طبقات الشافعية الكبرى" میں امام ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ کے ترجمہ میں اِسے تفصیل کے ساتھ لکھا ہے۔

اگر آپ کو اردو زبان میں حیات النبی کے عنوان کو پڑھنا ہے تو حضرت مولانا ڈاکٹر علامہ خالد محمود صاحب رحمہ اللہ کی کتاب "مقام حیات" پڑھ لیں، یہ حیاتِ انبیاء پر بڑی مدلل، محقق و مفید کتاب ہے، حیات انبیاء پر ایک کتاب "تسکین الاذکیاء بحیاۃ الانبیاء" ہے، یہ امام اہل سنت حضرت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب رحمہ اللہ کی ہے، ان دونوں کتابوں میں علمی اعتبار سے بڑا مواد جمع کر دیا گیا۔ امام ابوالقاسم قشیری کی "شكاية أهل السنة" کے حوالے بھی اس میں موجود ہیں۔ ابن عساکر رحمہ اللہ کی کتاب "تبيين كذب المفترى" اپنے مطالعہ میں رکھیں، یہ امام ابوالحسن اشعری

---

❶ مقام حیات: ص ۵۶، ۵۷/ ردالمحتار: كتاب الجهاد، باب المغنم وقسمته، ج ۴ ص ۱۵۱

رحمہ اللہ کے حالات پر بڑی مفید کتاب ہے، اس میں سوانح بھی ہے اور ان کے حالات بھی ہیں، ان کے مناظروں کا بھی ذکر ہے، ان کی تصانیف کا بھی تذکرہ ہے۔ یہ کتاب مکتبہ ”دار الکتاب العربی“ سے ایک جلد میں ۱۴۰۴ھ میں طبع ہے۔

۴۴...... کتاب أصول الدين

یہ علامہ جمال الدین احمد بن محمد غزنوی حنفی رحمہ اللہ (متوفی ۵۹۳ھ) کی کتاب ہے، مصنف حنفی عالم گزرے ہیں۔ آپ نے مندرجہ ذیل علمی شاہکار چھوڑے:

(۱) الروضة في إختلاف العلماء (۲) المقدمة المختصرة (۳) المقدمة الغزنوية (۴) روضة المتكلمين في أصول الدين.

اس کتاب میں انہوں نے (۱۷۰) فصلیں قائم کی ہیں، اور ہر فصل کے تحت بڑے عام فہم انداز میں انہوں نے اہلسنت کے عقائد کا تذکرہ کیا، خاص طور پر صفات باری تعالیٰ کو تفصیل سے لکھا ہے، اس میں کلام، سمع اور بصر کی وضاحت کی ہے، اسی طرح قرآن کریم اللہ کا کلام ہے اور اس عنوان پر معتزلہ کے ساتھ جو اختلاف ہے اس کا ذکر کیا ہے اور رؤیت باری تعالیٰ کا تذکرہ ہے، علامات قیامت کا ذکر ہے اور جنت اور جہنم اور جنت میں موجود نعمتیں اور جہنم کی سزاؤں کا اس میں تذکرہ ہے، اللہ تعالیٰ کے اسماء کا ذکر کیا، تکوین، تخلیق، ایجاد، احداث، ابداع اور اختراع کا معنی بیان کیا کہ ان سب کا معنی ایک ہی ہے اور وہ ہے شئی کو عدم سے وجود میں لانا۔ نیز عصمتِ انبیاء، تفاضل بین الانبیاء، کراماتِ اولیاء، افعال العباد، سزا و ثواب، قضاء اور قدر کے بارے میں بحث کی، رزق کی تعریف کرنے کے بعد بتایا کہ انسان جو بھی فعل کرتا ہے وہ اللہ کی مشیت، ارادہ، قضاء و قدر سے ہوتا ہے، البتہ اطاعت والے اعمال سے اللہ رب العزت کی رضا حاصل ہوتی ہے۔ آخر میں مصنف نے مسئلہ امامت کو بیان فرمایا، امامت کی

شرائط اور ضوابط کو بیان فرمایا اور اس عنوان کی تحت خلفاء راشدین کی خلافت کا بھی ذکر کیا ہے، یہ دکتور عمر وفیق الداعوق کی تحقیق کے ساتھ ایک جلد میں مکتبہ ''دار البشائر الإسلامیة'' بیروت سے ۱۴۱۹ھ میں طبع ہے۔

۴۵......الإقتصاد فی الإعتقاد فی علم الکلام

یہ علامہ عبدالغنی بن عبدالواحد المقدسی رحمہ اللہ (متوفی ۶۰۰ ھ) کی کتاب ہے۔ مصنف ایک معروف عالم ہیں یہ وہی ہیں جن کی کتاب ''الکمال فی أسماء الرجال'' ہے، امام مزی رحمہ اللہ نے ان کے بعد ''تھذیب الکمال فی أسماء الرجال'' لکھی تھی جو (۳۵) جلدوں میں ہے، اسی کتاب کو سامنے رکھ کر انہوں نے اس کتاب میں تنقیح، تہذیب اور اضافات کیے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک بڑے محدث گزرے ہیں، ان کی مطبوعہ کتابیں درج ذیل ہیں:

(۱) أحادیث الجماعیلی (۲) أحادیث الشعر (۳) أخبار الدجال (۴) اخبار الصلاۃ (۵) الأمر بالمعروف (۶) الترغیب فی الدعاء والحث علیہ (۷) التوحید (۸) التوکل وسوال اللّٰہ عزوجل (۹) الثانی من المصباح فی عیون الصحاح (۱۰) الثانی من فضائل عمر بن الخطاب (۱۱) عمدۃ الأحکام (۱۲) فضائل شھر رمضان (۱۳) مناقب النساء الصحابیات.

انہوں نے ''الإقتصاد فی الإعتقاد'' میں تمام عقائد کو نصوص سے ثابت کیا ہے، اہل سنت کے عقائد پر انہوں نے نصوص ذکر کی ہیں، نصوص کا مطلب یہ ہے کہ اس میں آیات بھی ہیں احادیث بھی ہیں اور جو بھی عقیدہ ہے اس کے لیے آثار بھی ذکر کیے ہیں، اس میں مصنف نے استواء علی العرش، صفت علو، صفت وجہ، اسی طرح صفت یدین، صفت محبت، مشیئت، ارادت، صفت ضحک، صفت عجب وبغض وغیرہ کی تشریح کی،

رؤیتِ باری تعالیٰ کا تذکرہ کیا، اللہ تعالیٰ کے صفت کلام کو ثابت کیا، قضاء وقدر پر ایمان کا تذکرہ کیا، اسراء اور معراج کا تذکرہ کیا، لیلۃ الاسراء میں رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے اللہ کا دیدار کیا یا نہیں؟ اس میں اپنا رجحان دیدار کی طرف ظاہر کیا۔ مصنف ایمان میں کمی اور زیادتی کے قائل ہیں، اس لیے انہوں نے اس میں ایمان کے ارکان اور ایمان میں کمی بیشی کے حوالہ سے گفتگو کی، خروج دجال پھر عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد دجال کے قتل کرنے کا ذکر کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات بیان کیں، نیز خلفاء راشدین کے درمیان فضیلت کے تفاوت کو بیان کیا۔ اس کا حاشیہ بڑا مفید ہے، محشی نے ان تمام روایات کی تخریج کی جو مصنف نے کتاب میں نقل فرمائی ہیں، تمام آثار کی تخریج کی ہے اور اس کا حکم بیان کیا ہے اور جو روایات مصنف سے رہ گئی تھیں ان کا تذکرہ حاشیہ میں کیا ہے، محشی نے زیادہ تر استفادہ علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ کی ''إثبات صفة العلو'' اور امام بیہقی رحمہ اللہ کی ''إثبات عذاب القبر'' علامہ ابن قیم الجوزی رحمہ اللہ کی ''إجتماع الجیوش الإسلامیة'' امام رازی رحمہ اللہ کی ''أساس التقدیس'' علامہ عبدالقاہر بن طاہر البغدادی کی کتاب ''أصول الدین'' اور علامہ ابن زمنین المالکی کی ''أصول السنة'' سے کیا ہے۔ اگر کوئی عقائد کو پڑھنا چاہے نصوص کی روشنی میں کہ اس بارے میں نص کونسی ہے؟ تو اس کتاب کو مطالعہ میں رکھے۔ یہ کتاب احمد بن عطیہ الغامدی کی تحقیق کے ساتھ ''مکتبة العلوم والحکم'' مدینہ منورہ سے ۱۴۱۴ھ میں ایک جلد میں طبع ہے۔

۴۶......أساس التقدیس

یہ ابو عبداللہ محمد بن عمر الملقب فخر الدین الرازی رحمہ اللہ (متوفی ۶۰۶ھ) کی تصنیف ہے۔ امام رازی رحمہ اللہ طبرستان کے شہر ''الرازی'' میں پیدا ہوئے، انہوں نے اپنے

وقت کے بڑے بڑے علماء سے علم حاصل کیا، مختلف علوم وفنون میں مہارت حاصل کی جس کی وجہ سے انہیں غیر معمولی شہرت ملی، چنانچہ علم حاصل کرنے کے لیے دور دراز علاقوں سے ان کی طرف تشنگان علوم نے سفر کیا، امام رازی رحمہ اللہ علم تفسیر، علم الکلام، فلسفہ اور علم الاصول وغیرہ میں امام مانے جاتے تھے۔ ان کی بہت سی تصانیف ہیں جو ان کی وسعت علم کو ظاہر کرتی ہیں۔

امام رازی رحمہ اللہ نے عقائد پر تین کتابیں لکھیں، ایک یہ "**أساس التقديس**" ہے، دوسری "**إعتقادات فرق المسلمين والمشركين**" تیسری "**معالم أصول الدين**" ہے، تینوں کتابیں ان کی طبع ہیں، ان میں سے "**أساس التقديس**" بڑی مفید کتاب ہے، اس کتاب میں کل چار قسمیں ہیں:

القسم الاول، القسم الثانی، القسم الثالث اور القسم الرابع کے الفاظ سے اقسام بیان کی ہیں۔

مصنف نے قسم اول میں اس بات پر دلائل دیئے ہیں کہ اللہ جسم اور مکان سے پاک ہے۔ اس کے تحت مصنف نے چھ (٦) فصلیں بیان کی، پہلی فصل میں دلائل سے تین ضروری مقدمات کو بیان کیا، جن کا جاننا اس قسم میں دیئے گئے دلائل کی معرفت سے پہلے بہت ضروری اور اہم ہے، پھر مصنف نے باقی فصلوں میں اپنے دعوی پر عقلی نقلی دلائل دیئے، جہت اور مکان کے ساتھ اللہ تعالی کو مختص کرنے میں لوگوں کو عقلی شبہ ہوا ہے، مصنف نے اس کی بھی وضاحت کی، مشبہ اور مجسمہ کے عقیدے کی تردید کی ہے۔

دوسری قسم میں اکتیس (۳۱) فصلیں ہیں، ہر فصل کے تحت اللہ کی صفات متشابہات کی تشریح و وضاحت کی ہے، مثلاً اللہ پر لفظِ "نفس" کا اطلاق ہوگا یا نہیں ہوگا؟ اسی طرح اللہ کے لئے لفظِ "صورت" کا اطلاق حدیث میں ہوا ہے تو اس وقت اِس کا کیا معنی

ہوگا؟ تشریح کیا ہے؟ لفظِ ''شخص'' کا اطلاق ذات باری تعالیٰ پر ہوگا یا نہیں؟ اللہ کے لیے لفظِ '' نور '' کا اطلاق ہوا ہے، لفظِ ''حجاب'' اللہ کے لئے استعمال ہوا ہے تو ان سب کی وضاحت کی ہے، اسی طرح قُربِ باری تعالیٰ کی وضاحت کی، جیسے حدیث میں آتا ہے کہ اللہ بندے کا ہاتھ بن جاتا ہے تو اس کی وضاحت کی، اللہ رب العزت کی تجلیات سے کیا مراد ہے؟ اسی طرح اللہ کے لیے لفظِ ''عین'' لفظِ ''ید'' اور لفظِ ''فرح'' استعمال ہوا ہے، ان کی کیا تشریح ہے؟ قرآن میں اسی طرح احادیث میں ایک لفظ ''استھزاء'' استعمال ہوا ہے ''اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ'' استہزاء کا کیا معنی ہے،؟ لفظِ ''ضحک'' اللہ کے لئے حدیث میں آیا ہے کہ اللہ رب العزت نے ضحک فرمایا تو اس کی کیا تشریح ہوگی؟ نیز اس میں ''لَایَسْتَحْیِ'' یا اسم قسم کے الفاظ جو اللہ کے لیے استعمال ہوئے ہیں ان کی وضاحت کی ہے۔ ان اُمور کی وضاحت کے دوران باطل فرقوں کے عقائد کا تذکرہ اور ان کی تردید بھی کی ہے۔

قسم ثالث میں انہوں نے اسلافِ اہلسنت والجماعت کے مذہب کو ثابت کیا ہے، اس میں پانچ فصلیں ہیں جن میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ کیا قرآن میں ایسی آیات بھی ہیں جن کا مفہوم اور جن کی مراد معلوم کرنا ہم پر لازم نہیں؟ اس بارے میں سلف کی آراء کا ذکر کیا، اسی طرح اس بحث کو بھی چھیڑا کہ قرآن محکم ہے یا متشابہ؟ محکم اور متشابہ آیت کے معلوم کرنے کا طریقہ بیان کیا، قسم رابع متشابہات کے حکم کے بارے میں ہیں اور اس میں تین فصلیں ہیں، ان سب کو ملا کر اس کتاب میں (۴۵) فصلیں ہیں۔

کتاب کا عنوان صفاتِ باری تعالیٰ کی وضاحت، متشابہات کی وضاحت اور آیات متشابہات اور احادیث متشابہات کی تشریح ہے، اس کتاب کے پڑھ لینے کے بعد صفات کے مسئلے پر کوئی اشکال نہیں رہتا، عموماً اس طرح کی جو احادیث و روایات ہیں

ان کی بھرپور تشریح کی ہے، اس لئے بعض جگہ یہ کتاب نصاب کا حصہ ہے، ہو سکے تو اس کتاب کو بالاستیعاب مطالعہ کریں، اگر اِسے نصاب کا حصہ بنایا جائے تو فائدہ سے خالی نہ ہوگا، یہ کتاب صفات کے حوالے سے بڑی جامع ہے۔ یہ کتاب مکتبہ "مؤسسة الكتب الثقافية" بیروت سے ایک جلد میں ۱۴۱۵ھ میں طبع ہے۔

۴۷......إعتقادات فرق المسلمين والمشركين

یہ بھی امام رازی رحمہ اللہ (متوفی ٦٠٦ ھ) کی کتاب ہے، امام رازی رحمہ اللہ نے اس کتاب میں مسلمانوں اور مشرکین کے فرقوں کا تذکرہ کیا ہے، اس میں کل دس (۱۰) ابواب ہیں پھر ہر باب کے تحت فصلیں ہیں، مصنف نے پہلے باب میں معتزلہ کے فرقوں کی تشریح کی ہے اور اس کی تین فصلیں ہیں، پہلی فصل میں معتزلہ کے ان عقائد کا ذکر ہے جس پر تمام معتزلی متفق ہیں، دوسری فصل میں معتزلہ کی وجہ تسمیہ اور تیسری فصل میں معتزلہ کے سترہ (۱۷) فرقوں کے نام اور ان کا مختصر تعارف کرایا ہے۔ دوسرے باب میں خوارج کے (۲۱) فرقوں کا ذکر اور ان کا مختصر تعارف ہے، اسی طرح اس کتاب میں روافض کے پندرہ (۱۵) فرقے اور ان پندرہ فرقوں کے ماتحت بننے والے فرقوں کا بھی بیان ہے، اس کے پانچویں باب میں کرامیہ فرقہ کا بیان ہے، چھٹے باب میں فرقہ جبریہ کے عقائد اور اس کے چار (۴) فرقوں کے نام اور مختصر تعارف موجود ہے، ساتویں باب میں مرجیہ کے پانچ (۵) فرقوں کا ذکر ہے، آٹھویں باب میں صوفیہ کے احوال اور ان کی چھ (٦) اقسام کا تذکرہ کیا گیا۔ اسی طرح اس کتاب کے ایک باب میں ان لوگوں کا بھی تذکرہ ہے جو اسلام کا اظہار کرتے ہیں مگر وہ مسلمان نہیں، جیسے باطنیہ اور صباحیہ وغیرہ، نیز اس میں یہود کے چار، نصاریٰ کے پانچ، فرقہ صابی اور فلاسفہ کا ذکر بھی کیا ہے۔ یہ کتاب نہایت مختصر، عام فہم اور آسان

عربی میں ہے۔اگراس کتاب کا اردو ترجمہ ہو جائے تو یہ ایک مفید کام ہوگا کیونکہ اس میں تمام فرقوں کا اجمالی ذکراور ہر فرقہ کا تعارف بھی ہے۔اس کتاب کے پڑھنے سے معلوم ہو جائے گا کہ کون کونسے فرقہ مسلمانوں، مشرکوں، یہود ونصاریٰ میں رہے ہیں، اسی طرح ہندوؤں، صابئیوں اور فلاسفہ میں کون سے فرقے ہیں؟ یہ کتاب علی سامی النشار کی تحقیق کے ساتھ مکتبہ "دار الكتب العلمية" بیروت سے ایک جلد میں طبع ہے۔

۴۸......معالم أصول الدين

یہ بھی امام رازی رحمہ اللہ (متوفی ٦٠٦ ھ) کی کتاب ہے۔مصنف کا اسلوب اس میں یہ ہے کہ اوّلا باب ذکر کرتے ہیں، پھر ہر باب کے تحت "المسئلة الأولى، المسئلة الثانية" کا عنوان لگاتے ہیں،اس باب میں موجود مباحث کو بیان کرتے ہیں،اس میں کل دس (۱۰) ابواب ہیں، پہلے باب میں مصنف نے علم،تصور وتصدیق، قضیہ،مقدماتِ مرکبہ عقلیہ اورنقلیہ کے بارے میں بحث کی ہے،دوسرے باب میں شئ معلوم کے متعلق احکام کا بیان ہے،موجودات اور معدومات کے حوالہ سے بحث کی گئی اور واجب الوجود کی وضاحت کی ہے۔تیسرے باب میں اجسام کے حدوث پر کلام کیا گیا ہے اور فلاسفہ کی تردید کی گئی ہے،اللہ تعالیٰ سے جوہر ہونے کی نفی کی گئی ہے اور اللہ تعالیٰ کو مکان سے پاک ثابت کیا گیا ہے۔چوتھے باب میں علم اور قدرت کی صفت اوراس کے متعلقہ مسائل کا بیان ہوا ہے،فلاسفہ اللہ تعالیٰ کو جزئیات کا جاننے والا نہیں مانتے ان کی تردید کی گئی ہے،اللہ تعالیٰ کی صفتِ کلام پر انبیاء کا اجماع نقل کیا ہے۔پانچویں باب میں بھی اللہ تعالیٰ کی صفات پر بحث کی گئی ہے،اس کے ضمن میں معتزلہ اور فلاسفہ کے عقائد اور نظریات نقل کرنے کے بعدان کی تردید کی گئی ہے۔

چھٹے باب میں جبر، قدر اور بندے کی استطاعت کا ذکر کیا، ان کے ساتھ ساتھ اہل حق واہل باطل کے عقائد بھی بیان کیے۔ ساتویں باب میں نبوت، رسالت اور معجزات کا بیان ہوا، اس حوالے سے اہل سنت والجماعت کے عقائد کا اثبات اور باطل فرقوں کے عقائد کی تردید کی گئی ہے، بالخصوص منکرین معجزات نے تین طریقوں سے معجزات پر طعن کیا، مصنف نے ان کے جوابات دیئے، اولیاء اللہ پر انبیاء کی فضیلت ثابت کی، فرشتے افضل ہیں یا بشر؟ اس مسئلہ کو بیان کرنے کے بعد اپنا مختار مسلک بتایا کہ جنس ملک جنس بشر سے کئی وجوہ کی بناء پر افضل ہیں۔ اسی طرح اس باب میں تمام انبیاء پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت ثابت کی گئی اور یہ بتایا گیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کسی خاص قوم وقبیلہ کی طرف نہیں ہوئی بلکہ تمام مخلوق کی طرف ہوئی ہے۔ آٹھویں باب میں نفوس ناطقہ کے حوالے سے بات کی گئی، فلاسفہ نفس کو جوہر مانتے ہیں، مصنف نے اس باب میں فلاسفہ کے اس قول کی تردید کی، اس میں تناسخ کا بیان ہوا اور تناسخ کے بارے میں اہل سنت کا عقیدہ بیان کیا گیا، اسی طرح اس میں نفوس کے مراتب بیان کیے گئے۔ نویں باب میں احوالِ قیامت کے بارے میں مسائل کا بیان ہے، اس میں جنت، جہنم کے مخلوق ہونے پر دلیل دی گئی، عذاب قبر اور ثواب قبر کو ثابت کیا، قیامت کے دن اعمال کا وزن ہوگا، اس کا مطلب بیان کیا، جہنم اور جنت دائمی ہیں یا نہیں؟ اس بارے میں اہل سنت، معتزلہ اور خوارج کا عقیدہ بیان کیا گیا اور ان دونوں باطل فرقوں کی تردید کی گئی۔

آخری اور دسویں باب میں امامت وخلافت کے متعلق بات کی گئی ہے، اس میں پہلا مسئلہ یہ بیان ہوا کہ امام مقرر کرنا بندوں پر واجب ہے یا اللہ پر؟ یا سرے سے امام مقرر کرنا واجب ہی نہیں؟ اس بارے میں مختلف گروہ کے مختلف رائے کو بیان کیا،

اثنا عشریہ اور شیعہ امامت کے لئے معصوم ہونا شرط قرار دیتے ہیں، مصنف نے ان کی تردید کی، اسی طرح اثنا عشریہ نے یہ دعوی کیا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے حضرت علی رضی اللہ کی امامت پر واضح نص صادر فرمائی جو تاویل کی گنجائش نہیں رکھتی، مصنف نے کئی دلائل سے ان کی تردید کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی امامت اور اس امت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر صدیق کی افضلیت پر سیر حاصل بحث کی، نیز آخر میں صحابہ بالخصوص حضرت طلحہ، حضرت زبیر اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی تعظیم وتکریم پر بحث کی۔ یہ کتاب نہایت عام فہم اور جامع ہے، مصنف نے کتاب کو قرآن وحدیث کے علاوہ عقلی دلائل سے بھی اہل سنت والجماعت کے موقف کو ثابت کیا ہے۔ یہ کتاب طٰہ عبدالرؤف سعد کی تحقیق کے ساتھ مکتبہ "دار الکتب العربی" لبنان سے ایک جلد میں طبع ہے۔

فائدہ: امام رازی رحمہ اللہ کی پر لی کتابوں میں اور اس میں فرق ہے، بعض ساتھی سمجھتے ہیں کہ یہ تکرار ہے حالانکہ تکرار نہیں ہے، امام رازی کی "أساس التقديس" صفاتِ باری تعالیٰ پر تھی، اور "إعتقادات فرق المسلمين والمشركين" میں فرقوں کا تذکرہ ہے، جبکہ "معالم أصول الدين" میں اہلسنت والجماعت کے تمام عقائد کا تذکرہ ہے، اور اس میں بیان ہونے والے عقائد میں اہل باطل کے عقائد اور اُن کی تردید ہے۔ امام غزالی رحمہ اللہ کی "قواعد العقائد" اور "معالم أصول الدين" اور "أساس التقديس" سامنے رکھ کر اگر اِن کا خلاصہ نکالا جائے اور اردو میں عقائد کو جمع کیا جائے تو مبتدی طلبہ اور منتہی طلبہ دونوں کے لیے یکساں مفید ہوگا، اِن کتابوں میں عقائد کی جملہ معلومات کی عام فہم انداز میں تشریح وتوضیح کی گئی ہے۔

۴۹......تنزيه الأنبياء عما نسب إليهم حثالة الأغبياء

یہ ابوالحسن علی بن احمد البستی المعروف بابن خمیر رحمہ اللہ (متوفی ۶۱۴ھ) کی کتاب ہے۔اس کتاب کا خاص موضوع عصمتِ انبیاء ہے،مصنف رحمہ اللہ خود اس کا سبب تالیف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ قرآن کریم میں بعض آیتیں ایسی ہیں جن میں حضرات انبیاء کو عتاب کیا گیا ہے جو کہ عصمتِ انبیاء کی منافی نہیں، مگر کچھ بے وقوف اور غبی لوگوں نے ان آیتوں کی ایسی تشریح کی جس سے انبیاء علیہم السلام کی عصمت مکمل مجروح ہو کر رہ گئی،انبیاء کی عصمت وناموس پر غیرت کرنے والے بعض محتاط طلباء کی رغبت تھی کہ ان آیتوں کی درست تفسیر اور تشریح کی جائے اور یہ واضح کیا جائے کہ ان آیتوں سے انبیاء کے اوصاف، کمالات، ناموس اور منزلت پر کوئی حرف نہیں آتا اور نہ ہی عصمت میں کوئی کمی آتی ہے،تو میں نے ان آیتوں کی تفسیر لکھنے کے لیے استخارہ کیا اور اس کام کے در پے ہوا:

أَمَّـا بَعْدُ فَإِنَّنِي قَدْ اِسْتَخَرْتُ اللَّه تَعَالَى فِيْ إِمْلَاءِ شَرْحِ بَعْضِ آيَاتٍ رَغِبَ فِـي إِمْلَا ئِهَـا بَعْـضُ الـطَّلَبَةِ الـمُحْتَـاطِيْـنَ عَلَى الدِّيْنِ غَيْرَةً مِّنْهُم عَلَى أَعْـرَاضِ الـنَّبِيِّيْنَ لِأَنَّ لَاحَ فِي ضِمْنِهَا بَعْضُ عِتَابِ لَهُمْ فِيْ بَعْضٍ فَقَرَأْتُ لَا تَغُضُّ مِنْ أَقْدَارِهِم وَلَا تَنْقُصُ مِنْ كَمَالِهِم وَلَا تَقْدَحُ فِي عِصْمَتِهِمْ. (1)

مصنف رحمہ اللہ نے بڑے ہی دلچسپ انداز میں یہ کتاب لکھی ہے،اس میں حضرت داؤد علیہ السلام،حضرت سلیمان علیہ السلام،حضرت آدم علیہ السلام،حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم السلام،حضرت عزیر علیہ السلام،حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت یونس علیہ السلام،حضرت ایوب علیہ السلام کی طرف منسوب غلط واقعات کی

(1) تنزيه الأنبياء: ص ۲۳

تردید کی اور قرآن کی وہ آیتیں جن کی باطل پرستوں نے غلط تشریح کرتے ہوئے انبیاء کی عصمت کو للکارا یا وہ روایات جن سے شبہات ہوتے ہیں، اُن کے جوابات دیئے، مثلاً حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں غلط واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ وہ اپنے مکان کی چھت پر چھڑے تو انہوں نے پڑوسی کی بیوی کو نہاتے ہوئے دیکھ لیا (العیاذ باللہ)، اس عورت کی خوبصورتی نے حضرت داؤد علیہ السلام کو تعجب میں ڈالا، حضرت داؤد علیہ السلام کے دل میں اس خاتون کی محبت بیٹھ گئی، جب عورت حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئی تو اس نے اپنے بال کھول کر پورے جسم میں پھیلا دیئے تاکہ اس طرح وہ داؤد علیہ السلام سے پردہ کرلے مگر اس سے حضرت داؤد علیہ السلام کی چاہت اور بڑھ گئی، حضرت داؤد علیہ السلام نے اس خاتون کے پاس اس کے شوہر کے بارے میں معلوم کرنے کے لیے قاصد بھیجا، چنانچہ اس نے اپنے شوہر کا نام بتایا کہ میرے شوہر کا نام اوریا ہے، پھر حضرت داؤد علیہ السلام نے اوریا کو پیغام بھیجا کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دے دیں، مگر اس نے انکار کردیا، حضرت داؤد علیہ السلام کا جب یہ داؤ نہ چلا تو اُسے غزوہ میں نکلنے کا حکم دے دیا اور امیر لشکر کو یہ ہدایت دی کہ وہ اوریا کو غزوہ میں پیش پیش رکھے، چنانچہ امیر لشکر نے کئی مرتبہ ایسا کیا یہاں تک اوریا مارے گئے، جب حضرت داؤد علیہ السلام کو اس کی موت کی خبر پہنچی تو انہوں نے اوریا کی بیوی کے پاس پیغام نکاح بھیجا، اس نے قبول کرلیا اور داؤد علیہ السلام کی اس خاتون سے شادی ہوگئی، اب تک داؤد علیہ السلام کی ننانوے بیویاں تھیں، اس خاتون کے ساتھ سو پوری ہوگئیں۔

اللہ رب العزت نے حضرت داؤد علیہ السلام کو متنبہ کرنے کے لیے ان کے پاس انسانی شکل میں فرشتے بھیجے، وہ داؤد علیہ السلام کے سامنے لڑ پڑے، ان کے بارے میں

داؤد علیہ السلام نے فتوی ایسا دیا جو خود ان کے خلاف جاتا تھا، چنانچہ ان فرشتوں نے حضرت داؤد علیہ السلام سے مخاصمہ کیا اور ایک نے دوسرے کو کہا چلو چلتے ہیں، اس شخص نے خود اپنے نفس پر حکم لگا دیا کہ اس کی سزا کیا ہو، پھر وہ دونوں فرشتے آسمان کی طرف چڑھے، حضرت داؤد علیہ السلام ان کی طرف دیکھتے رہے، وہ سمجھ گئے یہ فرشتے تھے اور ان کی آزمائش کی گئی ہے اور انہوں نے اوریا کے ساتھ غلط کیا۔ جب داؤد علیہ السلام کو اپنی غلطی کا احساس ہوا تو رب سے مغفرت طلب کی، سجدے میں گر پڑے اور اللہ سے توبہ کی۔ یہ واقعہ رطب و یابس نقل کرنے والوں نے "وَهَلْ أَتَاكَ نَبَأُ الْخَصْمِ إِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ" کی تفسیر کے طور پر بیان کیا ہے۔ مصنف نے اس واقع کی تردید کی اور صحیح ضابطہ کے تحت مذکورہ آیت کی بہتر تفسیر کی۔ ظاہر بات ہے کہ اس قسم کا کردار انبیاء کا ہرگز نہیں ہوسکتا، حضرت داؤد علیہ السلام تو اللہ کے جلیل القدر انبیاء میں سے ہیں، نبی اپنی امت کے حق میں ایک حقیقی اور نسبی والد سے زیادہ شفیق ہوا کرتا ہے، تو داؤد علیہ السلام کیونکر اپنی امت کے ساتھ ایسا ناروا سلوک اپنائیں گے۔ یہ غیر مستند اور من گھڑت ہے۔ اسی طرح دوسرے انبیاء کے بارے میں جو واقعات ہیں مصنف نے انہیں بھی روایتاً اور درایتاً غلط ثابت کیا، یہ کتاب عصمت انبیاء کے حوالے سے بہت مفید ہے۔ یہ محمد رضوان الدایۃ کی تحقیق کے ساتھ مکتبہ "دار الفکر المعاصر" لبنان سے ایک جلد میں طبع ہے۔

فائدہ: عصمتِ انبیاء پر اس سے مفید بحث امام رازی رحمہ اللہ نے تفسیر کبیر میں حضرت آدم علیہ السلام کے واقعہ کے تحت کی ہے۔

اس میں حضرت آدم علیہ السلام کو درخت کے قریب جانے سے اللہ نے منع فرمایا تھا، مگر حضرت آدم علیہ السلام چلے گئے، اس موقع پر انہوں نے بڑی مفصل گفتگو کی اور عصمتِ

انبیاء کے نام سے الگ سے بھی اِن کا رسالہ طبع ہے، نیز اس کا اردو ترجمہ بھی طبع ہے، اگر کسی ساتھی کا ذوق ہو اس عنوان کو پڑھنے کا تو امام رازی رحمہ اللہ نے جو تشریح کی ہے وہ اِس کو پڑھ لے اور اگر آپ اختصار سے پڑھنا چاہیں تو اردو میں حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ کی ''معارف القرآن'' میں تفسیر کبیر کی اِس بحث کا خلاصہ ہے، اِسے پڑھ لیا جائے، اسی طرح ''عقائد اسلام'' اور ''مفصل عقائد اہلسنت والجماعت'' کو مطالعہ میں رکھیں۔

۵۰......رسالة فی القران و کلام اللّٰه

یہ ابومحمد موفق الدین عبداللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی (متوفی ۶۲۰ھ) کی تصنیف ہے۔ مصنف ''ابن قدامہ'' کے نام سے مشہور ہیں، آپ مسلک کے اعتبار سے حنبلی عالم ہیں، مصنف بہترین فقیہ، محدث اور متکلم تھے، یہ فلسطین میں جبل نابلس کے قریب جماعیل نامی بستی میں پیدا ہوئے، پھر دمشق گئے، وہاں قرآن پڑھا، اپنے والد، ابوالمکارم بن ہلال اور ابوالمعال بن صابر جیسے اساطین علم سے احادیث پڑھی، پھر اس کے بعد علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ نے اپنے خالا زاد علامہ حافظ عبدالغنی رحمہ اللہ کے ساتھ بغداد کا سفر کیا، وہاں کے علماء سے علم حاصل کرنے کے بعد دوبارہ دمشق چلے آئے، علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ حنبلی مذہب کی حجت مانے جاتے تھے، وہ نہایت زاہد، متقی، متواضع، بااخلاق، کثیر الصیام، کثرت سے قرآن کی تلاوت کرنے والے تھے، علامہ ابن تیمیہ نے ان کی فقاہت کو تسلیم کرتے ہوئے فرمایا ''مَادَخَلَ الشَّامَ بَعْدَالْاَوْزَاعی اَفْقَهُ مِنْ ابْنِ قُدَامَةَ ''یعنی شام میں امام اوزاعی رحمہ اللہ کے بعد ابن قدامہ سے بڑھ کر کوئی فقیہ کوئی نہیں آیا۔

یہ وہی ہیں جنہوں نے ''المغنی'' لکھی ہے جو اس وقت بیس جلدوں میں طبع ہے اور

حنابلہ کے ہاں فقہ میں بڑی معتبر کتاب ہے، آج بھی اگر حنابلہ فتوی دیتے ہیں تو "المغنی" کے مسائل اور جزئیات کو بطورِ حوالہ پیش کرتے ہیں۔اسی طرح ان کی اصول فقہ پر دوسری معروف کتاب "روضة الناظر وجنة المناظر" ہے جو دو جلدوں پر مشتمل ہے،ان کی ایک کتاب "التوابين" کے نام سے ہے،اس میں توبہ کرنے والوں کے واقعات موجود ہیں،اسی طرح ان کی کتاب "الرقة والبكاء" اللہ کے سامنے رونے والوں کے واقعات پر مشتمل ہے،اس میں حضراتِ صحابہ اور سلف میں جو زیادہ رونے والے تھے ان کے واقعات کو ذکر کیا ہے،ان کے علاوہ علامہ ابن قدامہ کی معروف کتابیں "المناظرة في القرآن،عمدة الفقة،المتحابين في الله" ہیں۔

انہوں نے "رسالة في القرآن وكلام الله" میں اس بات کو ثابت کیا قرآن اللہ کا کلام ہے مخلوق نہیں ہے،اس میں علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ نے جہمیہ اور معتزلہ کی تردید کی ہے جو قرآن کے مخلوق ہونے کے قائل تھے۔مصنف اس رسالہ میں قرآن کریم کے کلام اللہ ہونے کو ثابت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

إِنَّ الْقُرْآنَ الْعَظِيْمَ الَّذِىْ هُوَ كَلَامُ اللّٰهِ الْقَدِيْمِ،اَلْمُنَزَّلُ عَلٰى قَلْبِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ،هُوَهٰذَاالْكِتَابُ الْعَزِيْزُالْمُبِيْنُ،اَلْمَكْتُوْبُ فِي الْمَصَاحِفِ، اَلْمَحْفُوْظُ فِي الصُّدُوْرِ،وَهُوَ سُوَرٌمُحْكَمَاتٌ وَآيَاتٌ بَيِّنَاتٌ،وَكَلِمَاتٌ تَامَّاتٌ،مَنْ قَرَأَه فَأَعْرَبَهٗ فَلَهٗ بِكُلِّ حَرْفٍ عَشْرُحَسَنَاتٍ،أَوَّلُهٗ سُوْرَةُ الْفَاتِحَةِ وَآخِرُهُ النَّاسُ. ❶

ترجمہ:قرآن عظیم اللہ کا کلام ہے جو سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے دل پر اتارا گیا، یہ واضح اور زبردست کتاب ہے، جو مصاحف میں مکتوب اور سینوں میں محفوظ ہے اور یہ

---

❶ رسالة في القرآن وكلام الله: ص ۳۰، ۳۱

قرآن محکم سورتوں، واضح آیتوں اور کلمات تامہ پر مشتمل ہے، جو بھی اس کتاب کی قرأت کرے گا تو اُسے ایک حرف پر دس نیکیاں ملیں گی، اس کی پہلی سورت ''فاتحہ'' اور آخری سورت ''الناس'' ہے۔

مصنف نے یہ رسالہ بہت سہل اور سلیس عربی میں تحریر کیا ہے اور اسے خوب قرآنی آیتوں سے مدلل کیا۔ یہ رسالہ یوسف بن محمد السعید کی تحقیق کے ساتھ ایک جلد میں مکتبہ ''دار اطلس الخضراء'' سے ۱۴۲۴ھ میں طبع ہے۔

۵۱......لمعة الإعتقاد

یہ بھی علامہ ابن قدامہ حنبلی رحمہ اللہ (متوفی ۶۲۰ ھ) کا رسالہ ہے، مصنف نے اِس رسالہ میں عقائد کا تذکرہ کیا ہے، خاص طور پر درج ذیل موضوعات کا تذکرہ قدرے تفصیل سے کیا ہے:

(۱) صفاتِ باری تعالیٰ کی تشریح وتوضیح۔

نیز صفات کے متعلق امام احمد بن حنبل، امام محمد بن ادریس الشافعی رحمہما اللہ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ، امام ابوعمر الاوزاعی اور دیگر آئمہ سلف وخلف کے کلام کو نقل کیا ہے۔

(۲) قرآن کریم اللہ کا کلام ہے، اس پر تفصیلی گفتگو کی ہے اور معتزلہ کے اعتراضات کے جوابات دیئے ہیں۔

(۳) رؤیت باری تعالیٰ پر دلائل کا تذکرہ کیا ہے اور معتزلہ کے شبہات کے جوابات ذکر کرئے ہیں۔

(۴) قضا اور قدر کے مسئلہ پر گفتگو ہے۔ اسی طرح ایمان، اسلام اور ایمانیات کتنی چیزیں ہیں ان کا ذکر کیا ہے، جس کے ضمن میں نبوت اور پھر ختم نبوت کا تذکرہ کیا ہے،

یہ مختصر مگر معلومات کے اعتبار سے بہت مفید کتاب ہے، نہایت آسان انداز میں مصنف نے ان مسائل کو حل فرمایا ہے۔ یہ رسالہ مکتبہ ''وزارة الشؤون الإسلامية'' سے (۴۶) صفحات پر طبع ہے۔

۵۲......غاية المرام فی علوم الكلام

یہ ابوالحسن سید الدین علی بن ابی علی آمدی رحمہ اللہ (متوفی ۶۳۱ھ) کی تصنیف ہے۔ علامہ آمدی اصولی عالم تھے، پہلے فقہ حنبلی کے پیروکار رہے، پھر فقہ شافعی کی طرف رجوع کرلیا، انہوں نے اصولِ دین، اصولِ فقہ اور فلسفہ میں خوب مہارت حاصل کی، ایک جمِ غفیر نے علامہ آمدی رحمہ اللہ سے شرفِ تلمذ حاصل کیا۔ ان کی مشہور کتاب ''الإحكام فی أصول الأحكام'' ہے، یہ کتاب اصولِ فقہ پر ہے اور دوسری ان کی مطبوعہ کتاب ''غاية المرام فی علم الكلام'' ہے، ان کے مطبوعہ کتابوں میں یہی دو کتابیں مجھے ملی ہیں، ایک اصول فقہ پر اور دوسری عقائد پر، ان کی '' غاية المرام'' بڑی مفید کتاب ہے۔ مصنف نے اس میں عقائد کے چھ بنیادی مضامین کو بیان فرمایا ہے اور انہوں نے ان مسائل کو ''القانون الأول......القانون الثانی'' کے عنوان سے بیان کیا ہے، کتاب نہ زیادہ لمبی ہے کہ قاری اکتا جائے اور نہ ہی اتنی مختصر کہ مسائل سمجھنے میں کوئی الجھن اور تشنگی رہ جائے، بلکہ کتاب متوسط انداز میں لکھی گئی ہے، جس سے بات واضح ہو کر قاری کو اطمینان مل جاتا ہے۔ مصنف نے ہر قانون کے تحت ''القاعدة الأولى'' اور ''الطرف الأولى'' جیسے عنوان کے ذریعے مسائل کی تفصیل بیان کی ہے، چنانچہ مصنف خود تمہید میں لکھتے ہیں:

وسَمَّيْتُه غَايَةَ الْمُرَامِ فِیْ عِلْمِ الْكَلَامِ وَقَدْ جَعَلْتُه مُشْتَمِلًا عَلٰى ثَمَانِيَةِ قَوَانِيْنَ وضَمَّنْتُهَاعِدَةَ مسَائِلَ قَوَاعِدِ الدِّيْنِ. (۱)

(۱) غاية المرام: ص ۵

ترجمہ: میں نے اس کتاب کا نام ''غاية المرام في علم الكلام'' رکھا اور میں نے اس میں آٹھ قوانین بیان کئے اور اس میں دینی قواعد کے مسائل کو بھی بیان فرمایا۔

مصنف نے ان قوانین میں اللہ رب العزت کے واجب الوجود ہونے کو ثابت کیا، ذاتِ باری تعالیٰ کا وجود، اور اس پر دلائل اور شبہات کے جوابات دیئے، اسی کے ضمن میں اللہ کی صفات کا بیان کیا۔توحید باری تعالیٰ پر تفصیلی گفتگو کی، چونکہ یہ منطق اور فلسفہ میں بھی بڑا مقام رکھتے تھے، اللہ نے بڑی مہارت دی تھی، اس لیے اس میں فلسفیانہ انداز بھی انہوں نے اختیار کیا ہے، اور فلاسفہ کے جوابات بھی دیے ہیں۔

نیز مصنف نے ایک قانون میں آخرت میں دیدار الٰہی ہوگا یا نہیں؟ اس بارے میں عمدہ بحث کی ہے، اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ظاہر کیا اور منکرین رویتِ باری تعالیٰ کی تردید کی، اس طرح اس قانون کے تحت فرقہ مشبہ کے عقائد کی تردید کی اور اہلِ سنت کا عقیدہ بیان کیا کہ ان کے نزدیک اللہ تعالیٰ منفرد ہے، اس کو کسی مخلوق کے ساتھ تشبیہ دینا درست نہیں۔

اسی طرح ایک قانون میں باری تعالیٰ اللہ تعالیٰ کے افعال کون کونسے ہیں اور کن افعال کا اطلاق ذات باری تعالیٰ پر ہوا ہے اور اس کا مطلب اور مفہوم کیا ہے؟ انہیں بیان کیا، پھر آخر میں معتزلہ کے نظریات ذکر کر کے ان کی تردید کی، مسئلہ قضا وقدر کو بھی تفصیل سے لکھا ہے، ساتھ ساتھ امامت کے مسائل کو حل فرمایا، امامت کے باب میں مخالفین کی تردید کی اور اس میں حشر کے مسائل کے علاوہ تناسخ کا مسئلہ بھی بیان فرمایا۔

یہ کتاب حسن محمود عبداللطیف کی تحقیق کے ساتھ مکتبہ ''المجلس الأعلى للشؤن الإسلامية'' قاہرہ سے ایک جلد میں طبع ہے۔

۵۳...... إتباع السنن و إجتناب البدع

یہ امام ضیاء الدین ابوعبداللہ محمد بن عبدالواحد المقدسی رحمہ اللہ (متوفی ۶۴۳ھ) کی تصنیف ہے۔علامہ ضیاء الدین المقدسی رحمہ اللہ کی دیگر تصانیف مندرجہ ذیل ہیں:

(۱)إختصاص القرآن بعوده إلى الرحيم الرحمن (۲)الأمراض أو الطلب النبوی(۳)العدة للكرب و الشدة (۴)الزيادات على كتاب الكبائر(۵)جزء الأوهام فی المشائخ النبل.

ان کے علاوہ بھی مصنف کی دیگر معروف کتابیں طبع ہیں۔اس کتاب کے نام "إتباع السنن و إجتناب البدع" سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کتاب سنتوں کی اتباع اور بدعات سے خود کو بچانے کی ترغیب دینے کے لیے لکھی گئی ہے۔اس کتاب میں انہوں نے سنتوں کی اتباع اور بدعات سے اجتناب پر احادیث وروایات ذکر کیں ہیں، جن احادیث میں سنت کی اتباع کا حکم آیا ہے اور وہ روایات جن میں بدعت سے بچنے کا ذکر آیا وہ اس میں موجود ہیں، تو اگر اس حوالے سے کوئی مواد پڑھنا چاہے تو اس میں روایات اور آثار کا ذخیرہ ہے، اسی طرح اس میں انہوں نے فتنوں کا ذکر کیا، جیسے فتنہ نساء کا ذکر ہے کہ احادیث میں آتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے بڑا فتنہ میری امت کے لئے عورتوں کا فتنہ ہے، مس امراۃ کے فتنہ کا تذکرہ کیا کہ عورت کے چھونے سے انسان کو کیا نقصان ہوتا ہے، اور زنا العینین یعنی آنکھوں کا زنا کونسا ہے؟ ہاتھوں کا زنا کونسا ہے؟ پاؤں کا زنا، دل کا زنا کیا ہے؟ اس کو تفصیل سے بیان کیا، غضِ بصر پر گفتگو کی ہے، نگاہ جھکانے کے کیا فائدے ہیں اور بدنظری کے کیا نقصانات ہیں؟ اس طرح کے مضامین کا تذکرہ کیا ہے اور آخر میں رقص کے متعلق مضمون بیان فرمایا، صوفیاء میں بعض لوگ رقص کرتے ہیں تو کیا یہ رقص ٹھیک ہے یا نہیں؟ وجد میں

آ کر اشعار سن کر رقص کرنا اس کا کیا حکم ہے؟ اسے بیان کیا، اسی طرح جو بدعات رائج ہیں ان روایات کا تذکرہ کیا ہے اور جو مسنون اعمال ہیں ان کی اہمیت بیان کی ہے۔ نیز اس کتاب کے آخر میں چند اشعار بھی ہیں۔ بہر حال سنت کی اتباع اور بدعت کے اجتناب کے لحاظ سے (۷۶) صفات پر مشتمل یہ رسالہ نہایت مفید ہے۔ یہ محمد بدر الدین القہوجی اور محمد الارناؤوط کی تحقیق کے ساتھ مکتبہ "دار ابن کثیر"، دمشق سے طبع ہے۔

۵۴...... جزء فيه ذكر إعتقاد السلف في الحروف والأصوات

یہ امام ابوزکریا محی الدین بن شرف النووی (متوفی ۶۷۶ھ) کا (۷۸) صفحات پر مشتمل ایک رسالہ ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ مشہور شافعی عالم گزرے ہیں، انہوں نے صحیح مسلم کی شرح "المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج" لکھی جو شرح "صحیح مسلم" کے نام سے معروف ہے۔

ان کی دوسری مشہور کتاب "المجموع شرح المهذب" ہے، یہ (۲۶) جلدوں میں طبع ہے، یہ دراصل علامہ شیرازی رحمہ اللہ کی فقہ پر "المهذب" نامی کتاب کی شرح ہے، امام نووی رحمہ اللہ کی ایک کتاب "تهذيب الأسماء واللغات" ہے جس میں صحیح بخاری، صحیح مسلم، موطأ مالک میں موجود راویوں کے ناموں کا ضبط اور احادیث کے مشکل الفاظ کے معانی بھی بیان کیے ہیں، اگر کوئی صحیحین کے راویوں کے نام کو ضبطِ کلمات کے ساتھ پڑھنا چاہے اور مشکل اور غریب الفاظ کے معانی جاننا چاہے تو یہ ایک مفید کتاب ہے۔ ان کی چوتھی کتاب "رياض الصالحين" ہے، یہ درس حدیث کے لیے بڑی مفید کتاب ہے، اگر کوئی احادیث حفظ کرنا چاہے، حدیث کا درس دینا چاہے تو اس کتاب کا انتخاب کر سکتا ہے۔ اسی طرح اصول حدیث پر ان کی ایک کتاب "التقريب و التيسير" ہے، یہ وہی کتاب ہے جس کی شرح علامہ جلال

الدین سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ ھ) نے " تدریب الراوی" کے نام سے لکھی۔
اسی طرح ان کی ایک کتاب "روضة الطالبین" ہے، اس میں انہوں نے فقہ کے مسائل اور جزئیات بیان کی ہیں، ان کے علاوہ علامہ نووی رحمہ اللہ کی "آداب الفتوی والمفتی والمستفتی، الأصول والضوابط ،الإیجاز فی شرح سنن أبی داؤد، التبیان فی آداب حملة القرآن،بستان العارفین" وغیرہ مشہور تصانیف ہیں۔

اگر ان کی سوانح آپ نے پڑھنی ہے تو"المنهاج السوی فی ترجمة الإمام النووی" پڑھیں، اس میں امام نووی رحمہ اللہ کے حالات ہیں، شوافع کی کتابوں میں ان کی تفصیلی حالات ہیں، خاص طور پر "طبقات الشافعية الکبریٰ" میں ان کے تفصیلی حالات مل جائیں گے۔ امام نووی وہ عالم ہے جنہوں نے فہم دین اور اشاعتِ دین کی خاطر شادی نہیں کی، شیخ عبد الفتاح ابوغدہ رحمہ اللہ کی کتاب "العلماء العزاب الذین آثروا العلم علی الزواج" میں جن (۳۵) علماء کا تذکرہ ہے جنہوں نے شادی نہیں کی، ان میں ایک امام نووی رحمہ اللہ بھی ہیں۔ ان کی عمر بڑی کم تھی، یہ ۶۳۱ ہجری میں پیدا ہوئے اور ۶۷۶ ہجری میں انتقال کر گئے، تو کل عمر تقریباً (۴۵) سال بنتی ہے، مگر اس مختصر عرصہ میں اللہ رب العزت نے ان سے دین کا بڑا کام لیا، امام نووی رحمہ اللہ دن میں تیرا (۱۳) درس دیا کرتے تھے اور ان کے ساتھ ساتھ لکھنے کا بھی معمول تھا، شیخ عبد الفتاح ابوغدہ رحمہ اللہ نے "قیمة الزمن عندالعلماء" میں ان کے دروس کا تذکرہ بھی کیا ہے، ان کی عبادت وریاضت، ان کی اکل وشرب کے واقعات کا تذکرہ ہے، بہت مختصر ان کا کھانا پینا ہوتا تھا، سارا وقت عبادت، یا تصنیف وتالیف اور تدریس میں گزرتا تھا۔

امام نووی رحمہ اللہ نے "جزء فیہ ذکر إعتقاد السلف فی الحروف والأصوات" نامی رسالہ میں (۱۷) فصلیں قائم کی ہیں، اس میں انہوں نے تین چیزوں کو تفصیلاً لکھا: (۱) حروف قدیم ہیں یا حادث ہیں؟ اس کو بیان کیا اور اس بارے میں علماء کے آراء کو جمع کیا۔ (۲) محل نزع کیا ہے؟ معتزلہ کے ساتھ اختلاف میں محل نزاع کیا ہے؟ دیکھیں انسان حادث ہے تو انسان کے جو حروف ہیں وہ بھی حادث ہیں، اللہ رب العزت قدیم ہے اللہ کا جو کلام نفسی ہے وہ بھی قدیم ہے۔ (۳) اسی طرح کیا حروف اور اصوات اللہ کے لئے ثابت ہیں یا نہیں؟ اس پر بحث کی ہے۔ انہوں نے قرآن کریم کی عظمت کو بیان کیا ہے کہ جب بھی انسان چھوئے باوضو چھوئے، قرآن کے آداب بیان کیے، قرآن کریم کی تلاوت کے آداب بیان کیے۔ نیز ناپاک چیز سے قرآن کی کتابت کے عدم جواز کو ثابت کیا، برتن میں قرآن کی آیتیں لکھ کر پھر اس پانی سے مریض کو غسل دینا یا پلانا کیسا ہے؟ اس مسئلہ کو بیان فرمایا، قرآن کی صفحات کی حفاظت اور اس کے احترام کو لازم قرار دیا۔ اور کلام اللہ کے مسموع ہونے پر گفتگو کی۔ یہ رسالہ قرآنی آیات، احادیث اور اجماع امت اور سلف کے اقوال سے بھر پور ہے۔ یہ احمد بن علی الدمیاطی رحمہ اللہ کی تحقیق کے ساتھ ایک جلد میں "مکتبۃ لأنصار" سے طبع ہے۔

۵۵......الإیمان

یہ امام تقی الدین ابو العباس احمد بن عبد الحلیم المعروف ابن تیمیہ (متوفی ۷۲۸ھ) کی تصنیف ہے۔ شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ اپنے دور کے بہت بڑے جید عالم گزرے ہیں، انہوں نے بھی دین کی خاطر شادی نہیں کی، ساری عمر انہوں نے دین پر لگائی "علماءِ عزاب" میں یہ بھی شامل ہیں، اللہ نے ان سے بہت کام لیا تھا، علامہ

ابن قیم کا ایک رسالہ ہے "أسماء مؤلفات شیخ الإسلام ابن تیمیة" حافظ ابن قیم رحمہ اللہ علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں، اس رسالہ میں انہوں نے علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے کتابوں کے نام لکھے ہیں، اِن کی دوسو سے زائد چھوٹی بڑی کتابیں اور رسائل بنتے ہیں۔علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا سب سے بڑا کام ان کا "مجموع الفتاویٰ" ہے جو اس وقت ۳۲ جلدوں میں " مکتبہ عبیکان" سے طبع ہے، اس میں ان کے رسالے الگ الگ ہیں، اس میں دیکھا جائے تو تقریباً ایک تہائی سے زیادہ ان کی تصانیف اس میں ہیں، اسی کتاب سے موضوع کو الگ الگ کر کے رسالہ کی صورت میں شائع کیا گیا، اگر کوئی اِس کتاب کا مطالعہ کر لے تو گویا ان کی اکثر تصانیف سے وہ واقف ہو جائے گا، اس طرح ان کی دوسری کتاب "درء تعارض العقل والنقل" ہے، اس میں یہ ثابت کیا گیا ہے عقل اور نقل میں تعارض نہیں ہے، شریعت کے جو احکامات نقل سے ثابت ہوتے ہیں ان کا ثبوت عقل سے بھی ہوتا ہے، ہاں وہ عقلی باتیں جو شریعت کے خلاف ہوں، شریعت کے متصادم ہوں اُنہیں قبول نہیں کیا جائے گا۔اسی طرح "إقتضاء الصراط المستقیم لمخالفة أصحاب الجحیم" بھی ان کی کتاب ہے، اس میں اس بات کی ترغیب دی گئی ہے صراطِ مستقیم کا تقاضہ یہ ہے کہ انسان اس پر چلے جہنمیوں کے راستے سے بچے، اس کا عنوان خاص طور پر سنت کو بیان کرنا، سنت پر چلنا، احادیث پر چلنا، بدعات اور رسم ورواج سے اپنے آپ کو بچانا ہے، اسے بھی آپ مطالعہ میں رکھیں، علمی اعتبار سے بڑی مفید کتاب ہے۔اس طرح ان کی ایک کتاب "الصارم المسلول" ہے، یہ گستاخِ رسول کے حکم اور سزا سے متعلق تفصیلی کتاب ہے۔

ان کی ایک کتاب "العقیدة الواسطیة" ہے، واسط شہر کے قاضی نے ان کے پاس

آ کر درخواست کی کہ وہ عقیدے پر کوئی کتاب لکھیں، تو انہوں نے ان کی فرمائش پر یہ کتاب لکھی۔ زیر تعارف کتاب "اَلإِیمان" میں انہوں نے اسلام اور ایمان میں فرق کی وضاحت کی ہے، ایمان کسے کہتے ہیں، اسلام کسے کہتے ہیں اس کی وضاحت کی، قرآن کریم میں جو ایمان اور اسلام کی آیات ہیں ان کی تشریح کی ہے، جب ایمان اور اسلام نبی علیہ السلام کے کلام میں جمع ہو جائے تو اس کا کیا مطلب بنتا ہے؟ یہ بیان کیا، اگر حدیث پر کوئی اشکال اور کلام ہو تو اسے بیان کیا، ایمان سے متعلق جو احادیث ہیں ان کی وضاحت کی ہے، اسی طرح کفر اور کفر کی اقسام کو بیان کیا، کفر کسے کہتے ہیں، کفر کی اس وقت کونسی اقسام ہیں؟ ان کو بیان کیا، اسی طرح ظلم کا تذکرہ کیا ہے، چونکہ ظلم کا اطلاق شرک پر ہوا ہے، جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْم" اس لیے کونسے ظلم کو شرک کہا جائے گا جو ایمان کے منافی ہے اور کونسا ظلم نہیں کہلاتا؟ اس کی وضاحت کی ہے، اسی طرح شفاعت پر گفتگو کی ہے کہ اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ شفاعت ثابت ہے، اس میں انبیاء علیہم السلام کی شفاعت، اولیاء، صلحاء، اور شہداء کا تذکرہ ہے۔ اسی طرح جن باطل فرقوں نے ایمان و اسلام کے بارے میں قرآن کے آیات سے غلط استدلال کیا ہے ان کے جواب دیے ہیں، فرقہ کرامیہ، جہمیہ، مرجیہ اور روافض کی تردید کی ہیں، معتزلہ نے آیاتِ ایمان سے جو استدلالات کیئے یا جن آیات میں گناہ کبیرہ کا اطلاق ہوا ہے ان سے استدلال کیا کہ گناہ گار ہمیشہ جہنم میں رہیں گے، علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے ان آیات کے جوابات دیئے کہ مرتکب کبیرہ ہمیشہ جہنم میں نہیں ہوگا، یہ کتاب ایمانیات کے لحاظ سے بڑی جامع کتاب ہے، یعنی ایمان کے متعلق اس میں تمام مباحث ہیں، ایمانیات سے متعلق نصوص و آثار سمجھنے کے لئے یہ ایک مفید کتاب ہے، یہ کتاب علامہ ناصر الدین البانی

رحمہ اللہ کی تحقیق کے ساتھ ایک جلد میں ''المکتب الإسلامی'' عمان سے ۱۴۱۶ھ میں طبع ہے۔

۵۶......بيان تلبيس الجهمية في تأسيس بدعهم الكلامية

یہ شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ (متوفی ۷۲۸ھ) کی تالیف ہے، مصنف رحمہ اللہ نے خود اس کتاب کی وجہ تالیف یوں بیان کی ہے:

أما بعد فإني كنت سئلت من مدة طويلة، بعيد سنة تسعين وستمائة عن الآيات والأحاديث الواردة في صفات الله، في فتيا قدمت من حماة، فأحلت السائل على غيري، فذكر أنهم يريدون الجواب مني لا بد، فكتبت الجواب في قعدة بين الظهر والعصر، وذكرت فيه مذهب السلف والأئمة والمبني على الكتاب والسنة، المطابق لفطرة الله التي فطر الناس عليها، ولما يعلم بالأدلة العقلية، التي لا تغليط فيها، وبينت ما يجب من مخالفة الجهمية المعطلة،ومن قابلهم من المشبهة الممثلة، إذ مذهب السلف والأئمة،أن يوصف الله بما وصف به نفسه، وبما وصفه به رسوله من غير تحريف ولا تعطيل، ومن غير تكييف ولا تمثيل.

ترجمہ: میرے پاس حماۃ شہر سے بہت پہلے تقریباً سن ۶۹۰ھ کو ایک استفتاء آیا جس میں مجھ سے ایسے آیات واحادیث کے بارے میں جواب طلب کیا گیا جو اللہ تبارک وتعالی کی صفات پر وارد ہوئی ہیں، میں نے سائل کو دوسرے سے جواب حل کروانے کا کہا تو انہوں نے کہا کہ اہل حماۃ مجھ سے ہی جواب چاہتے ہیں، چنانچہ میں نے ظہر تا عصر ایک ہی مجلس میں جواب لکھ ڈالا اور میں نے اس میں سلف کے مذہب اور آئمہ

اسلام اور قرآن وحدیث پر مبنی معلومات کا ذکر کیا، اسی طرح ایسے عقائد کا بیان کیا جن کی بنیاد فطرۃ اللہ پر ہے اور وہ ایسے دلائل عقلیہ سے معلوم ہیں جن میں کوئی تغلیظ نہیں، میں نے اس میں ایسے مواد بیان کئے جن سے جہمیہ معطلہ اور مشبہ ممثلہ کی مخالفت واجب ہو جاتی ہے، جبکہ مذہب سلف وآئمہ یہ ہے کہ کسی قسم کی تحریف تعطیل، تکییف اور تمثیل کے بغیر ہی اللہ کی صفت یوں بیان کی جائے جیسے اللہ نے خود اپنی صفت بیان فرمائی اور رسول نے بیان فرمائی۔

اس کتاب میں جو جواب مصنف نے تحریر کیا ہے، اس میں بالخصوص جہمیہ کے عقائد، ان کے جوابات، دھوکے، جعلبازی بیان کیں کہ وہ کس طرح لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔

یہ کتاب "**مجمع الملک فهدلطباعة المصحف الشريف**" مکہ مکرمہ سے طبع ہے۔

۵۷......إيضاح الدليل فی قطع حجج أهل التعطيل

یہ امام ابوعبداللہ محمد بن ابراہیم بن سعداللہ بن جماعہ الکنانی رحمہ اللہ (متوفی ۷۳۳ھ) کی تصنیف ہے۔ یہ علامہ ابن جماعہ کے نام سے مشہور ہیں، شافعی المسلک تھے، ان کو تمام علوم میں مہارت حاصل تھی، بالخصوص علم حدیث میں بڑا مقام رکھتے تھے، حماہ میں پیدا ہوئے، قدس میں خطیب اور حکیم مقرر ہوئے۔ پھر مصر، شام وغیرہ میں قاضی بنے۔ آپ کی مشہور تصانیف "**الأحاديث التساعية، المنهل الروی فی مختصر علوم الحديث النبوی، تحرير الأحكام فی تدبير أهل الإسلام، تنقيح المناظرة فی تصحيح المخابرة، كشف المعانی فی المتشابة من المثانی**" ہیں۔

زیر تعارف کتاب میں ان کا مقصود معطلہ فرقہ کی تردید ہے، اس میں ان کے دلائل کا

رد لکھا ہے، اسی طرح مجسمہ اور مشبہ کی تردید ہے۔ دیکھیں افراط، تفریط دو چیزیں ہیں، ایک فرقہ اس طرف گیا کہ اللہ کی صفات بندوں کے مشابہ ہیں، یہ افراط ہے۔ دوسرا فرقہ اس طرف گیا کہ اللہ کی کوئی صفات نہیں، انہوں اللہ کو معاذ اللہ بالکل بیکار کر دیا کہ کائنات میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ اپنے آپ ہو رہا ہے، انسان اپنے افعال کا خود خالق ہے، یہ تفریط ہے۔ ان میں سے پہلا فرقہ مجسمہ اور دوسرا معطلہ ہے، مصنف نے ان دونوں فرقوں کی تردید کی اور اللہ تعالیٰ کے لیے صفات کو مایلیق بشانہ ثابت کیا۔ اس میں مصنف نے اللہ تعالیٰ کی صفات پر احادیث سے دلائل دیئے اور انہوں نے "الحدیث الأول ،الحدیث الثاني،الحدیث الثالث" کے الفاظ سے ان احادیث کو بیان کیا جن میں اللہ تعالیٰ کے لیے صورت ،قدم ،ید اور وجہ کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں، پھر مصنف نے ان الفاظ کی عمدہ تشریح کرتے ہوئے فرقِ باطلہ کی غلطی کا ازالہ کیا اور ان کے شبہات کے جوابات دیئے، اللہ تعالیٰ کی صفات پر مصنف نے اکیس احادیث نقل کرنے کے بعد "القسم الثالث " کا عنوان باندھ کر اُن روایات کو نقل کیا جنہیں زنادقہ اور اہلِ بدعت نے سادہ لوح لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے گھڑ لی ہیں، اُن احادیث کی تعداد چھتیس (۳۶) ہے، مصنف نے ان پر محدثانہ انداز میں کلام کیا، سند و متن اور طرق میں جو کمزوری اور علل تھی اُسے بیان کیا اور اِن روایات سے باطل فرقوں نے جو استدلالات کیے تھے اُن کا تسلی بخش جواب دیا۔

دیکھیں باطل فرقوں کے جوابات دینا مشکل کام ہوتا ہے، نفس عقائد لکھ لینا، کسی موضوع کا مواد جمع کر دینا آسان ہوتا ہے، مگر باطل فرقوں کے شبہات کا جواب دینا مشکل کام ہوتا ہے، انہوں نے اس مشکل کام کو حل کیا ہے، لہٰذا اگر کوئی صفات کے بارے میں

ہونے والے اشکالات کے لیے مصنف کی اس کتاب کو پڑھے تو انشاءاللہ فائدہ ہوگا۔ یہ کتاب وہبی سلیمان غاوجی کی تعلیق وتحقیق کے ساتھ ایک جلد میں ''دار السلام للطباعة والنشر'' مصر سے ۱۴۱۰ھ میں طبع ہے۔

۵۸...... التمسک بالسنن والتحذیر من البدع

یہ علامہ شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن احمد الذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) کی تصنیف ہے۔ امام ذہبی رحمہ اللہ اپنے دور کے مشہور عالم اور محدث گزرے ہیں، اللہ رب العزت نے انہیں حدیث میں بڑا مقام دیا تھا اور انہوں نے حدیث کی بڑی خدمت کی ہے، رجال پر بڑا کام کیا، ان کی تصنیفی خدمات میں ''تاریخ الإسلام ووفیات المشاهیر والأعلام'' کا ذکر ملتا ہے، یہ کتاب (۳۶) جلدوں میں طبع ہے، امام ذہبی کے عقائد پر دو کتابیں اور ہیں (۱) ''العرش'' (۲) ''العلو للعلی الغفار'' ہے، ان کا تذکرہ ان شاءاللہ آگے آئے گا۔

امام ذہبی رحمہ اللہ کے بارے میں حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ ایک جملہ نقل کرتے ہیں:

لَوْ أُقِيمَ عَلَى أَكَمَةٍ وَالرُّوَاةُ بَيْنَ يَدَيْهِ يَعْرِفُ كُلًّا مِنْهُمْ بِأَسْمَائِهِمْ وَأَسْمَاءَ آبَائِهِمْ. (۱)

ترجمہ: اگر ان کو ایک ٹیلے پر کھڑا کردو اور روات کو ان کے سامنے کھڑا کردو تو یہ ان میں سے ہر ایک کو پہچان لیں گے ان کے اور اُن کے آباء واجداد کے ناموں کے ساتھ۔

اللہ تعالیٰ نے ایسا حافظہ اور ذہانت عطا کی تھی کہ سارے راوی ایک میدان میں کھڑے

(۱) فیض الباری: ج ۱ ص ۲۶۳

ہوں اور امام ذہبی رحمہ اللہ کو ایک ٹیلہ پر کھڑا کر دو تو یہ بتا دیں گے کہ یہ فلاں راوی ہے، اس کا فلاں نام ہے، باپ کا نام فلاں ہے، دادا کا نام فلاں ہے، اس کے بارے میں اہل علم کی یہ آراء ہیں، ان کی کنیت، لقب، سن وفات سب کچھ انہیں معلوم ہے، امام ذہبی رحمہ اللہ تو اسم بمسمیٰ تھا، ذہب کا معنی ہے سونا، کمال بھی اللہ نے سونے جیسا عطا کیا تھا، اگر کسی کو ان کی سوانح پڑھنی ہے تو وہ "طبقات الشافعية الكبرىٰ" دیکھ لے، یہ علامہ تاج الدین سبکی رحمہ اللہ کی کتاب ہے۔ واضح رہے امام ذہبی رحمہ اللہ نے اشاعرہ اور حنابلہ کا تذکرہ اچھے الفاظ میں نہیں کیا، خاص طور پر امام ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ کا، اس لئے علامہ تاج الدین سبکی رحمہ اللہ ان کے ترجمہ میں ذرا ناراضگی کا اظہار کرتے ہیں، اگرچہ علامہ تاج الدین سبکی رحمہ اللہ اِن کے شاگرد ہیں، وہ کہتے ہیں کہ حق بات کی اتباع کرنا ضروری ہے۔

زیرِ تعارف کتاب "التمسک بالسنن و التحذير من البدع" میں امام ذہبی نے کل دو ابواب بیان کیے، پہلے باب میں بدعات کو پانچ احکام یعنی حرام، مکروہ، مباح، مستحب اور واجب کی طرف تقسیم کیا۔ اس کے ضمن میں امام ذہبی رحمہ اللہ نے بدعت کے بارے میں علماء سلف کے اقوال، بدعت کی اقسام کا ذکر کیا، نیز اہل باطل کے بدعات اور ان کے باطل استدلالات کی تردید کی۔ "كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ" کی عمدہ تشریح کی۔ دوسرے باب میں لغوی اعتبار سے لفظِ سنت کی تقسیم کی اور اس کی دو قسمیں بیان کیں: (۱) سنت حسنہ (۲) سنت سیئہ۔

اس کتاب میں امام ذہبی رحمہ اللہ نے سنت حسنہ کی ترغیب اور بدعت قبیحہ کی مذمت میں احادیث اور روایات کو ذکر کیا ہے، جس سے امام ذہبی رحمہ اللہ کی محدثانہ شان واضح ہوتی ہے اور ساتھ ساتھ امام ذہبی رحمہ اللہ نے امتِ محمدیہ کی خصوصیات اور دیگر

امتوں سے امتیازات کا تذکرہ بھی کیا۔ یہ کتاب محمد باکریم محمد باعبداللہ کی تحقیق کے ساتھ "الجامعة الإسلامية" مدینہ منورہ سے ایک جلد میں طبع ہے۔

۵۹...... العرش

یہ بھی امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) کی تصنیف ہے۔ اس کتاب میں امام ذہبی رحمہ اللہ نے عرش پر جو آیات واحادیث اور روایات ہیں اُنہیں ذکر کیا ہے۔

اس کتاب کی دو جلدیں ہیں، مصنف نے اسے ابواب اور فصلوں کی ترتیب پر لکھا ہے، پہلی جلد میں تین ابواب ہیں، پھر ان کے ذیل میں متعدد فصلیں ہیں، اس میں مصنف نے اللہ تعالیٰ کے اسماء اور صفات کے بارے میں لوگوں کے اقوال اہل سنت والجماعت کا عقیدہ اور ان کی تعریف واضح کی ہے، مصنف نے معطلہ اور مشبہ کے اقوال اور ان کی اقسام کا ذکر کیا، اس طرح اس میں استواء علی العرش اور صفتِ علو پر قرآنی آیات، احادیث وروایات کی سلف کے اقوال کی روشنی میں عمدہ تشریح کی، اہل باطل نے ان آیتوں اور احادیث کی جو غلط تشریح کی اس کا ازالہ کیا، عرش کا معنی ومفہوم، عرش کے بارے میں بزرگوں کے اقوال، عرش کی خصوصیات، عرش کی خلقت وکیفیت کو تفصیل سے بیان کیا، کرسی اور عرش کے حاملین پر کلام کیا۔ دوسری جلد میں استواء علی العرش کے ثبوت پر قرآن، احادیث، اقوالِ صحابہ اور اقوالِ تابعین سے دلائل بیان کئے ہیں۔ یہ مسئلہ استواء علی العرش پر بہت عمدہ کتاب ہے، لہٰذا اس کتاب کا مطالعہ کر لینا چاہیے، مسئلہ مذکورہ کے بارے میں بیش بہاں معلومات کا خزینہ ہے۔ یہ کتاب محمد بن خلیفہ کی تحقیق کے ساتھ دو جلدوں میں مکتبہ "عمادة البحث العلمي" سعودیہ سے ۱۴۲۴ھ میں طبع ہے۔

۶۰ ...... العلو لعلی الغفار

یہ بھی امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) کی کتاب ہے، اس کتاب کا نام امام ذہبی نے ''العلو'' رکھا علو کہتے ہیں بلندی کو، یعنی اللہ رب العزت کی ذات کے لئے بلندی ہے، اللہ تعالی کے لئے (معاذ اللہ) پستی کو، یا سفل کو، نیچے ہونے کو ثابت کرنا جائز نہیں۔اس کتاب کے مقدمہ میں مصنف رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَمَّـا بَـعْـدُ فَإِنِّي كُنْتُ فِيْ سَنَةِ إِحْدَى وَتِسْعِيْنَ وسِتُّمَائَةٍ جَمَعْتُ أَحَادِيثَ وَآثارًا فِي مَسْأَلَةِ الْعُلُوِّ وفَاتَنِي الْكَلَامُ عَلَى بَعْضِهَا وَلَمْ أَسْتَوْعِبْ مَاوَرَدَ فِي ذَلِک فَذَيَّلْتُ عَلَى ذَلِک مُؤَلَّفًا. ❶

ترجمہ:۶۹۱ھ میں میں نے صفت علو کے مسئلہ میں احادیث اور آثار جمع کئے تھے اور بعض آثار وروایات پر میں کلام نہ کرسکا اور اس مسئلہ میں جو کچھ وارد روایات ہیں ان سب کا استیعاب نہ کرسکا، اب میں نے اس پر مزید اضافہ کا ارادہ کیا ہے۔

مصنف کے اس جملہ سے واضح ہے کہ انہوں نے مسئلہ علو کو بہت تفصیل اور بسط کے ساتھ بیان کیا ہے، مصنف نے علو کے بارے میں نازل ہونے والی روایات اور احادیث کو نمبر وار بیان فرمایا، اسی کتاب میں معراج کے متعلق احادیث بیان کی ہیں، معراج کی رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوا یا نہیں؟ اس بارے میں علماء کا اختلاف بیان کیا، فرقہ جہمیہ، استواء علی العرش، علو اور کرسی کے منکر ہیں، اس فرقے کے ظہور کے وقت آئمہ نے جو باتیں کیں انہیں بالسند نقل کیا اور ساتھ ساتھ ہر امام کا نام بھی ذکر کیا۔

یہ کتاب ابو محمد اشرف بن عبد المقصود کی تحقیق کے ساتھ ''مکتبة أضواء السلف''

❶ العلو لعلی الغفار: ص۷

ریاض سے ایک جلد میں ۱۴۱٦ھ میں طبع ہے۔

١٦......المنتقى من منهاج الإعتدال فى نقص كلام أهل الرفض والإعتزال

یہ بھی امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) کی کتاب ہے، امام ذہبی رحمہ اللہ کی یہ کتاب علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی کتاب "منهاج السنة النبوية فى نقض شيعة القدرية" کا اختصار ہے۔ خود امام ذہبی فرماتے ہیں:

أَمَّابَعْدُ!فَهٰذِهِ فَوَائِدُ وَنَفَائِسُ اِخْتَرْتُهَامِنْ كِتَابِ مِنْهَاجِ الْإِعْتِدَالِ فِي نَقْضِ كَلَامِ أَهْلِ الرِّفْضِ وَالْإِعْتِزَالِ تَالِيفِ شَيْخِنَاالْإِمَامِ الْعَالِمِ أَبِي الْعَبَّاسِ أَحْمَدِ بْنِ تَيْمِيَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ. (1)

یہ کتاب ان فوائد اور نکات پر مشتمل ہیں جنہیں میں نے ہمارے شیخ امام احمد بن تیمیہ رحمہ اللہ کی کتاب سے لیا ہے۔

امام ذہبی کا یہ جملہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ ان کی "المنتقى" امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی کتاب کا اختصار ہے۔

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی کتاب "منهاج السنه" کا تعارف مختصر عرض کرتا ہوں، علامہ ابن تیمیہ کے دور میں ایک رافضی شیعہ تھا، ابن المطہر حلی کے نام سے معروف تھا، اس نے ایک کتاب "منهاج الكرامة فى معرفة الإمامة" کے نام سے لکھی، علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اِس کا رد لکھا، ابن المطہر حلی نے اس کتاب کے اندر عقیدہ امامت کو ثابت کیا اور ان کے ہاں جو نظریہ ہے ائمہ کے معصوم ہونے کا اُس کا تذکرہ کیا اور خلافت کا تذکرہ کیا کہ خلیفہ بلا فصل معاذ اللہ! حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ

(1) المنتقى من منهاج الاعتدال : ص۱۷

عنہ ہیں، نیز حضرت ابوبکر صدیق کی خلافت کا انکار کیا۔اس میں روافض کے عقائد کا تذکرہ ہے، اب ضرورت تھی کہ کوئی ایسا عالم ہو جو قرآن اور حدیث پر بھی عبور رکھتا ہو، روافض کی کتابوں سے بھی واقف ہو، عقل ونقل دونوں کا جامع ہو جو اس کتاب کا رد لکھے ،اللہ تعالی نے یہ کام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے لیا ،انہوں نے چار جلدوں میں ''**منهاج السنة النبوية في نقض كلام الشيعة القدرية**'' کے نام سے رد لکھا،اس کی مقبولیت کا اندازہ آپ اس سے لگا سکتے ہیں کہ علماء نے اس کے بارے میں لکھا ہے کہ اس جیسی کتاب آج تک نہیں لکھی گئی ، یعنی اس جیسی کتاب روافض کی تردید پر ابتدائی صدیوں میں نہیں لکھی گئی، اِس کتاب کا کوئی مثل نہیں، اس لئے امام ذہبی رحمہ اللہ جیسا ناقدفن کو بھی اسے منتخب کرنے کی ضرورت پیش آئی ، اگر کوئی ساتھی شیعیت کی رد پر پڑھنا چاہتا ہے تو اس میں بڑے ٹھوس دلائل ہیں، انہوں نے بڑے مضبوط دلائل کے ساتھ ان کا رد کیا، ان کی اپنی کتابوں اور ان کے اپنے ائمہ کے اقوال سے کیا، اور صحیح خلافت کا تذکرہ کیا ، خاص طور پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا تذکرہ دلائل کے ساتھ کیا ہے۔

''**المنتقى**'' میں امام ذہبی رحمہ اللہ نے چھ(٦) فصلیں بیان کی ہیں، اس کتاب میں خصوصیت کے ساتھ مسئلہ امامت میں رافضیوں اور شیعوں کے خلاف دلائل دیئے گئے ہیں، اوّلا امامت کے بارے میں مذاہب کو نقل کیا، امامت علی رضی اللہ عنہ کی بحث کو چھیڑا، شیعوں کا مشہور عقیدہ ہے کہ بارہ آئمہ معصوم ہیں، اور ایک امام اِس وقت غار میں ہے، اس عقیدہ کی خوب خبر لی، اسی طرح اس میں حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہم کی امامت وخلافت کے بارے میں شیعوں نے جو خرافات اور غلط استدلالات کئے ہیں ان کی تردید کی ، نیز کتاب کی آخری فصل میں

بہت عمدہ اور اچھے انداز سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی امامت پر دلائل اور مضبوط حجتیں بیان کی ہیں۔امام ذہبی کی یہ کتاب محبّ الدین الخطیب کی تحقیق کے ساتھ ساتھ ایک جلد میں طبع ہے۔

فائدہ: اور اگر کوئی ساتھی ”المنتقی“ کا ترجمہ پڑھنا چاہے تو اس کا ترجمہ جناب پروفیسر غلام حریری صاحب نے کیا ہے جو ایک جلد میں طبع ہے۔ان کی ایک کتاب ”تاریخ تفسیر اور مفسرین“ ہے جو ”التفسیر والمفسرون“ کی تلخیص ہے،اسی طرح انہوں نے امام ابن حزم رحمہ اللہ کی ”المحلّٰی“ کا بھی ترجمہ کیا ہے۔اگر زیر تعارف کتاب کا ترجمہ پڑھ لیا جائے تو فائدہ ہوگا،روافض کے عقائد کا بھی پتہ چلے گا اور یہ بھی پتہ چلے گا کہ بڑے بڑے محدثین نے روافض کے رد میں کیا کچھ لکھا ہے، یہ کہنا کہ روافض کا رد آج کے دور کا کام ہے درست نہیں، یہ کام آج سے نہیں ابتداء سے ہے، جب سے روافض کا فتنہ پیدا ہوا ہے اس وقت سے لیکر علماء آج تک روافض کے رد میں لکھتے رہے ہیں، دراصل المیہ ہے کہ ہم لوگ مطالعہ نہیں کرتے اور کہہ دیتے ہیں کہ کسی نے نہیں لکھا، حالانکہ ہر دور کے محققین علماء نے اِس فتنے کی تردید کی ہے۔

۶۲ ......الروح فی الکلام علی أرواح الأموات والأحیاء بالدلائل من الکتاب والسنة

یہ محمد بن ابی بکر المعروف بابن القیم رحمہ اللہ (متوفی ۷۵۱ھ) کی تصنیف ہے۔علامہ ابن قیم رحمہ اللہ علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں، حافظ ابن القیم رحمہ اللہ دمشق میں پیدا ہوئے اور وہیں انہوں نے وفات پائی ، یہ علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے علوم وافکار کے ترجمان تھے،اور اِن کے ساتھ قید وبند کی صعوبتیں جھیلتے رہے ہیں، حافظ ابن القیم رحمہ اللہ بہت اچھے اخلاق کے مالک اور لوگوں کے محبوب تھے،انہیں کتابوں

سے عشق کے درجہ میں لگاؤ تھا،اور بہت سے اہم عنوانات پر جامع انداز میں منقح مواد جمع کیا، اِن کی تصانیف میں درج ذیل کتابیں معروف ہیں:

(۱)إجتماع الجيوش الإسلامية (۲)أحكام أهل الذمة (۳)أسماء مولفات شيخ الاسلام ابن تيمية (۴)أعلام المؤقعين عن رب العالمين(۵)التبيان فی أقسام القرآن (۶)الأمثال فی القرآن (۷)بدائع الفوائد (۸)صفات المنافقين (۹)الجواب الكافی لمن سائل عن الدواء الشافعی (۱۰)الطب النبوی.

ان کے علاوہ بھی ان کی بہت سی کتابیں طبع ہوچکی ہیں۔

مصنف نے زیرِتعارف کتاب میں تقریباً ایک سوانتالیس (۱۳۹)فصلیں قائم کی ہیں، ان کی اس کتاب کا عنوان ''الروح'' ہے،اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں روح سے متعلق چیزیں ہیں، البتہ اس میں انہوں نے عقائد کا تذکرہ بھی ضمناً کیا ہے، خاص طور پر عذاب قبر کا تذکرہ، عذاب قبر کے منکرین کا تذکرہ، روح کی کیفیت ، روح کا جسم کے ساتھ تعلق، موت سے پرلے اور موت کے بعد کیسے ہوتا ہے؟ اس کی وضاحت کی ہے، انسانی روح کا جسم کے ساتھ ایک تعلق وہ ہے جو ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے، چار مہینے کے بعد بچے میں روح آجاتی ہے، تو ایک روح کا وہ تعلق ہے جو ماں کے پیٹ میں ہو۔ نمبر دو روح کا وہ تعلق ہے جو دنیا میں آنے کے بعد ہے۔ نمبر تین روح کا تعلق جسم سے جب انسان سویا ہوا ہو۔ قرآن کریم میں ہے:

﴿اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْأَنْفُسَ حِينَ مَوْتِهَاوَالَّتِي لَمْ تَمُتْ فِي مَنَامِهَا﴾(الزمر: ۴۲)

ترجمہ: اللہ تمام روح کو ان کی موت کے وقت قبض کر لیتا ہے، اور جن کو ابھی موت نہیں آئی ہوتی، ان کو بھی ان کی نیند کی حالت میں (قبض کر لیتا ہے،)

مطلب یہ ہے کہ نیند میں اللہ روح کو لے لیتا ہے، البتہ جس کو زندگی دینی ہو اللہ اس کی روح کو چھوڑ دیتا ہے، جس کو نہ دینی ہو تو اللہ تعالیٰ اُس کی روح کو اپنے پاس روکے رکھتا ہے، تو نیند میں بھی روح کا جسم سے تعلق ہوتا ہے، اسی وجہ سے انسان کروٹیں بھی بدلتا ہے، اس کا کھانا بھی ہضم ہو رہا ہوتا ہے اور اس کی سانس بھی چل رہی ہوتی ہے۔

چوتھا روح کا جسم سے تعلق ہوتا ہے موت کے بعد قبر میں، روح کا جسم سے موت کے بعد جو تعلق ہوگا اُسے کہتے "نوع من الحیاۃ" یعنی حیات کی ایک قسم، اس تعلق کی وجہ سے ہی انسان قبر میں عذاب وراحت کو محسوس کرتا ہے۔

پانچواں روح کا تعلق ہوگا محشر کے میدان میں جب اللہ انسان کو دوبارہ کھڑا کرے گا، تو جسم کے ساتھ روح کا تعلق ہوگا، روح کے جسم کے ساتھ تعلق کی یہ پانچ قسمیں علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے اپنی اِس کتاب میں نقل کی ہیں۔ ❶

دنیا میں انسان کا جسم غالب ہے روح مغلوب ہے اور نیند کے اندر انسان کی روح غالب ہے اور جسم مغلوب ہے، اور چونکہ قبر کی زندگی کی مشابہت نیند کے ساتھ زیادہ ہے، اس لئے وہاں بھی روح غالب ہے جسم مغلوب ہے اور محشر کے میدان میں دونوں غالب ہوں گے، روح بھی مکمل غالب ہوگی، جسم بھی مکمل غالب ہوگا، اگر یہ وضاحت سمجھ آئے تو سارے اشکالات ختم ہو جائیں گے، دنیا میں انسان کا جسم غالب ہے روح مغلوب ہے، اس لئے جو تکلیف ہوتی ہے پر لے جسم کو ہوتی ہے اور اس کے واسطے سے روح کو پرنچتی ہے، نیند میں انسان کی روح غالب ہے اور جسم مغلوب ہے، اسی طرح موت کے بعد قبر میں بھی، اِس وجہ سے نیند کو موت سے تشبیہ دی جاتی ہے، ہم دعا پڑھتے ہیں:

---

❶ کتاب الروح: ص ۴۳، ۴۴

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْہِ النُّشُوْرِ. ❶

ترجمہ: تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے جس نے ہمیں موت دینے کے بعد اٹھایا۔

جوانسان سو کے اٹھتا ہے وہ کہتا ہے کہ اللہ نے مجھے موت کے بعد زندگی دی، حالانکہ وہ مرا تو نہیں ہے سویا ہوا ہے، لیکن اس میں سونے کو تشبیہ دی گئی ہے موت سے۔

اس طرح جب آدمی سوتا ہے تو دعا پڑھتا ہے:

اَللّٰھُمَّ بِأَسْمِکَ اَمُوْتُ وَاَحْیَا. ❷

ترجمہ: اے ہمارے اللہ ہم آپ کا نام لے کر مرتے اور آپ کا نام لے کر جیتے ہیں۔

یہ دعا پڑھنے والا بولتا ہے کہ میں مر رہا ہوں حالانکہ مرتو نہیں رہا وہ تو سو رہا ہے، یہاں بھی سونے کو تعبیر کیا مرنے سے، تو گویا نیند بمنزلہ موت کے ہے، اس لئے قبر کی ساری باتوں کو سمجھنا ہو تو نیند سے سمجھیں، اگر کوئی کہے ہم نے قبر کھولی اور قبر میں تو فلاں کو عذاب نہیں ہو رہا تھا، ہمیں تو نظر نہیں آ رہا تھا، تو اس سے کہا جائے جیسے ایک آدمی سویا ہوا ہوتا ہے، خواب کے اندر اُسے راحت محسوس ہوتی ہے، لذت محسوس ہوتی ہے، خواب میں اُسے سزا دی جاتی ہے، قتل کیا جاتا ہے لیکن ساتھ والے کو پتہ نہیں چلتا، حالانکہ اس کو راحت اور لذت اور تکلیف ہوتی ہے، اسی طرح اگر آپ نے قبر کھولی آپ کو نظر نہیں آیا، لیکن اس کو راحت اور عذاب ہو رہا ہے، یہ حیات محسوس نہیں ہے کہ جس کا ہمیں حسی آنکھوں سے شعور ہو اسی لئے قرآن نے پرلے ہی شہداء کی حیات کے متعلق فرمایا:

﴿وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَكِنْ لَا

❶ صحیح البخاری: کتاب الدعوات، باب مایقول إذانام، رقم الحدیث: ۶۳۱۲

❷ صحیح البخاری: کتاب الدعوات، باب وضع الیدالیمنی تحت خدلأیمن، رقم الحدیث: ۶۳۱۴

تَشۡعُرُوۡنَ﴾(البقرة: ۱۵۴)

اس آیت میں ہے کہ شہید زندہ ہے، مگر تمہیں شعور نہیں، شعور کا تعلق حواس سے ہے، یعنی تمہیں آنکھوں سے وہ مردہ نظر آئے گا، کانوں سے تم اس کی آواز نہیں سن سکو گے، ہاتھوں سے چھوؤ گے تو بظاہر جسم میں حرکت نہیں ہوگی، شعور یہ کہے گا کہ مردہ ہے، لیکن ہمارا ایمان شعور پر نہیں، وحی پر ہے اور وحی سے معلوم ہوتا ہے کہ زندہ ہے، اس لیے ہمارا ایمان ہے کہ شہید زندہ ہے۔ بہر حال دنیا میں جسم غالب ہے اور موت کے بعد انسان کی روح غالب ہوگی، اب جسم بلے ریزا، ریزا ہو جائے، جل جائے، سمندر میں ڈوب جائے، کوئی جانور اُس کو کھالے، جہاں بھی اس کے ذرات ہوں گے روح غالب ہوگی، روح پر موت نہیں آتی، روح صرف جسم سے نکل کر عالم بالا میں چلی جاتی ہے، نیکوکار ہے تو علیین میں، گنہگار ہے تو سجین میں، تو روح پر موت نہیں آتی، روح صرف جسم سے نکل جاتی ہے، موت کہتے ہیں "إنقطاع الروح عن الجسد" کو، یعنی روح کا جسم سے منقطع ہونا، موت میں روح کا جسم سے تعلق منقطع ہوتا ہے اور قبر میں روح کا دوبارہ جسم کے ساتھ تعلق قائم ہو جاتا ہے، اس وجہ سے وہ عذاب اور ثواب دونوں کو محسوس کرتا ہے، اس لئے قبر کی کوئی بھی بات ہو اس کو نیند کے ساتھ سمجھیں گے تو سمجھنا آسان ہو جائے گا، اسی لیے شارع نے بھی نیند کو تشبیہ موت کے ساتھ دی ہے، بہر حال پھر جب انسان دوبارہ اٹھے گا تو اس میں روح اور جسم دونوں غالب ہوں گے، یہ ساری تفصیلات علامہ ابن قیم رحمہ اللہ کی "کتاب الروح" میں موجود ہیں۔ ❶

مرنے کے بعد ارواح کا آپس میں ملاقات، ایصال ثواب کے ذریعے مردوں کو نفع پہنچنا، عذاب قبر، عالم برزخ، منکر نکیر کے بارے میں معلومات فراہم کی ہیں، عذاب

❶ کتاب الروح: ص ۴۳ تا ۴۶

وراحت روح اور جسم دونوں کو ہوتا ہے یا کسی ایک کو اس پر مفصل گفتگو کی ہے۔ فراست اور ظن کے درمیان فرق کو بیان کیا، احتیاط اور وسوسہ کے درمیان، الہام الٰہی اور القاء شیطان کے درمیان بھی فرق کو بیان کیا۔

اس میں بہت سے واقعات بھی ہیں، جنہوں نے صحابہ کرام اور سلف کی گستاخیاں کی اللہ نے ان کو دنیا میں کیا سزا دی؟ بڑے عبرت ناک آموز واقعات اِس میں نقل ہیں، مثلاً ایک واقعہ ہے کہ ایک شخص شیخین کو برا بھلا کہتا تھا تو رات کو اس نے خواب دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخین کی زیارت ہوئی، شیخین نے فرمایا: یا رسول اللہ! یہ ہمیں برا بھلا کہتا ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی آنکھوں کی طرف یوں اشارہ کیا تو اس کی آنکھ باہر کی طرف نکل آئی۔ اسی طرح ایک شخص شیخین کو برا بھلا کہتا تھا خواب میں اس کو منہ پر تھپڑ مارا گیا، اس کے چہرے کا ایک طرف بالکل سیاہ ہوگیا، ایک طرف سفید تھا ایک طرف اس کا سیاہ تھا۔ اس قسم کے بہت سے واقعات حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے اس میں لکھے ہیں۔ اس کتاب کا اردو میں بھی ترجمہ طبع ہے۔ اگر کوئی اصل نہ پڑھ سکے تو اس کا اردو ترجمہ ہی پڑھ لے اور وہ ترجمہ بھی "کتاب الروح" کے نام سے طبع ہے۔ حافظ ابن القیم رحمہ اللہ کی یہ کتاب "دار الکتب العلمیة" بیروت سے طبع ہے۔

فائدہ: روح سے متعلق اردو میں شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ کا مختصر رسالہ ہے، تالیفات عثمانی کے نام سے حضرت کے تمام رسائل "ادارہ اسلامیات لاہور" سے طبع ہیں، حضرت کے جتنے مختصر رسالے تھے وہ ایک ساتھ یکجا شائع ہیں، تو ان میں حضرت کا روح پر بھی رسالہ ہے اور عقل پر بھی، تو اگر اردو میں مختصر پڑھنا چاہیں تو اس میں پڑھ لیں اور تفصیل سے پڑھنا ہو تو حافظ ابن قیم رحمہ اللہ کی اِس کتاب کا مطالعہ

کریں۔روح کی حقیقت اور مباحث نہایت دقیق ہیں، کیونکہ قرآن نے خود کہا:

﴿وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي﴾ (الإسراء: ٨٥)

ترجمہ: اور (اے پیغمبر) یہ لوگ تم سے روح کے بارے میں پوچھتے ہیں، کہہ دو کہ روح میرے پروردگار کے حکم سے (بنی) ہے۔

آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ روح رب کا امر ہے،اس سے زیادہ وضاحت نہیں کی گئی۔ اس لیے کہ اس کی کنہہ اور حقیقت کو کما حقہ سمجھنا بہت مشکل ہے، اسلئے شارع نے اِس کی زیادہ وضاحت نہیں کی، ہماری ناقص عقل اِس کی متحمل نہیں ہے، اِس کتاب میں روح سے متعلق کافی تفصیلات ہیں، اس کتاب میں چونکہ عذاب قبر، ایصال ثواب، برزخی حیات، اور آخرت سے متعلق کافی عقائد کی مباحث ہیں اس لئے کتب عقائد میں اِس کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

۶۳......الصواعق االمرسلة فی الردعلی الجهمية والمعطلة

یہ علامہ محمد بن ابوبکر رحمہ اللہ المعروف ابن قیم رحمہ اللہ (متوفی ۷۵۱ھ) کی تصنیف ہے،اس کے شروع میں علامہ ابن قیم رحمہ اللہ کے تفصیلی حالات محقق نے لکھے ہیں، اِن کے شیوخ وتلامذہ اور (۱۹) تصنیفات کا ذکر کیا ہے۔مصنف نے یہ کتاب باطل فرقے جہمیہ اور معطلہ کی تردید میں لکھی ہے،اس میں کل چوبیس (۲۴) فصلیں ہیں۔ اس میں علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے تاویل کی حقیقت، تاویل کا لغوی اصطلاحی معنی، تاویل خبر اور تاویل الطلب میں فرق، تاویل کی دیگر اقسام، تاویلاتِ فاسدہ اور ان کے نقصانات، اختلاف مذموم ومحمود کی تقسیم اور تاویل سے پیدا ہونے والے اختلاف کی انواع، تاویل کی طرف لے جانے والے اسباب وغیرہ کو بیان کیا ہے اور اس میں جہمیہ ومعطلہ کی تردید کی ہے۔اس کتاب کی آخری فصل میں مصنف رحمہ اللہ نے ان

چار طاغوت کا تذکرہ کیا جن کے ذریعہ اصحاب التاویل نے دین کی بنیاد کو ہلانے کی کوشش کی اور حرمت قرآن کی ہتک دری کی، اس پر تحقیق اور حواشی بہت ہی عمدہ ہیں، اصل کتاب مختصر ہے، حواشی اور تعلیقات کی وجہ سے چار جلدوں کو پرنچ گئی ورنہ اصل کتاب دو جلدوں میں آسکتی ہے، یہ کتاب اب چار جلدوں میں علی بن محمد الدخیل کی تعلیق و تحقیق کے ساتھ مکتبہ ''دار العاصمة'' سے ۱۴۰۸ھ میں طبع ہے۔

۶۴ ......الكافية الشافعية فى الإنتصار للفرقة الناجية

یہ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (متوفی ۷۵۱ھ) کی تالیف ہے، یہ ''قصیدہ نونیہ'' کے نام سے مشہور قصیدہ ہے، اس میں عقائد سے متعلق مباحث کو اشعار کی صورت میں ذکر کیا ہے، اس کی کل (۹۶) فصلیں ہیں، یہ مصنف کا کمالِ علمی ہے کہ انہوں نے علم کلام کی مشکل ابحاث کو اشعار کی صورت میں بیان کیا ہے، اس کے ہر شعر کے آخر میں نون ہے اسلئے اس کو ''قصیدہ نونیہ'' کہا جاتا ہے۔ یہ متن '' مكتبة ابن تيمية قاهرة '' سے ایک جلد میں طبع ہے۔

۶۵ ...... كتاب المواقف

یہ عبد الرحمٰن بن احمد عضد الدین ایجی رحمہ اللہ (متوفی ۷۵٦ھ) کی کتاب ہے۔ علامہ عز الدین ایجی علم اصول اور علم معانی کے ماہر تھے اور وہ عربیت پر بھی مضبوط علم رکھتے تھے، فارس میں پیدا ہوئے، ان کی مشہور کتابیں درج ذیل ہیں:

(۱) العقائد العضدية (۲) الرسالة العضدية (۳) جواهر الكلام (۴) الفوائد الغياثية.

ان کے علاوہ مصنف کی دیگر کتابیں بھی ہیں، ان کی ''كتاب المواقف'' عقائد پر ایک مشہور اور تفصیلی کتاب ہے، ان کی یہ کتاب تین جلدوں پر ہے، پوری کتاب میں

ان کا منہج یہ رہا ہے کہ وہ اپنے مضامین کو ”المقصد الأول، المقصد الثاني، المقصد الثالث“ وغیرہ کے الفاظ سے بیان کرتے ہیں، مصنف نے کتاب کے شروع میں علم کی اقسام، علم کے ضروری مقدمات، علم کے موضوع اور ضروریاتِ علم پر بحث کی ہے، تصورات، تصدیقات کے متعلق بھی مفید بحث کی ہے، زمانہ کیا ہے؟ زمانے کے بارے میں لوگوں کے کیسے کیسے مذاہب ہیں؟ وہ بیان کئے ہیں۔

اس میں حواس خمسہ، بصر، سمع، لمس، قوتِ شامہ اور ذوق کے بارے میں تفصیلی کلام کیا ہے، کیفیات کی اقسام اور پرچان بیان کی ہے، الٰہیات، اللہ تعالیٰ کی صفاتِ تنزیہ، صفاتِ ایجابیہ اور توحید کا تفصیلی ذکر کیا ہے، اور اللہ تعالیٰ کے لیے استعمال ہونے والے اوصاف کی عمدہ وضاحت کی ہے، لفظِ ایمان اور مسئلہ امامت کے مسائل کو بھی زیرِ بحث لائے ہیں۔ مختصر الفاظ میں یوں کہا جاسکتا ہے کہ انہوں نے اس کتاب میں ذاتِ باری تعالیٰ سے لے کر معاد تک کے تمام عقائد کو بالتفصیل ذکر کیا ہے۔ خاص طور پر اس میں فلاسفہ کی باتیں اور ان کا رد زیادہ ہے، اور عقائد کو نقل کے ساتھ ساتھ عقل سے بھی ثابت کیا ہے، فلاسفہ کے جو اصول تھے ان کا رد بھی اس میں موجود ہے، بالکل آخر میں خاتمہ کے تحت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی وضاحت کی ہے، اور معتزلہ، شیعہ، خوارج، مرجیہ، نجاریہ، جبریہ اور فرقہ مشبہ کا مختصر تعارف اور ان کے ذیلی گروہ کا ذکر کیا ہے، ان کے عقائد ونظریات پر روشنی ڈالنے کے بعد ان کی تردید کی۔

اس لیے یہ کتاب ”کتاب المواقف“ اور اس کی شرح ”شرح المواقف“ بڑی مفید کتابیں ہیں۔ یہ کتاب عبدالرحمٰن عمیرہ کی تحقیق کے ساتھ تین جلدوں میں مکتبہ ”دار الجبل“ لبنان سے طبع ہے۔

۶۶ ......مختصر الصواعق المرسلة على الجهمية والمعطلة

اس کے مصنف علامہ محمد بن عبدالکریم المعروف ابن الموصلی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۴ھ) ہیں یہ کتاب علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (متوفی ۷۵۱ھ) کی "الصواعق المرسلة" کا اختصار ہے، اس میں جہمیہ، معطلہ اور دیگر فرقوں کے عقائد ونظریات اوران کے شبہات کے عقلی نقلی جوابات دیئے ہیں، کتاب نہایت دلچسپ ہے، ایک جلد میں "دار الحديث" قاہرہ سے ۱۴۲۲ھ میں طبع ہے۔

۶۷ ...... الإعتصام

یہ ابراہیم بن موسیٰ شاطبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۹۰ھ) کی کتاب ہے۔ان کی مشہور کتب درجہ ذیل ہیں:

(۱) الإفادات والإنشادات (۲) الموافقات (۳) شرح ألفية ابن مالك

"الموافقات" علامہ شاطبی رحمہ اللہ کی مشہور کتاب ہے، ان کی "الموافقات" کو اللہ نے بڑی قبولیت دی ہے، اس کتاب میں شریعت کے مقاصد، شریعت کے علل اوراحکامات کی عقلی وجوہ کو بیان کیا ہے، اس لئے اس کتاب کا کچھ حصہ یونیورسٹیوں کے نصاب میں بھی شامل ہے، جس طرح حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی "حجة الله البالغة" ہے، اور حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کی "احکام اسلام عقل کی نظر میں" اور "اشرف الجواب" ہے۔

"الاعتصام" میں مصنف نے کل دس ابواب اور مقدمہ لکھا، مصنف نے مقدمہ میں "بدأ الإسلام غريباً" کا درست معنی بیان کیا اوراس حدیث کے مختلف طرق اور الفاظ کو نقل فرمایا، بدعات کو گمراہی قرار دیکر اس سے بچنے اور سنن کو زندہ کرنے کی خوب ترغیب دی ہے، ساتھ ساتھ مقدمہ میں مصنف نے کتاب کا سبب تالیف بیان

کیا کہ یہ کتاب بدعات اور سنتوں میں فرق کو واضح کرنے، سنتوں کے فوائد اور بدعات کے نقصانات کو واضح کرنے کے لیے تالیف کی ہے۔ اس میں بدعات کی تعریف، معنی اور اس سے مشتق الفاظ کی وضاحت موجود ہے، بدعات کی مذمت پر قرآن، احادیث، سلف صالحین، صوفیاء کے اقوال پیش کیے گئے ہیں، بدعتیوں کے اشکالات اور شبہات کے جوابات تحریر کیے گئے ہیں، اہل بدعت کے استدلالات کے مآخذ بیان کرنے کے بعد اس کی کمزوری کو واضح کیا ہے۔

اس کتاب میں بدعات سے اجتناب، سنت پر چلنے، مسنون اعمال کا اہتمام کرنے پر دلالت کرنے والی روایات اور آثار کا تذکرہ ہے، اگر کوئی بدعات کا رد، علمی مواد، احادیث اور آثار کی روشنی میں پڑھنا چاہے تو وہ ''**الاعتصام**'' پڑھ لے، اور اگر اردو میں پڑھنا چاہے تو ''راہِ سنت'' حضرت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب رحمہ اللہ کی کتاب ہے، اس میں سنت سے متعلق جملہ تفصیلات اور بدعات کا خوب رَد ہے، جیسے چالیسواں، قبروں پر پھول ڈالنا، گیارہویں شریف اور بارہ ربیع الاول کے جلوس، نماز جنازہ کے بعد دعا، عرس منانا، اس طرح کی جتنی چیزیں ہیں ان کا باحوالہ رد کیا ہے، ''**الاعتصام**'' میں سنت کے متعلق تمام تفصیلات ہیں، لہٰذا اگر کسی کا ذوق ہو تو اس کتاب کو اپنے مطالعہ میں رکھے۔ یہ کتاب سلیم بن عبد الہلال کی تحقیق کے ساتھ مکتبہ ''**دار ابن عفان**'' سعودیہ سے ایک جلد میں طبع ہے۔

۶۸ ......شرح العقيدة الطحاوية

یہ صدر الدین محمد بن علاء الدین علی بن محمد المعروف امام ابن ابی العز رحمہ اللہ (متوفی ۷۹۲ھ) کی تصنیف ہے۔ ابن ابی العز رحمہ اللہ دمشق اور مصر کے شہروں میں قاضی رہے ہیں۔ ان کی مطبوعہ کتابیں ''**التنبيه على مشكلات الهداية**'' اور ''**الإتباع**''۔

"شـرح العقيدة الطحاوية" دراصل عقیدہ طحاویہ کی شرح ہے۔عقیدہ طحاویہ مشہور متن ہے جو امام طحاوی رحمہ اللہ (متوفی ۳۲۱ھ) کی تصنیف ہے، جس میں انہوں نے اہلسنت والجماعت کے عقائد کا مختصر مگر جامع انداز میں تذکرہ کیا ہے، بہت سے اہل علم نے اس کی شروحات لکھیں، انہی شروحات میں سے ایک شرح"شـرح العقيدة الطحاوية" کے نام سے امام ابن ابی العز رحمہ اللہ کی ہے، موصوف کے نام کے ساتھ عموماً ''حنفی'' کا لفظ لگا ہوتا ہے، تو بعض ساتھی انہیں حنفی سمجھتے ہیں حالانکہ حقیقت میں یہ حنفیہ کے نقطہ نظر پر نہیں تھے اور انہوں نے جو نظریات اور جو عقائد پیش کیے ہیں وہ بھی اہل سنت والجماعت سے ہٹ کر ہیں، عقائد اور افکار میں انہوں نے زیادہ تر علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور حافظ ابن قیم رحمہ اللہ کی پیروی کی ہے، انہی کے علوم اور افکار کو انہوں نے آگے بڑھایا ہے، انہوں نے'' شرح عقیدہ طحاویہ'' میں تقریباً (۱۷۸) مقامات میں عبارتیں علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور حافظ ابن قیم رحمہ اللہ کی عبارتوں سے ذکر کی ہیں، بعینہ وہی عبارات ہیں جو اس وقت علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور حافظ ابن قیم رحمہ اللہ کی کتابوں میں موجود ہیں، اُنہیں کی عبارت در عبارت نقل کی ہے، بسا اوقات تفصیلی عبارات بھی ذکر کی ہیں، لیکن انہوں نے کہیں عبارات کے ساتھ اِن حضرات کے نام کی صراحت نہیں کی۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ اِن کی خدمات کا انکار کیا جائے، اللہ رب العزت نے ان دونوں حضرات سے دین کا بہت بڑا کام لیا، البتہ بعض مسائل میں ان کے تفردات ہیں جسے جمہور علماء نے قبول نہیں کیا، ان کی عظمت، جلالتِ شان، علمی مقام اپنی جگہ، لیکن جمہور کے نقطہ نظر سے ہٹ کر جو انہوں نے آراء پیش کی ہیں اِسے امت نے قبول نہیں کیا، ان چیزوں کو امام ابن ابی العز رحمہ اللہ نے لے کر اپنی شرح میں لکھا، آگے اس کا تذکرہ ان شاء اللہ آئے گا۔

امام ابن ابی العز رحمہ اللہ کی ولادت ۲۲ ذوالحجہ ۷۳۱ ہجری کو ہوئی، اور ان کا انتقال ۷۹۲ ہجری ذیقعدہ کے مہینہ میں ہوا، ان کا اصل نام ہے صدر الدین علی بن علاء الدین ہے، البتہ ابن ابی العز کے نام سے معروف ہیں، ان کے والد، ان کے دادا اور ان کے پڑ دادا حنفی مسلک کے عالم گزرے ہیں اور دمشق میں احناف کے متعدد مدارس میں انہوں نے تدریس بھی کی ہیں، چونکہ ان کے آباؤ اجداد حنفی تھے، اسی وجہ سے یہ بھی اپنی نسبت حنفیت کی طرف کرتے تھے اور اپنے نام کے ساتھ حنفی لکھتے تھے، لیکن یہ اپنے باپ دادا کے علوم وافکار پر قائم نہ رہ سکے، ابتداء میں یہ مدرس تھے، بعد میں انہیں قضاء کا عہدہ ملا اور پھر یہ قاضی بھی رہے، لیکن چند چیزوں میں جب انہوں نے جمہور سے ہٹ کر رائے دی تو ان پر حالات بھی آئے اور انہیں جیل بھی جانا پڑا اور چند مہینے انہوں نے پھر جیل میں بھی گزارے۔ ابن ابی العز کا اختلاف ظاہر ہوا، اُس دور میں ایک شاعر تھا، اُن کا نام تھا علی ابن اَیبک صفدی، انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں ایک قصیدہ پڑھا، اس میں حضور کی تعریف کی، تو ابن ابی العز رحمہ اللہ نے اس کا رد لکھا اور اس میں چند مسائل پر اعتراضات کیے، خاص طور پر تین مسئلے یہ تھے:

(۱) توسل بذات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کیا۔

(۲) آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ملائکہ کو فضیلت دی۔

(۳) عصمت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر قدح کی۔

جب یہ تین باتیں سامنے آئے تو دیارِ مصر کے جو علماء تھے وہ ابن ابی العز کے خلاف کھڑے ہوئے، قاضی وقت کی عدالت میں مقدمہ ہوا یہاں تک کہ ان کے خلاف فتویٰ دیا گیا اور انہیں چار مہینے تک محبوس کیا گیا، اگر اس واقعہ کی تفصیلات دیکھنی ہیں تو حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی ایک کتاب "اِنباء الغمر فی أبناء العمر" (جلد ا

صفحہ ۲۵۸) میں دیکھ لی جائیں، اس میں حافظ نے بھی لکھا ہے، اسی طرح قاضی ابن شہبہ رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ (جلد۳ صفحہ ۸۹ تا۹۱) میں بھی اس واقعہ کو ذکر کیا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی بعض ایسی باتیں اس وقت بھی معروف تھیں، لیکن ان کو مدارس حنفیہ میں تدریس کا موقع اس لئے ملا تھا کہ وراثت جاری تھی، ان کے آباواجداد حنفی رہے، اس لئے بعد میں انہی مدارس کے اندر انہوں نے بھی تدریس کی، چونکہ انہوں نے اپنے آپ کو حنفی ہی ظاہر کیا اس لئے اہل علم میں یہ حنفی کے نام سے مشہور ہوئے، ان کے نظریات کا پتہ ان کی شرح سے چلا۔ خود یہ برسرِ منبر اور برسر قضاء اس کا اظہار نہیں کرتے تھے، اسی لیے جب ان کی یہ کتاب چھپی اس کے بعد اس کا اظہار ہوا، پھر علماء نے اس کے بارے میں بہت سی باتیں لکھیں، اب انہوں نے اپنی اِس شرح کے اندر، ایسی کون کونسی باتیں کی ہیں جو اہل سنت سے ہٹ کر ہیں، وہ پیش خدمت ہیں:

(۱) امام ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ اللہ تعالی کی صفات اور اسماء میں قدیم کو تسلیم نہیں کرتے، اہلسنت والجماعت یعنی اشاعرہ اور ماتریدیہ اللہ تعالی کے لئے لفظِ قدیم کے استعمال کو درست سمجھتے ہیں کہ یہ استعمال کیا جا سکتا ہے، امام ابن ابی العز اس کے قائل نہیں ہے۔ ❶

ان کے ہاں اس لفظ کا استعمال کرنا جائز نہیں، اہل سنت والجماعت جو کہتے ہیں جائز ہے اس کی وجہ سنن ابن ماجہ کی ایک روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلنُّورُ، الْمُنِیرُ، التَّامُّ، الْقَدِیمُ، الْوِتْرُ، الْأَحَدُ، الصَّمَدُ، الَّذِی لَمْ یَلِدْ، وَلَمْ

❶ شرح العقيدة الطحاوية: ج ۱ ص ۷۷

يُولَدْ.❶

اس میں ایک لفظ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ''قدیم'' استعمال کیا ہے۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے لفظ ''القدیم'' کا استعمال فرمایا ہے تو لفظ قدیم کا استعمال اللہ کی ذات کے لیے درست ہے، اسی طرح صحیح مسلم کی روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَللّٰهُمَّ أَنْتَ الْأَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ.❷

ترجمہ: اے اللہ تو سب سے پرلے ہے اور تجھ سے پرلے کوئی نہیں۔

قدیم کا مطلب بھی یہی ہے کہ اللہ پرلے ہے اور اللہ سے پرلے کوئی نہیں، یہاں قدیم جدید کی ضد نہیں ہے کہ آدمی قدیم کا یہ معنی لے کہ قدیم بمعنی پرانا اور جدید بمعنی نیا بلکہ قدیم بمعنی اول کے ہے، اور یہ قرآن کریم کی آیت سے بھی ثابت ہے:

﴿هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾(الحدید: ۳)

ترجمہ: وہی اول بھی ہے اور آخر بھی، ظاہر بھی اور چھپا ہوا بھی، اور وہ ہر چیز کو پوری طرح جاننے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ اول ہیں اور قدیم بمعنی اول کے ہے، اس لیے اللہ پر اس کا اطلاق درست ہے۔

(۲) امام ابن ابی العز رحمہ اللہ نے علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی اتباع میں کائنات کو قدیم بالنوع کہا ہے، یہ کہتے ہیں کائنات قدیم بالنوع ہے۔❸

---

❶سنن ابن ماجه: كتاب الدعاء،باب أسماء اللّٰه عزوجل،رقم الحديث: ۳۸۶۱

❷صحيح مسلم: كتاب الذكر والدعاء،باب مايقول عندالنوم،رقم الحديث: ۲۷۱۳

❸شرح العقيدة الطحاوية: ج ۱ ص ۱۰۵، ۱۰۶

کائنات کو قدیم بالنوع کہنا اہل سنت کے عقیدہ سے ہٹ کر ہے، جمہور علماء کی رائے یہ ہے کہ کائنات قدیم نہیں ہے، قدیم صرف اللہ کی ذات ہے، اللہ رب العزت کی ذات وصفات قدیم ہیں، کائنات حادث ہے، کائنات کو اللہ رب العزت نے بعد میں پیدا کیا ہے، جس طرح انسان کو اللہ نے پیدا کیا:

﴿هَلۡ أَتَى عَلَى الۡإِنۡسَانِ حِينٌ مِنَ الدَّهۡرِ لَمۡ يَكُنۡ شَيۡئًا مَذۡكُورًا﴾ (الدھر: ۱)

ترجمہ: انسان پر کبھی ایسا وقت آیا ہے جب وہ کوئی قابل ذکر چیز نہیں تھا؟

ایک وقت انسان پر وہ گزرا جب وہ کچھ نہیں تھا، انسان پر پرلے عدم کا زمانہ گزرا ہے، جس پر عدم کا زمانہ گزرے ہو وہ حادث ہوتا ہے، کائنات میں اللہ سے پرلے کچھ نہیں تھا عدم تھا، پھر اللہ رب العزت کی ذات نے کائنات کو پیدا کیا، جب کائنات میں کچھ نہیں ہوگا تو بھی اللہ تعالیٰ کی ذات موجود ہوگی، اگر کائنات کو قدیم بالنوع مانا جائے گا، مطلب ہوگا کہ جب سے اللہ ہے اس وقت سے کائنات ہے، حالانکہ اللہ سے پرلے کائنات نہیں تھی بلکہ اللہ کے امر کے بعد کائنات وجود میں آئی، اس لئے یہ نظریہ ٹھیک نہیں ہے، پھر یہ نظریہ قرآن کریم کی اس آیت کے بھی خلاف ہے، قرآن کی آیت ہے:

﴿اَللّٰهُ يَبۡدَأُ الۡخَلۡقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ ثُمَّ إِلَيۡهِ تُرۡجَعُونَ﴾ (الروم: ۱۱)

ترجمہ: اللہ ہی مخلوق کی ابتداء کرتا ہے، اور وہی اس کو دوبارہ پیدا کرے گا۔ پھر تم سب اس کے پاس واپس بلا لیے جاؤ گے۔

مطلب یہ ہے کہ اللہ نے اسے پیدا کیا مگر جس وقت تک وہ پیدا نہیں ہوا اس پر عدم کا زمانہ گزرا، اس لیے وہ حادث ہے۔

حادث: اس کو کہتے ہیں جس پر عدم کا زمانہ گزرا ہو۔

قدیم: اس کو کہتے ہیں جس پر عدم کا زمانہ نہ گزرا ہو۔ تو کائنات پر عدم کا زمانہ گزرا ہے

اس لیے وہ حادث ہے، اس لئے اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

﴿اَللّٰهُ يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ﴾ (الروم: ۱۱)

ترجمہ: اللہ ہی مخلوق کی ابتداء کرتا ہے، اور وہی اس کو دوبارہ پیدا کرے گا۔ پھر تم سب اس کے پاس واپس بلا لیے جاؤ گے۔

اسی طرح صحیح بخاری کی ایک حدیث ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

كَانَ اللّٰهُ وَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ قَبْلَهُ. ❶

ترجمہ: اللہ رب العزت اُس وقت تھا جب کہ اللہ رب العزت سے پرے کوئی اور چیز نہیں تھی۔

"شيء" کے مفہوم میں کائنات بھی شامل ہے، لہٰذا مطلب یہ ہوگا کہ جب اللہ تھا تب کائنات بھی نہیں تھی۔

(۳) امام ابن ابی العز رحمہ اللہ تعالی کے کلامِ نفسی کا انکار کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے کلام کو حروف سے مرکب مانتے ہیں، اور اللہ تعالی کے لیے صوت (آواز) کے بھی قائل ہیں اور یہی علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی بھی رائے تھی۔ ❷

اہل سنت والجماعت اشاعرہ ہوں یا ماتریدیہ سب کی رائے یہ ہے کہ کلام نفسی اللہ کی ذات کے لئے ہے اور وہ قدیم ہے، اور ہم جو پڑھ رہے ہیں، ہم سے جو صادر ہو رہا ہے وہ کلام حادث ہے، ہم خود حادث ہے تو ہمارا کلام بھی حادث، اللہ رب العزت کی ذات قدیم ہے، تو ذات باری تعالیٰ کا کلامِ نفسی بھی قدیم ہے۔

نیز یہ اللہ کے کلام کو حروف سے مرکب مانتے ہیں اور صوت کے بھی قائل ہے، جبکہ

❶ صحيح البخاري: كتاب التوحيد، باب وكان عرشه على الماء. رقم الحديث: ۷۴۱۸

❷ شرح العقيدة الطحاوية: ج ۱ ص ۱۸۵، ۱۹۸، ۲۰۵

اہلسنت اللہ کے لئے صوت (آواز) کے قائل نہیں ہیں، آواز میں حروف ادا ہوتے ہیں، پہلا حرف ادا ہو کر وہ ختم ہوتا ہے پھر دوسرا حرف ادا ہوتا ہے، تو اس پر حدوث گزرتا ہے، اللہ رب العزت کے کلام پر حدوث نہیں ہے وہ ختم نہیں ہوتا اور پھر انسان کا کلام مرکب ہے، ترکیب بھی حدوث کی علامت ہے، اللہ رب العزت اس سے پاک ہے۔
اب کلام اللہ کی کیفیت کیا ہے؟ وہ مایلیق بشانہ ہے، وہ یا تو اللہ رب العزت نے کلمہ "کُن" سے قرآن کریم کو لوح محفوظ میں محفوظ کیا کہ اللہ رب العزت نے "کُن" کہا اور قرآن کریم پورا لوح محفوظ میں آ گیا اور انسان کا ریکارڈ آ گیا، یا تو کلام جبرائیل امین کے واسطے سے آیا، یا تو اللہ نے جبرائیل کے دل پر القاء کیا، بہر حال کلام نفسی کو صوت کے ساتھ یا حروف کے ساتھ مرکب ماننا یا کلام نفسی کا انکار کرنا اہل سنت کی راہ سے ہٹ کر ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے لیے اگر صوت ہوگی تو ہماری اصوات کی طرح نہیں ہوگی کہ زبان اور مخارج کا احتیاج ہو، جیسے اللہ تعالی کی رؤیت ہماری رؤیت کی طرح نہیں ہے، اب اللہ ہمیں دیکھ رہا ہے لیکن اللہ کو دیکھنے کے لئے آنکھ، جسم اور عضو کی ضرورت نہیں ہے، جیسے اللہ تعالی ہر چیز میں مخلوق سے جدا ہے اسی طرح صفت کلام میں بھی اللہ مخلوق سے جدا ہے، اس کی کیفیت اللہ ہی جانتا ہے۔

(۴) امام ابن ابی العز رحمہ اللہ اللہ تعالیٰ کی صفات کی جو تاویل قریب ہے اِس کا علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی طرح انکار کرتے ہیں۔ ❶

دیکھیں اہل سنت والجماعت کی صفات باری تعالیٰ کے بارے میں دو رائے ہیں:
(۱) تفویض (۲) تاویل۔

❶ شرح العقيدة الطحاوية: ج ١ ص ٢٦٤

تفویض کا معنی یہ ہے کہ اللہ رب العزت کے لیے جو الفاظ ہیں جیسے لفظ وجہ اور لفظِ ید، ان کے حقیقی مطلب کے بارے میں مالیلیق بشانہ کہا جائے، اِس میں زیادہ کھوج و کرید کرنے کی ضرورت نہیں، اس کا صحیح علم اللہ کے حوالہ کیا جائے اور اس پر ایمان لایا جائے۔
تاویل کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ لفظ کا ایسا معنی بیان کیا جائے جو خلافِ نصوص اور شرعی اصولوں کے خلاف نہ ہو اور ان سے تشبیہ کا شائبہ نہ آتا ہو، مثلاً چہرے سے مراد ذات اور ہاتھ سے مراد اللہ کی قدرت لی جائے، اب متقدمین نے تفویض کو لیا اور متاخرین نے تاویل کو لیا، تاویل اس لئے لیا کہ عوام کے لئے معنی سمجھنے میں مشکلات تھی اور عوام ان الفاظ کا غلط مطلب لے رہے تھے، اپنے اوپر قیاس کر رہے تھے کہ اللہ کا اسی طرح چہرہ ہوگا، اللہ کا اسی طرح ہاتھ اور پاؤں ہوگا جسے معاذ اللہ ہمارا ہے، یا ہمارے مشابہ ہے، اس لیے انہوں نے تاویل کر دی لوگوں کو گمراہی سے بچانے کے لیے اور یہ تاویل قریب ہے جو جائز ہے، ایک تو تاویل بعید ہے وہ بالاتفاق جائز نہیں، یہ تاویل قریب اہل سنت کا مسلک ہے لیکن امام ابن ابی العز رحمہ اللہ نے اس کا انکار کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ صفات میں کوئی تاویل قریب نہیں کی جائے گی، تاویل کرنا ان کے ہاں درست نہیں ہے اور یہی علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی بھی رائے تھی، ان کی یہ رائے بھی اہل سنت سے ہٹ کر ہے، یہ ان کی ذاتی رائے ہے۔
(۵) امام ابن ابی العز رحمہ اللہ عرش پر اللہ تعالیٰ کی فوقیت مکانی، یا فوقیت ذاتی اور حسی کے قائل ہیں۔ ❶

اہل سنت والجماعت اشاعرہ اور ماتریدیہ کے نزدیک اللہ تعالی کے لیے فوقیت مکانی یا حسی نہیں ہے یعنی اہل سنت والجماعت اشاعرہ ماتریدیہ کی رائے یہ ہے کہ اللہ رب

❶ شرح العقيدة الطحاوية: ج ۱ ص ۳۶۴، ۳۷۵

العزت کے لیے عرش پر فوقیت مکانی، حسی یا جسمانی نہیں ہے، اللہ جسم سے پاک ہے، قرآن کریم کی آیت:

﴿الرَّحۡمَنُ عَلَى الۡعَرۡشِ اسۡتَوَى﴾ (طه: ۵)

ترجمہ: وہ بڑی رحمت والا عرش پر استوا فرمائے ہوئے ہے۔

کا معنی اگر حسی کا لیا گیا تو اس صورت میں اللہ کے لئے جسم ماننا پڑے گا کہ اللہ کے لیے جسم ہے، اللہ رب العزت مکین ہے، اور عرش مکان ہوتا ہے اور مکین مکان پر ہوگا تو یہ والا معنی اہل سنت کے ہاں نہیں ہے، اہل سنت یا تو تفویض مایلیق بشانہ مانتے ہیں یا اس کی تاویل کرتے ہیں غلبہ سے، اللہ عرش پر مستوی ہے اس کی تاویل کرتے ہیں کہ اللہ کے لیے غلبہ ہے، جیسے ہم تعبیر کرتے ہیں آج کل فلاں آدمی کرسی پر ہے، تو یہ کرسی اور عرش کی تعبیر غلبہ، حکومت اور اقتدار وغیرہ سے ہے۔

اب اگر ایک آدمی اللہ کے لئے عرش پر فوقیت حسی مانے گا تو پھر یہ جو دیگر آیات ہیں ان کا کیا مطلب ہوگا؟ مثلاً قرآن کریم کی آیت ہے:

﴿وَلَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡإِنۡسَانَ وَنَعۡلَمُ مَا تُوَسۡوِسُ بِهِ نَفۡسُهُ وَنَحۡنُ أَقۡرَبُ إِلَيۡهِ مِنۡ حَبۡلِ الۡوَرِيدِ﴾ (ق: ۱۶)

ترجمہ: اور حقیقت یہ ہے کہ ہم نے انسان کو پیدا کیا ہے، اور اس کے دل میں جو خیالات آتے ہیں، ان (تک) سے ہم خوب واقف ہیں، اور ہم اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ اس کے قریب ہیں۔

اگر استواء علی العرش سے فوقیت مکانی لے لیں تو یہ ان آیات سے متعارض ہے، اللہ تعالیٰ تو فرما رہا ہے میں تو شہ رگ سے زیادہ قریب ہوں، تو جب فوقیت حسی وہاں ہے تو شہ رگ سے اللہ زیادہ قریب کیسے ہوا؟ اسی طرح قرآن کی آیت ہے:

﴿وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنكُمْ وَلَكِنْ لَا تُبْصِرُونَ﴾(الواقعة: ۸۵)

ترجمہ: ہم تم سے زیادہ قریب ہیں لیکن تم ہمیں دیکھ نہیں سکتے ہو۔

﴿قَالَ لَاتَخَافَاإِنَّنِي مَعَكُمَا أَسْمَعُ وَأَرَى﴾(طٰه: ۴۶)

ترجمہ: میں یقیناً تم دونوں کے ساتھ ہوں، تم کو دیکھوں گا بھی تمہاری گفتگو بھی سنوں گا۔

حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہا السلام سے اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں میں تمہیں دیکھ بھی رہا ہوں، تمہارا کلام سن بھی رہا ہوں۔قرآن میں ہے:

﴿فَلَا تَهِنُوا وَتَدْعُوا إِلَى السَّلْمِ وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ وَاللَّهُ مَعَكُمْ وَلَنْ يَتِرَكُمْ أَعْمَالَكُمْ﴾(محمد: ۳۵)

ترجمہ: لہذا (اے مسلمانو) تم کمزور پڑ کر صلح کی دعوت نہ دو، تم ہی سربلند رہو گے، اللہ تمہارے ساتھ ہے، اور وہ تمہارے اعمال کو ہرگز برباد نہیں کرے گا۔

﴿مَايَكُونُ مِنْ نَجْوَى ثَلَاثَةٍ إِلَّاهُوَ رَابِعُهُمْ وَلَاخَمْسَةٍ إِلَّاهُوَ سَادِسُهُمْ وَلَا أَدْنَى مِنْ ذَلِكَ﴾(المجادلة: ۷)

ترجمہ: جہاں بھی کوئی سرگوشی کرے، دو ہوں تیسرا اللہ، تین ہوں تو چوتھا اللہ۔

اسی طرح قرآن میں ہے:

﴿وَهُوَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ إِلَهٌ وَفِي الْأَرْضِ إِلَهٌ﴾(الزخرف: ۸۴)

ترجمہ: اللہ آسمان میں بھی معبود ہے، زمین میں بھی وہ اللہ معبود ہے۔

اگر استواء علی العرش سے فوقیت حسی اور مکانی مراد لی جائے تو ان آیات سے متعارض ہوتی ہے، اس لیے یہ رائے جمہور سے ہٹ کر ہے۔ پھر دوسری بات یہ کہ فوقیت میں بسا اوقات کمال نہیں ہوتا، دیکھیں اگر بادشاہ محل میں نیچے ہو اور اُس کے محافظ اوپر چھت پر چڑھ گیا تب بھی بادشاہ کی منزلت وعظمت باقی رہتی ہے، محافظوں کے اوپر ہونے سے

بادشاہ کی منزلت میں کوئی کمی نہیں آتی، بادشاہ ہونا سب سے بڑا اعزاز ہے اسلئے کہ کسی حسی فوقیت کی ضرورت نہیں، بادشاہ جہاں بھی رہے بادشاہ ہے، اوپر بیٹھے تب بھی بادشاہ ہے، نیچے ہو تب بھی بادشاہ۔ تو بہرحال فوقیت حسی اصل فضیلت نہیں ہوتی، اصل فضیلت جو ہوتی ہے وہ اعزاز و مقام ہوتا ہے، تو یہ رائے بھی اہل سنت سے ہٹ کر ہے۔

یہاں صحیح بخاری اور مسلم کی حدیث کو دلیل میں پیش کیا جاتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک باندی لائی گئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اس سے پوچھا، کیا تو اللہ رب العزت کو تسلیم کرتی ہے؟ اللہ کہاں ہے؟ تو اس نے انگلی سے آسمان کی طرف اشارہ کیا، آپ نے پوچھا میں کون ہوں؟ تو کہا کہ آپ اللہ کے رسول ہو! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ مؤمن ہے، اِسے آزاد کردو۔ اس سے یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ اشارہ آسمان کی طرف تھا تو معلوم ہوتا ہے کہ اللہ آسمانوں میں مکین ہیں۔

استدلال کا جواب یہ ہے کہ اس روایت کے اندر ایک تو الفاظ میں کافی اضطراب آیا ہے، الفاظ ایک دوسرے سے مختلف ہیں، دیگر جو روایات ہیں اس میں لفظ "اَتَشْهَدِينَ" ہے جیسے مؤطا مالک کی حدیث ہے:

أَتَشْهَدِينَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ؟ قَالَتْ: نَعَمْ.

ترجمہ: کیا تو گواہی دیتی ہے کہ اللہ کے علاوہ کوئی موجود نہیں، اس نے کہا بالکل۔

پھر آپ نے فرمایا:

أَتَشْهَدِينَ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ قَالَتْ: نَعَمْ. (1)

ترجمہ: اس نے کہا میں گواہی دیتی ہوں۔

تو گویا آپ کا سوال اس بارے میں تھا کہ کیا تو اللہ کی وحدانیت کی اور میری رسالت

(1) موطأمالک: کتاب العتق والولاء، رقم الحدیث: ۲۸۷۶

کی گواہی دے رہی ہے یا نہیں؟

اب یہ سوال اور جواب ''موطأمالک: رقم الحدیث: ۲۸۷۶/مسند أحمد رقم الحدیث: ۱۵۷۳۴/ سنن الدارمی: رقم الحدیث: ۲۳۹۳/ مسندالبزار: رقم الحدیث: ۴۷۴۹/مصنف عبدالرزاق: ۹/۱۷۵/ السنن الکبری للبیهقی: ج۱۰ ص۵۷/المعجم الکبیر للطبرانی: رقم الحدیث: ۱۲۳۶۹ میں ہے۔ ان تمام احادیث کی کتابوں میں یہ جو روایت موجود ہے، اس میں یہی الفاظ آئیں ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ اصل الفاظ یہی ہیں جس کے اندر ''اَتَشْهَدِیْنَ'' ہے۔ پھر سنن نسائی کی روایت میں یہ الفاظ ہیں:

قَالَ لَهَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ رَبُّکِ؟ قَالَتْ: اللّٰهُ. (1)

ترجمہ: آپ نے فرمایا تیرا رب کون ہے؟ اس نے کہا اللہ ہے!۔

سنن نسائی میں سوال یوں ہے، اس سے بھی معلوم ہوا کہ سوال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یا ''أَتَشْهَدِیْنَ'' کے ساتھ تھا یا آپ کا سوال ''مَنْ رَبُّکِ'' کے ساتھ تھا، باقی جہاں بات یہ آرہی ہے کہ سوال ''أَیْنَ اللّٰه'' اور جواب ''فِی السَّمَاءِ'' تھا، تو اس روایت کو روایت بالمعنی پر محمول کریں گے تا کہ روایات میں تطبیق و توافق ہو اور تعارض باقی نہ رہے اور انگلی کا اشارہ یہ اللہ کی عظمت کے لئے تھا، جس طرح ہم ''التحیات'' میں أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه'' بولتے ہوئے انگلی کا اشارہ کرتے ہیں، اس کا یہ مطلب تو نہیں ہوتا کہ اللہ رب العزت عرش پر ہے، یہ اشارہ تو عظمت کے لئے ہے، اسی طرح یہاں بھی باندی کا اشارہ عظمت کے لیے تھا، اللہ رب العزت کے لئے یہ اشارہ عظمت کی دلیل ہے، ہر علو چیز کی نسبت اللہ کی طرف ہوگی، اب معاذ اللہ یہ نہیں کہیں گے کہ اللہ

(1) سنن النسائی: کتاب الوصایا، باب فضل الصدقة عن المیت، رقم الحدیث: ۳۶۵۳

رب العزت زمینوں کے نیچے ہے، ایسا جملہ نہیں کہا جائے گا، اللہ کے لئے علو کی صفت ثابت کریں گے، صفتِ کمال ہمیشہ اللہ کے لئے ثابت ہوتی ہیں، اب دیکھیں ہر چیز کو اللہ نے پیدا کیا آسمان اور زمین کو بھی، کتے اور خنزیر کو بھی لیکن یہ جملہ نہیں کہتے کہ اللہ وہ ہے جس نے خنزیر کو پیدا کیا، کتے کو پیدا کیا، جملہ کیا کہتے ہیں؟ اللہ وہ ہے جس نے آسمان اور زمین اور تمام کائنات کو پیدا کیا:

"اَلْخَیْرُ کُلُّ بِیَدَیْکَ والشَّرُّ لَایُنسَبُ اِلَیْکَ"

ترجمہ: تمام بھلائیاں آپ کی قدرت میں ہیں اور شر آپ کی طرف منسوب نہیں کیا جائے گا۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ خیر کی نسبت اللہ کی طرف ہوگی شر کو اللہ کی طرف منسوب نہیں کریں گے۔

دیکھیں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیماری کی نسبت اپنی طرف کی ہے، قرآن میں ان کا قول بیان ہوا:

﴿وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ﴾ (الشعراء: ۸۰)

اس میں مرض کی نسبت اپنی طرف، شفا کی نسبت اللہ تعالی کی طرف ہے، حالانکہ بیمار بھی تو اللہ نے کیا تھا، ہونا چاہیے تھا:

"وَاللّٰهُ اَمْرَضَنِیْ فَهُوَ یَشْفِیْن" اللہ نے مجھے بیماری کیا اور وہی اللہ مجھے شفا دے رہا ہے۔

سورہ فاتحہ میں بھی ہے "اَنْعَمْتَ" انعام کی نسبت اللہ کی طرف ہے، لیکن "غَضَبْتَنِیْ" نہیں ہے، "غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ" صیغہ اسم مفعول آیا ہے، اور فاعل کی تصریح نہیں کی گئی، تو وہی بات ہے کہ کسی بھی عیب کی نسبت اللہ کی طرف نہیں ہوگی، بلکہ خوبی

اور بلندی کی نسبت ہوگی، اس لیے باندی کا جو اشارہ تھا وہ اشارہ عظمت کی وجہ سے تھا، یہی جمہور اہل علم کی رائے ہے۔

(٦) امام ابن ابی العز رحمہ اللہ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ کی رائے کو مانتے ہوئے جہنم کے فنا ہونے کے قائل ہیں کہ جہنم ایک دن فنا ہو جائے گی۔ ❶

اب جہنم کے فنا ہونے کا قائل ہونا یہ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ کی رائے ہے اور ان کے بعد امام ابن ابی العز رحمہ اللہ کی ہے، جمہور کی رائے یہ نہیں ہے، وہ کہتے ہیں جہنم ہمیشہ رہے گی اور جنت بھی ہمیشہ رہے گی، قرآن کریم کی آیات سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے، قرآن کریم کی آیت ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا سَوْفَ نُصْلِيهِمْ نَارًا كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُودُهُمْ بَدَّلْنَاهُمْ جُلُودًا غَيْرَهَا لِيَذُوقُوا الْعَذَابَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَزِيزًا حَكِيمًا﴾ (النساء: ٥٦)

ترجمہ: بیشک جن لوگوں نے ہماری آیتوں سے انکار کیا ہے، ہم انہیں آگ میں داخل کریں گے، جب بھی ان کی کھالیں جل جل کر پک جائیں گی، تو ہم انہیں ان کے بدلے دوسری کھالیں دے دیں گے تاکہ وہ عذاب کا مزہ چکھیں۔ بیشک اللہ صاحب اقتدار بھی ہے، صاحب حکمت بھی۔

﴿وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ﴾ (البقرة: ٣٩)

ترجمہ: اور جو لوگ کفر کا ارتکاب کریں گے اور ہماری آیتوں کو جھٹلائیں گے وہ دوزخ والے لوگ ہیں جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

❶ شرح العقيدة الطحاوية: ج ٢ ص ٦٢٥، ٦٢٦

﴿بَلَى مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَأَحَاطَتْ بِهِ خَطِيئَتُهُ فَأُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ﴾(البقرة: ٨١)

ترجمہ: جو لوگ بھی بدی کماتے ہیں اور ان کی بدی انہیں گھیر لیتی ہے تو ایسے لوگ ہی دوزخ کے باسی ہیں، وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔

جا بجا قرآن کریم میں "هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ" صراحتاً موجود ہے، اس لیے جہنم کے فنا کا نظریہ درست نہیں ہے۔

ان حضرات نے خلود فی النار کی تاویل لمبے وقت سے کی ہے، یعنی وہ آیت کو طولِ زمانہ پر محمول کرتے ہیں کہ جہنم ایک طویل مدت تک باقی رہے گی، لیکن وہ اس کے ہمیشہ باقی رہنے کے قائل نہیں ہیں، جبکہ جمہور جنت اور جہنم کے ہمیشہ رہنے کے قائل ہیں۔ بہر حال ابن ابی العز رحمہ اللہ کی یہ رائے بھی درست نہیں ہے۔

(۷) امام ابن ابی العز رحمہ اللہ کرسی کو موضع القدمین کہتے ہیں اور یہی رائے علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی بھی تھی۔ ❶

یہ رائے بھی جمہور سے ہٹ کر ہے، جمہور کے ہاں: "وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَاوَاتِ" میں کرسی یا تو یہ کنایہ ہے بادشاہت سے، جیسے اردو میں ہم کہتے ہیں آج کل اقتدار اور کرسی کس کے پاس ہے؟ آج کل کرسی پر کون بیٹھا ہے؟ حالانکہ ہر گھر میں کرسی ہے، تو یہ کرسی کنایہ ہے اقتدار سے۔ یا یہ کرسی کنایہ ہے علم سے کہ اللہ رب العزت کے علم نے کائنات کو گھیرا ہوا ہے، یا تفویض ہے کہ ما یلیق بشانہ اللہ رب العزت کی کرسی ہے، اللہ ہی کی شایانِ شان ہے، لیکن موضع القدمین کی صراحت کرنا جمہور اہل علم کی رائے نہیں ہے۔

---

❶ شرح العقيدة الطحاوية: ج ٢ ص ٣٦٩/مجموع الفتاوى: ج ٥ ص ٧٥

(۸) امام ابن ابی العز رحمہ اللہ نے توسل بالذوات الفاضلہ کا انکار کیا ہے۔ ❶

امام ابن ابی العز رحمہ اللہ نے یہاں توسل کا انکار کیا ہے، جبکہ توسل جائز ہے اور اس کے جواز کی وجہ یہ ہے کہ توسل کے اندر ایک صورت ہوتی ہے توسل بالاعمال الصالحہ کی، یعنی نیک اعمال کا وسیلہ پکڑنا اور اس کا ثبوت صحیح البخاری کی "باب حدیث الغار" سے ملتا ہے۔ روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ تین آدمی جب غار میں تھے، سامنے چٹان گر گئی، ہر ایک نے اپنا اپنا عمل پیش کیا تو عمل کی وجہ سے چٹان ہٹتی گئی، یہاں تک کہ چٹان مکمل ہٹ گئی، اس سے معلوم ہوا اپنے عمل کا وسیلہ پکڑنا جائز ہے، اسے کہتے ہیں توسل بالاعمال الصالحہ۔ ❷

توسل کی دوسری صورت بھی جائز ہے، وہ ہے توسل میں کسی نیک آدمی کا وسیلہ پکڑنا جو زندہ ہو، کوئی نیک صالح زندہ انسان کے واسطے سے دعا کرنا یہ بھی جائز ہے، اس کی دلیل صحیح بخاری کی روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے دور میں جب بارش نہیں ہو رہی تھی تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے واسطے سے انہوں نے دعا فرمائی اور یہ دعا کی:

اَللّٰهُمَّ إِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْکَ بِنَبِيِّنَا فَتَسْقِيْنَا وَإِنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْکَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا. ❸

ترجمہ: اے اللہ! جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حیات تھے تو ان کے توسل سے آپ بارش برساتے تھے، آج حضور موجود نہیں ہے، تو حضور کے چچا حضرت عباس کے واسطے سے ہم دعا کر رہے ہیں، اے اللہ! تو بارش برسا۔

❶ شرح العقيدة الطحاوية: ج ا ص ۲۹۸

❷ صحيح البخاري: كتاب أحاديث الأنبياء، باب حديث الغار، رقم الحديث: ۳۴۶۵

❸ صحيح البخاري: كتاب الجمعة، باب سؤال الناس الإمام الاستقاء إذا قحطوا، رقم الحديث: ۱۰۱۰

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا وسیلہ دیا تو اللہ رب العزت نے بارش برسائی۔

اس سے معلوم ہوا کہ کسی زندہ انسان کے واسطے سے بھی انسان دعا کر سکتا ہے۔ توسل کی ایک جائز صورت یہ ہے کہ دنیا سے جانے والے شخص کا وسیلہ دیا جائے، اس لیے اگر انسان آپ صلی اللہ علیہ وسلم، خلفائے راشدین اور صحابہ کے توسل سے کوئی دعا کرتا ہے تو یہ جائز ہے، یہاں شرک کا کوئی شائبہ نہیں ہے، کیونکہ وہ دعا اللہ رب العزت سے کر رہا ہے، مثلاً یوں دعا کرے کہ اے اللہ! میرے اس کام اور حاجت کو پورا فرما، اپنے فلاں بندے کے واسطہ سے جو نہایت برگزیدہ ہے اور اس کا مقام تیرے ہاں بلند ہے، تو انسان دعا اللہ سے کرے اس اعتقاد کے ساتھ کہ اللہ قبول کرے گا، یہ لازم نہ سمجھے کہ ان کے توسل سے جو دعا ہو تو اللہ پر اس کا قبول کرنا ضروری ہے، اللہ چاہے تو قبول کرے اور چاہے تو نہ قبول کرے، اگر اس اعتقاد کے ساتھ کوئی دعا کرے تو یہ جائز ہے۔ توسل کی وہ ساری صورتیں جو ابھی بیان ہوئی درست ہیں لیکن امام ابن ابی العز رحمہ اللہ نے ان کا انکار کیا، وجہ وہی تھی کہ شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور حافظ ابن القیم رحمہ اللہ چونکہ اس کے منکر رہے ہیں اور ان کی یہ کتاب اِنہی دونوں حضرات کے علوم وافکار سے ماخوذ ہے۔

(۹) امام ابن ابی العز رحمہ اللہ متشابہات میں تفویض کو متشابہات کے انکار کے مترادف قرار دیتے ہیں۔ (امام ابن ابی العز رحمہ اللہ کی رائے یہ ہے کہ قرآن کے متشابہات میں تفویض ماننا ایسا ہے جیسا کہ اس کا انکار کرنا۔) ❶

حالانکہ اہل سنت والجماعت کے جمہور کی رائے یہ ہے کہ متشابہات میں تفویض جائز

❶ شرح العقیدة الطحاویة: ج ۲ ص ۷۸۵

ہے،اس سے پہلے بات گذر چکی ہے کہ اہل سنت میں دونوں باتیں رہی ہیں، تفویض بھی رہی ہے اور تاویل بھی، اور دونوں مسلک اہل سنت کے ہیں، پہلے گروہ کو مفوضہ اور دوسرے کو مؤولہ کہتے ہیں، لیکن متشابہات کی جو تشریح تفویض سے کی جائے امام ابن ابی العز رحمہ اللہ نے اس کو انکار پر محمول کیا ہے، یہ رائے بھی علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی تھی، انہی کی رائے کو امام ابن ابی العز رحمہ اللہ نے سامنے رکھ کر یہ ذکر کیا ہے، یہ رائے بھی جمہور اہل علم سے ہٹ کر ہے۔امام ترمذی رحمہ اللہ سنن ترمذی میں ان آیات اور احادیث کی تشریح میں فرماتے ہیں جس میں اللہ رب العزت کے لئے ''ید'' کا یا ''وجہ'' کا تذکرہ ہوا کہ اس کی کیفیت کے پیچھے نہیں پڑیں گے، ہم تفویض کے قائل ہوں گے کہ اللہ نے جو بھی معنی مراد لیا ہے وہ درست ہے:

وَالْمَذْهَبُ فِي هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنَ الأَئِمَّةِ مِثْلِ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، وَمَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، وَابْنِ الْمُبَارَكِ، وَابْنِ عُيَيْنَةَ، وَوَكِيعٍ وَغَيْرِهِمْ أَنَّهُمْ رَوَوْا هَذِهِ الأَشْيَاءَ، ثُمَّ قَالُوا: تُرْوَى هَذِهِ الأَحَادِيثُ وَنُؤْمِنُ بِهَا، وَلَا يُقَالُ: كَيْفَ؟ وَهَذَا الَّذِي اخْتَارَهُ أَهْلُ الْحَدِيثِ أَنْ يَرْوُوا هَذِهِ الأَشْيَاءَ كَمَا جَاءَتْ وَيُؤْمَنُ بِهَا وَلَا تُفَسَّرُ وَلَا تُتَوَهَّمُ وَلَا يُقَالُ: كَيْفَ. ❶

ترجمہ: اہل علم یعنی سفیان ثوری، مالک بن انس، ابن مبارک، سفیان بن عیینہ، امام وکیع بن جراح اور دیگر ائمہ کا مذہب یہ ہے کہ وہ ان اشیاء کو روایت کرتے ہیں، ان احادیث کو ہم بیان کریں گے اور ہم اس پر ایمان لے کر آتے ہیں، لیکن ہم کیف کے ساتھ سوال نہیں کریں گے، اور اسی بات کو محدثین نے پسند بھی کیا ہے، ان اشیاء کو اسی

❶ سنن الترمذي: أبواب صفة الجنة، باب ماجاء في خلود أهل الجنة وأهل النار، رقم الحديث: ٢٥٥٧

طرح نقل کرو اور ان پر ایمان لے کر آ ؤ۔ نہ اس کی تفسیر کی جائے، نہ اس میں کوئی وہم کیا جائے، نہ کیف کے ساتھ سوال کیا جائے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ نے سب ائمہ کا نام بتادیا کہ وہ سب تفویض کے قائل تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ سلف کی رائے تفویض کی تھی۔

امام ذہبی رحمہ اللہ کی "العرش" میں ہے:

وَقَالَ الْخَلَّالُ: وأَخْبَرَنِیْ عَلِیُّ بْنُ عِیْسَی أَنَّ حَنْبَلًا حَدَّثَهُمْ، قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِاللّٰهِ عَنِ الْأَحَادِیْثِ الَّتِی تُرْوَیٰ أَنَّ اللّٰه تبَارَکَ وَتعَالَی یَنْزِلُ إِلَی السَّمَاءِ الدُّنْیَا وَأَنَّ اللّٰهَ یَضَعُ قدَمَه وَمَاأَشْبَهَ هَذِهِ الْأَحَادِیْثَ، فَقَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰه: نُؤْمِنُ بِهَا، ونُصَدِّقُ بِهَاوَلَا کَیْفَ. ❶

ترجمہ: خلال کہتے ہیں کہ مجھے علی بن عیسیٰ نے بتایا کہ امام احمد بن حنبل نے کہا میں نے ابوعبداللہ سے " اِنَّ اللّٰه تبَارَکَ وَتعَالَی یَنْزِلُ إِلَی السَّمَاءِ "اور اس جیسی احادیث کے بارے میں پوچھا تو ابوعبداللہ نے کہا ہم نے ان پر ایمان لایا اور بلا کیف ان کی تصدیق کرتے ہیں۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے "فتح الباری" میں اہل سنت کی رائے تفویض کی نقل کی ہے، فتح الباری میں ہے:

قَالَ أَهْلُ الْعِلْمِ مِنْ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ نُؤْمِنُ بِهَذَالْاَحَادِیْثِ وَلَا نَتوَهَّمُ فِیْهَاتَشْبِیْهًاوَلَانقُوْلُ کَیْفَ هَذَا. ❷

ترجمہ: ہم ان احادیث پر ایمان لائیں گے اور ہم تشبیہ کے وہم کی طرف نہیں جائیں

❶ العرش: المبحث الثانی، ص ۲۵۸

❷ فتح الباری: کتاب الزکاۃ، باب لایقبل اللہ صدقۃ من غلول، ج۳ ص ۲۸۰

گے، اور ہم یہ بھی نہیں کہیں گے کہ یہ کس طرح واقع ہوا۔
تو حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی رائے بھی یہی ہے کہ یہاں تفویض کو لیں گے۔
اگر تفویض کے بارے میں پڑھنا ہے تو "**القول التمام بإثبات التفويض مذهبا للسلف الكرام**" پڑھ لیں، اس میں تقریبا (۱۰۰) سے زائد علماء کرام، محدثین، فقہاء اور ہر دور کے ائمہ کے اقوال، ان کی عبارات ذکر کی ہیں، یہ بڑی مفید کتاب ہے، پہلی صدی سے لے کر بعد تک کے تمام اہل حق تفویض کی رائے کو لیتے ہیں، اس کے مصنف کا نام ہے سیف بن علی العصری ہے، اس کتاب پر دکتور یوسف قرضاوی، شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ کی تقریظ ہے اور شیخ وہبی سلیمان غاوجی کی تقریظ ہے، پاکستان میں بھی یہ نسخہ طبع ہو گیا ہے اور اس پر حضرت مولانا سجاد الحجابی صاحب دامت برکاتہم کی بھی تقریظ ہے، تو یہ کتاب ہو سکے مطالعہ میں رکھیں، تفویض کے بارے میں اس میں جتنا مواد ہے شاید کسی اور کتاب میں نہیں ملے گا اور اس میں ان کے شبہات کے جوابات بھی ہیں جو تفویض کے قائل نہیں، جتنے شبہات ان کی طرف سے ہیں ان کے آخر میں جوابات بھی ہیں، یہ نہایت جامع، مفصل اور محقق کتاب ہے۔
بات اس پر چل رہی تھی کہ امام ابن ابی العز رحمہ اللہ نے متشابہات میں تفویض کا انکار کیا ہے، حالانکہ تفویض اہلسنت والجماعت کا مذہب رہا ہے۔
(۱۰) امام ابن ابی العز رحمہ اللہ نے شیخ محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ کو زندیق اور حلولی کہا ہے۔[1]
کہا کہ یہ زندیق اور حلولی تھے، اور حلول کہا جاتا ہے کہ ایک چیز کا دوسری چیز کے اندر

---

[1] شرح العقيدة الطحاوية: ج ۲ ص ۷۴۳، ۷۴۵

چلا جانا، جیسے بعض عیسائیوں کا یہ نظریہ رہا کہ اللہ رب العزت ہی عیسیٰ علیہ السلام ہیں، اصل میں اللہ رب العزت نے عیسیٰ علیہ السلام میں حلول کیا (العیاذ باللہ) اللہ تعالی نے قرآن کریم میں ان کی تردید کی ہے۔

عیسائیوں میں دراصل تین نظریے رہے، ایک نظریہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کا بیٹا ہے، دوسرا نظریہ تھا کہ تینوں مل کر ایک ہیں اور تیسرا نظریہ یہ تھا کہ اللہ تعالی نے عیسیٰ علیہ السلام میں حلول کیا ہوا ہے، اللہ رب العزت نے تینوں نظریات کی تردید کی ہے:

﴿لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ﴾(المائدہ: ۷۳)

ترجمہ: وہ لوگ (بھی) یقیناً کافر ہو چکے ہیں جنہوں نے یہ کہا ہے کہ: اللہ تین میں تیسرا ہے۔

اس آیت میں اللہ تین میں سے ایک ہے، اس نظریہ کی تردید کی۔

﴿وَقَالَتِ النَّصَارَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللَّهِ﴾(التوبة: ۳۰)

ترجمہ: اور نصرانی یہ کہتے ہیں کہ مسیح اللہ کے بیٹے ہیں۔

اس آیت میں مسیح اللہ کا بیٹا ہے، اس نظریہ کی تردید کی۔

﴿لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ﴾(المائدة: ۷۲)

ترجمہ: وہ لوگ یقیناً کافر ہو چکے ہیں جنہوں نے یہ کہا ہے کہ اللہ مسیح ابن مریم ہی ہے۔

اس آیت میں بھی ''اللہ مسیح ابن مریم ہے'' اس نظریہ کی تردید کی ہے۔

عیسائیوں کے تین الگ الگ گروہ گزرے ہیں، ایک نستوریہ، ایک رہبانیہ اور ایک المالیہ۔ انجیل میں انجیل یوحنا ہے، انجیل متی ہے، انجیل مرقس ہے۔ جتنے بھی انجیل نقل کی گئی ہیں عیسیٰ علیہ السلام کے صحابہ سے نہیں تابعین سے منقول ہیں، عیسیٰ علیہ السلام کے کسی صحابی نے اس کو نہیں لکھا، اس موضوع کو پڑھنا ہو تو حضرت مولانا مفتی محمد تقی

عثمانی صاحب دامت برکاتہم کی تصنیف ’’عیسائیت کیا ہے؟‘‘ پڑھ لیں۔ یا امام اہل سنت مولانا سرفراز صاحب کی کتاب ’’عیسائیت کا پس منظر‘‘ کا مطالعہ کرلیں اور اس پر سب سے جامع اور مفصل کتاب حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی صاحب کی ’’اظہار الحق‘‘ ہے، یہ عربی زبان میں ہے، اس کا اردو ترجمہ ’’بائبل سے قرآن تک‘‘ کے نام سے طبع ہوا ہے۔ مولانا رحمت اللہ کیرانوی بہت بڑے جید عالم گزرے ہیں، جب یہ کتاب لکھی گئی تھی تو اس دور کے عربی دان عیسائی اور مستشرقین نے کہا کہ اگر یہ کتاب یورپ اور امریکہ میں پھیل گئی اور اس کا ترجمہ ان کی زبانوں میں ہوگیا اور لوگوں نے اس کو پڑھ لیا تو دنیا میں کوئی عیسائی باقی نہیں رہے گا، اس کتاب میں اتنے مضبوط اور ٹھوس دلائل دیے گئے ہیں اور عیسائیوں کی اپنی ہی کتاب انجیل کے جابجا حوالے دیے گئے ہیں۔ عقلی، نقلی دلائل سے مزین ہے، اللہ رب العزت نے ان سے بڑا کام لیا، مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمہ اللہ اپنے دور کے بڑے مناظر بھی تھے، اگر کوئی اصل کتاب نہ پڑھ سکے تو کم از کم اس کا اردو ترجمہ ’’بائبل سے قرآن تک‘‘ ہی پڑھ لیں۔

خیر یہ باتیں تو ضمناً آئی ہیں، یہاں اصل بات یہ چل رہی تھی کہ امام ابن ابی العز رحمہ اللہ نے اور اسی طرح دیگر سلفیوں نے امام ابن عربی رحمہ اللہ کو زندیق لکھا اور حلولی بھی لکھا۔ امام ابن عربی رحمہ اللہ کے بارے میں محتاط رائے یہ ہے کہ وہ بہت بڑے عالم گزرے ہیں اور انہوں نے دین کی بڑی خدمت کی ہے، البتہ ان کی بعض تعبیرات ایسی تھیں جو ظاہراً شریعت کے خلاف تھیں، اس لیے جو ظاہر کو معیار بنانے والے ہیں انہوں نے وہ باتیں دیکھ کر ان کے خلاف فتویٰ دے دیا، لیکن ہمارے اکابر نے ان کی باتیں نقل کی ہیں، ان کی تشریحات سے استفادہ کیا ہے، ان کے علوم وافکار کی سطح بہت بلند تھی، ہر آدمی ان کے معنی کا ادراک نہ کرسکا، اس کو سمجھ نہ سکا، اس وجہ سے

انہوں نے انکار کردیا، انہوں نے ابن عربی کے زندیق اور حلولی ہونے پر جس بات کو بنیاد بنایا وہ عقیدہ وحدت الوجود ہے، وحدۃ الوجود صوفیہ کرام میں ایک اصطلاح رہی ہے، اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ کائنات میں وجود ایک ہی ہے اور وہ وجود اللہ کا ہے، باقی سارے وجود عارضی ہیں۔ یہ کوئی کفریہ بات نہیں ہے، اس کی تشریح یہ ہے کہ کائنات میں جتنے وجود نظر آرہے ہیں یہ حقیقت میں وجود نہیں ہیں، اس لیے کہ یہ پرلے سے وجود میں نہیں تھے اور آج وجود میں ہیں، کل دوبارہ ختم ہوجائیں گے، جبکہ اللہ کا وجود اصلی اور حقیقی ہے، پرلے بھی تھا، حال میں بھی ہے اور مستقبل میں بھی رہے گا، اس لئے اللہ کا وجود حقیقی ہے، صوفیاء اسی کو ''وحدۃ الوجود'' سے تعبیر کرتے ہیں، اس کی مثال یوں ہے کہ ایک آدمی کسی بیابان جنگل میں ہو، وہاں اس کو کوئی بڑا سایا نظر نہ آرہا ہو بلکہ اسے ٹیلوں کا، کہیں درختوں کا چھوٹا سایہ نظر آرہے ہے، اب اگر وہ سایہ کا انکار کردیتے کہ یہاں کوئی سایہ نہیں ہے، حالانکہ سایہ تو ہے لیکن حقیقت میں دیکھا جائے تو ہر جگہ دھوپ ہی دھوپ ہے، اس دھوپ کے مقابلے میں سایہ کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی، اس لئے وہ سایہ کا انکار کرتا ہے، یا اس کو یوں سمجھا جائے کہ جس کو بعض صوفیاء ''وحدۃ الشہود'' سے بھی تعبیر کرتے ہیں، شہود کا معنی حاضری ہے، یعنی کائنات میں صرف اللہ ہی کی ذات موجود ہے، اللہ کے سوا کوئی اور نہیں ہے، اس کو یوں سمجھیں کہ سورج کی روشنی کی موجودگی میں دیگر چیزوں کی روشنی کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی، اب لائٹ، بلب، اور چراغ وغیرہ کی روشنی کی کوئی حیثیت نہیں ہے، اب اگر کوئی کہے کہ دنیا میں سورج کی روشنی کے علاوہ کوئی روشنی نہیں ہے یعنی سورج کی روشنی کے مقابلہ میں باقی چیزوں کی روشنی کی حیثیت نہیں تو یہ بات ٹھیک ہے، بالکل اسی طرح صوفیاء کہتے ہیں کہ کائنات میں وجود صرف اللہ ہی کا ہے، اللہ کے وجود، اللہ کے شہود کے

مقابلے میں کائنات میں کسی چیز کا وجود نہیں ہے، اس معنی میں یہ تشریح ٹھیک ہے، اس وضاحت پر اگر کوئی تکفیر کرتا ہے تو یہ بات درست نہیں، ہم جب اصطلاحات صوفیاء کی لیں تو تشریح بھی صوفیاء کی لینی چاہیے، اگر ہم اصطلاحات ان کی لیں اور تشریح اپنی کریں تو اس سے غلط فہمی ہوگی، ابن عربی رحمہ اللہ پر حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب رحمہ اللہ کا ایک رسالہ ہے، اس میں حضرت نے جو بھی امام ابن عربی رحمہ اللہ پر اشکالات ہوئے ہیں ان کے جوابات بھی دیے ہیں اور عبارت کی وضاحت بھی کی ہے، رسالہ کا نام "**التنبیة الطربی فی تنزیهی ابن عربی**" ہے، اس میں ان تمام چیزوں کی وضاحت کردی ہے اور اس کے آخر میں حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ صاحب کا کلام بڑا مفید ہے، آخر میں جو کلام حضرت نے کیا وہ کلام میں عرض کردیتا ہوں، اس میں حضرت نے بڑے اعتدال کے ساتھ امام ابن عربی رحمہ اللہ کے بارے میں فرمایا کہ میرا مسلک ان کے بارے میں یہ ہے:

بنائے صدرِ شہادت جم غفیرا کا برامت کہ جس کی حجیت حدیث "**اَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ**" ہے، دیکھیں حدیث میں آتا ہے کہ تم لوگ زمین میں گواہ ہو، حضرت نے اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے فرمایا کہ جب زمین میں گواہ علماء ہیں، اہل علم ہیں اور اتنے اہل علم شہادت دے رہے ہیں کہ انہوں نے دینی کام کیا، اللہ نے ان سے کام لیا اور علماء ان کی سچائی، حقانیت کی تصدیق کررہے ہیں، تو یہی امام ابن عربی رحمہ اللہ کے برحق ہونے کی دلیل ہے۔ دوسری بات کہی کہ شیخ کی یہی مقبولیت کا راز ہے کہ اہل علم کی طرف سے ان کی ترجمانی کی گئی ہے، البتہ ان کی بعض باتیں ایسی ہیں کہ جو باتیں بظاہر شرع کے خلاف نظر آرہی ہیں، اگر وہ ہماری فہم اور سمجھ میں نہیں آرہیں تو کوئی بات نہیں، کیونکہ قرآن کریم میں ہے:

﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا﴾(النساء: ۳۶)

ترجمہ:اور جس بات کا تمہیں یقین نہ ہو، (اُسے سچ سمجھ کر) اس کے پیچھے مت پڑو، یقین رکھو کہ کان، آنکھ اور دل سب کے بارے میں (تم سے) سوال ہوگا۔

یعنی جن باتوں کی انہوں نے وضاحت کی اور ہم وہ باتیں نہ سمجھ پائے تو ہم ان چیزوں کے پیچھے نہ پڑیں اور ہم انکار بھی نہ کریں، پھر قرآن کریم کی یہ آیت نقل کی:

﴿بَلْ كَذَّبُوا بِمَا لَمْ يُحِيطُوا بِعِلْمِهِ وَلَمَّا يَأْتِهِمْ تَأْوِيلُهُ كَذَلِكَ كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظَّالِمِينَ﴾(یونس: ۳۹)

ترجمہ:بات دراصل یہ ہے کہ جس چیز کا احاطہ یہ اپنے علم سے نہیں کر سکے، اِسے انہوں نے جھوٹ قرار دے دیا، اور ابھی اس کا انجام بھی ان کے سامنے نہیں آیا اسی طرح جو لوگ ان سے پرلے تھے، انہوں نے (اپنے پیغمبروں کو) جھٹلایا تھا، پھر دیکھو کہ ان ظالموں کا انجام کیسا ہوا؟

یعنی ہم بات کو سمجھ نہ سکے، اور انھوں نے انکار کر دیا، اس کی مثال ''اَلنَّاسُ اَعْدَاءٌ لِمَا جَهِلُوا'' ہے۔یعنی انسان جس چیز کو سمجھے نہیں تو اس کا مخالف ہو جاتا ہے، لہٰذا جن باتوں کی شرح ہمیں سمجھ نہ آئے ہمارے اپنے فہم کی کمی کی وجہ سے ہے اور بقیہ ان کے وہ علوم، معانی جو بظاہر شرع کے خلاف نظر آ رہیں تو ہم اس میں اپنے آپ کو مشغول نہیں کریں گے نہ اس کی تبلیغ میں لگیں گے اس لیے کہ:

﴿هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ

يَقُولُونَ آمَنَّابِهِ كُلٌّ مِنْ عِندِ رَبِّنَاوَمَايَذَّكَّرُإِلَّاأُولُوا الْأَلْبَابِ﴾(آل رعمران:۷)
ترجمہ:(اے رسول) وہی اللہ ہے جس نے تم پر کتاب نازل کی ہے جس کی کچھ آیتیں تو محکم ہیں جن پر کتاب کی اصل بنیاد ہے اور کچھ دوسری آیتیں متشابہ ہیں۔ اب جن لوگوں کے دلوں میں ٹیڑھ ہے وہ ان متشابہ آیتوں کے پیچھے پڑے رہتے ہیں تاکہ فتنہ پیدا کریں اور ان آیتوں کی تاویلات تلاش کریں، حالانکہ ان آیتوں کا ٹھیک ٹھیک مطلب اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا، اور جن لوگوں کا علم پختہ ہے وہ یہ کہتے ہیں کہ: ہم اس (مطلب) پر ایمان لاتے ہیں (جو اللہ کو معلوم ہے) سب کچھ ہمارے پروردگار ہی کی طرف سے ہے، اور نصیحت وہی لوگ حاصل کرتے ہیں جو عقل والے ہیں۔

تو ہم ان چیزوں کے پیچھے پڑ کر ان کی نشر و اشاعت اور تشہیر میں بھی نہیں لگیں گے، اب جن علماء نے ان کے بارے میں کوئی جملہ کہا ہے تو انہوں نے ان الفاظ کے ظاہر کو دیکھ کر کہا، اس لیے ہم ان کے بارے میں بھی کوئی غلط بات نہیں کہیں گے، کیونکہ انہوں نے بھی نیک نیتی سے بات کی ہے، اس لئے کہ انہوں نے بھی جب ظاہر کے خلاف دیکھا تو اپنے علم کے مطابق ان کے بارے میں رائے دی، اس وجہ سے یہ معذور ہیں، اس بارے میں سب سے بہتر توقف اور سکوت ہے، یا اہل علم نے جو اِس کی وضاحت کی ہے تو اُسے پڑھ لیا جائے، اِس سلسلے میں اچھی کتاب علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمہ اللہ (متوفی ۹۷۳ھ) کی "الكبريت الأحمر في بيان علوم شيخ الأكبر" ہے اور دوسری کتاب "تنبيه الأغبياء على قطرة من بحر علوم الأولياء" ہے، ان دونوں کتابوں میں علامہ ابن عربی رحمہ اللہ کے علوم معارف اور افکار کی وضاحت کی گئی ہے۔

اسی طرح علامہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ علیہ نے بھی امام ابن عربی رحمہ اللہ کا تذکرہ "الفتاوی

الحديثية" صفحہ ۲۷اور ۴۷ پر بڑے اچھے انداز میں کیا ہے۔
علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے بھی ان کے دفاع میں پورا ایک رسالہ لکھا ہے، اس کا نام "**تنبيه الغبي في تبرئة ابن عربي**" ہے، ابن عربی رحمہ اللہ پر جو اشکالات تھے ان کی وضاحت اس میں کر دی گئی ہے۔ بہر حال امام ابن ابی العز رحمہ اللہ نے ابن عربی رحمہ اللہ کے بارے میں جو بات کہی ہے وہ درست نہیں ہے، اللہ رب العزت نے امام ابن عربی رحمہ اللہ سے بڑا کام لیا ہے۔

(۱۱) امام ابن ابی العز رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ زندیق کی توبہ قبول نہیں ہوتی اور امام ابن عربی رحمہ اللہ کو انہوں نے معاذ اللہ زندیق شمار کیا ہے۔ [1]

یہ بات کہ زندیق کی توبہ قبول نہیں ہوتی درست نہیں، اگر زندیق صدقِ دل کے ساتھ گرفتاری سے پہلے پہلے توبہ کرلے، اپنے نظریہ سے باز آجائے تو اس کی توبہ ہو جاتی ہے، ہاں توبہ تب قبول نہیں ہے جب وہ گرفتار ہو گیا ہو، گرفتاری کے بعد اگر وہ صرف زبان سے توبہ کرتا ہو دل سے نہیں یا دونوں سے بھی کرے تو قبول نہیں ہے، لیکن اگر اس سے پہلے کرے تو وہ توبہ قبول ہوتی ہے، زندیق کہتے ہیں:

مَنْ لَّايَتَدَيَّنُ بِدِيْنٍ وَيَظْهَرُ الْإِسْلَامَ وَيَطْعَنُ فِيْهِ.

ترجمہ: زندیق وہ ہے جو دین کا پابند نہ ہو، اسلام کا اظہار کرے اور اس پر طعن کرے۔
مطلب یہ ہے کہ جس آدمی کا کوئی دین نہ ہو اور وہ اسلام کا اظہار کرے لیکن اسلام پر طعن کرے، اعتراضات بھی کرے، تشریح وہ کر رہا ہو جو اسلام کے برخلاف ہے، جیسے قادیانی اور منکرین حدیث، یہ اپنے آپ کو تو مسلمان کہہ رہے ہیں، مگر انہوں نے اپنا الگ مذہب اور دین بنا دیا ہے، اسلام پر اعتراضات کر رہے ہیں، اپنی کفریہ باتوں کو

[1] شرح العقيدة الطحاوية: ج ۲ ص ۷۴۵

دین سے تعبیر کر رہے ہیں اور اس کی دعوت دے رہے ہیں تو اِسے زندیق کہا جائے گا۔

(۱۲) امام ابن ابی العزرحمہ اللہ کے نزدیک ایمان لانے سے سابقہ گناہ معاف نہیں ہوتے، بلکہ اس کے لیے نئی توبہ کی ضرورت ہے، اگر کوئی ایمان لے آئے گا تو اس کے پرلے کے گناہ معاف نہیں ہوں گے، اس کے لئے نئی توبہ کرنی ہوگی۔ [1]

حالانکہ جمہور اہل علم کے ہاں اگر کوئی آدمی ایمان لے آئے تو اس کے سابقہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں، قرآن کریم کی آیت سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے، سورہ انفال میں ہے:

﴿قُلْ لِلَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ يَنْتَهُوا يُغْفَرْ لَهُمْ مَا قَدْ سَلَفَ وَإِنْ يَعُودُوا فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ الْأَوَّلِينَ﴾ (الأنفال: ۳۸)

ترجمہ: کہہ دو کہ اگر وہ باز آ جائیں تو پرلے ان سے جو کچھ ہوا ہے اسے معاف کر دیا جائے گا، اور اگر وہ پھر وہی کام کریں گے تو پچھلے لوگوں کے ساتھ جو معاملہ ہوا، وہ (ان کے سامنے) گزر ہی چکا ہے۔

اس آیت میں "قَدْ سَلَفَ" ماضی کا صیغہ ہے جو اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ توبہ کرنے سے گذشتہ گناہ معاف ہو جائیں گے، اسی طرح سورہ نساء کی آیت ہے:

﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَلَمْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ أُولَئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيهِمْ أُجُورَهُمْ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا﴾ (النساء: ۱۵۲)

ترجمہ: اور جو لوگ اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائیں، اور ان میں سے کسی کے درمیان فرق نہ کریں تو اللہ ایسے لوگوں کو ان کے اجر عطا کرے گا، اور اللہ بہت معاف کرنے والا، بڑا مہربان ہے۔

---

[1] شرح العقيدة الطحاوية: ج۲ ص ۴۵۱

اس آیت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ جب آدمی ایمان لائے تو ماضی کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔

اسی طرح صحیح مسلم کی روایت ہے کہ جب حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ ایمان لارہے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا: یارسول اللہ! میں ایک شرط لگاتا ہوں، آپ نے فرمایا کیا شرط لگاتے ہو؟ کہا وہ شرط یہ ہے کہ میرے سارے گناہ معاف ہوجائیں گے؟ تو آپ نے اس موقع پر فرمایا تھا:

أَنَّ الْإِسْلَامَ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ؟ وَأَنَّ الْهِجْرَةَ تَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهَا؟ وَأَنَّ الْحَجَّ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ؟. (1)

ترجمہ: اسلام سے پرلے گناہ معاف ہوجاتے ہیں، اور ہجرت سے بھی پرلے کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں اور حج سے بھی سابقہ گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔

اس روایت میں آپ نے اسلام، حج اور ہجرت تینوں چیزوں کا تذکرہ فرمایا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام سے سابقہ گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔

اسی طرح صحیحین میں ہے کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالی عنہ نے ایک ایسے شخص کو قتل کردیا جس نے کلمہ پڑھا، حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے یہ سمجھا کہ اس نے دل سے نہیں پڑھا صرف زبان سے پڑھا ہے، مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو آپ نے فرمایا:

أَفَلَا شَقَقْتَ عَنْ قَلْبِهِ حَتَّى تَعْلَمَ أَقَالَهَا أَمْ لَا؟

ترجمہ: کیا تم نے اس کا دل چیرا ہے! معلوم ہوجائے کہ اس نے دل سے پڑھا ہے یا نہیں۔

---

(1) صحيح مسلم: كتاب الإيمان، باب كون الإسلام يهدم ما كان قبله، رقم الحديث: ١٢١

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے یہ جملہ بار بار دہرایا، حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر ایک جملہ کہا تھا:

حَتَّى تَمَنَّيْتُ أَنِّي أَسْلَمْتُ يَوْمَئِذٍ. ❶

ترجمہ: میں نے یہ تمنا کی کاش آج کے دن میں اسلام لاتا۔

مطلب یہ ہے کہ آج اگر میں اسلام لاتا تو میرے سارے گناہ معاف ہوجاتے، تو میرے قتل کا یہ گناہ بھی معاف ہو جاتا، حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے معلوم ہوا کہ اسلام سے سابقہ گناہ معاف ہوجاتے ہیں، اس لئے یہ رائے دینا کہ سابقہ گناہ معاف نہیں ہوتے جمہور اہلِ علم سے ہٹ کر ہے۔

(۱۳) امام ابن ابی العز رحمہ اللہ نے امام ابن عربی رحمہ اللہ کی طرف یہ بات منسوب کی ہے کہ وہ ولی کو نبی اور رسول پر فضیلت دیتے ہیں اور ابن عربی رحمہ اللہ نے خود اپنے آپ کو بھی نبی اور رسول پر فضیلت دی ہے۔ ❷

یہ بات بھی درست نہیں ہے، امام ابن عربی رحمہ اللہ کی یہ رائے نہیں ہے کہ وہ ولی کو نبی اور رسول پر فضیلت دیتے ہوں، بلکہ ان کے ہاں رسول اور نبی کا مقام ولی سے زیادہ ہے، اس کی واضح دلیل یہ ہے کہ ان کی اپنی کتاب کے اندر ایک شعر موجود ہے، جس شعر کے اندر انہوں نے خود اس کی فضیلت کو بیان کیا ہے:

بَيْنَ الْوِلَايَةِ وَالرِّسَالَةِ بَرْزَخٌ   فِيهِ النُّبُوَّةُ حُكْمُهَا لَا يَجْهَلُ.

اب دیکھیں اس شعر کے اندر انہوں نے خود فرمایا کہ ولایت اور رسالت کے درمیان میں ایک پردہ ہے اور نبوت کا جو مقام اور مرتبہ ہے اس سے کوئی ناواقف نہیں ہے، یعنی

❶ صحيح مسلم: كتاب الإيمان، تحريم قتل الكافر بعد أن قال لا اله إلا الله، رقم الحديث: ٩٦

❷ شرح العقيدة الطحاوية: ج ٢ ص ٧٤٣

وہ بہت بلند اور اس سے نیچے جو مقام ہے وہ ولایت کا ہے۔اب اس شعر کو الٹ کر یا اس کے برعکس کوئی امام ابن عربی رحمہ اللہ کی طرف منسوب کرے تو یہ درست نہیں، ان کا یہی شعران کی کتاب میں موجود ہے، بہر حال ان کی دیگر تصنیفات، افادات اور علوم سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا یہ نظریہ نہیں تھا۔

(۱۴) امام ابن ابی العز رحمہ اللہ نے علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی اتباع میں یہ بات لکھی ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک قبر کے پاس تلاوت قرآن مکروہ ہے۔ ❶

یہ احناف کا مسلک نہیں، احناف کے ہاں اگر کوئی قبر کے پاس ذکر وتلاوت کرنا چاہے تو یہ جائز ہے، احناف کی طرف یہ منسوب کرنا کہ وہ قبر کے پاس تلاوت یا ذکر کو ناجائز کہتے ہیں درست نہیں ہے۔اس پر دلیل علامہ کاسانی رحمہ اللہ کی کتاب "بدائع الصنائع" کی مندرجہ ذیل عبارت ہے:

وَعَلَيْهِ عَمَلُ الْمُسْلِمِينَ مِنْ لَدُنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِلَى يَوْمِنَا هَذَا مِنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ عَلَيْهَا . ❷

ترجمہ: مسلمانوں کا عمل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور سے لے کر آج تک جو ہے وہ قبروں کی زیارت بھی ہے اور اس پر قرآن کریم کی قرآءت بھی ہے۔

اسی طرح علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ کی عبارت ہے:

وَاخْتُلِفَ فِي إِجْلَاسِ الْقَارِئِينَ لِيَقْرَءُوا عِنْدَ الْقَبْرِ وَالْمُخْتَارُ عَدَمُ الْكَرَاهَةِ. ❸

ترجمہ: قبروں کے پاس قرآن پڑھنے کے لیے قاریوں کا بیٹھنا مختلف فیہ ہے، البتہ

---

❶ شرح العقيدة الطحاوية: ج۲ ص ۶۷۵

❷ بدائع الصنائع: كتاب الحج، فصل نبات الحرم، ج۲ ص ۲۱۲

❸ فتح القدير: كتاب الصلاة، باب الشهيد، ج۲ ص ۱۴۲

پسندیدہ قول یہ ہے کہ یہ مکروہ نہیں ہے۔
علامہ حصکفی رحمہ اللہ نے بھی لکھا ہے:

وَلَوْ زَارَ قَبْرَ صَدِيقٍ أَوْ قَرِيبٍ لَهُ وَقَرَأَ عِنْدَهُ شَيْئًا مِنَ الْقُرْآنِ فَهُوَ حَسَنٌ. ①

ترجمہ: اگر آدمی اپنے کسی دوست یا اس کے قریب کی قبر پر جا کر قرآن کریم پڑھتا ہے تو یہ پڑھنا اس کے لئے اچھا ہے۔

ان فقہی عبارات سے معلوم ہوا کہ احناف کے نزدیک یہ مکروہ یا ناجائز نہیں ہے، بلکہ یہ درست ہے۔

(۱۵) امام ابن ابی العز رحمہ اللہ اوران کے متبعین اہل تفویض کو گمراہ کہتے ہیں، حالانکہ اہل تفویض کا جو مسلک ہے وہ اہل سنت والجماعت کا مسلک ہے۔اس لئے اس کو گمراہ کہنا قطعاً درست نہیں ہے۔ یہ وہ پندرہ مسائل ہیں جن میں امام ابن ابی العز رحمہ اللہ اہلسنت والجماعت سے ہٹ کر ہیں۔اب وہ کون کونسی کتابیں ہیں جن سے اقتباسات نقل کر کے "**شرح العقيدة الطحاوية**" میں بیان کیا گیا اور کہاں کہاں انہوں نے اس سے نقل کیا ہے؟ تو عرب کے ایک عالم ہیں دکتور عبدالعزیز بن محمد بن علی، انہوں نے ایک کتاب لکھی ہے: "**مصادر ابن أبي العز في شرح العقيدة الطحاوية**" اس کتاب میں انہوں نے ایسے (۱۷۸) مقامات کا تذکرہ کیا ہے جن میں امام ابن ابی العز رحمہ اللہ نے علامہ ابن تیمیہ اور حافظ ابن قیم رحمہما اللہ کی کتابوں سے اقتباسات نقل کئے ہیں، لیکن عجیب بات ہے کہیں بھی انہوں نے علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور حافظ ابن قیم رحمہ اللہ کا تذکرہ نہیں کیا، ان کے نام کی صراحت نہیں کی جس سے

① الدر المختار: كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، ج ٦ ص ٥٧

معلوم ہوتا ہو کہ یہ ان کی باتیں نقل کر رہے ہیں، بلکہ انہوں نے اِس طرح نقل کیا ہے کہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ان کی اپنی عبارت ہے، اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ ان کی اس کتاب میں جتنے افکار اور نظریات ہیں تقریباً سب علامہ ابن تیمیہ اور علامہ ابن قیم رحمہ اللہ کی کتب سے ماخوذ ہیں۔

امام ابن ابی العز رحمہ اللہ کی معروف چار تصنیفات ہیں: ایک تو" **شرح العقیدة الطحاویة**" ہے، ایک کتاب ان کی "**التنبیه علی مشکلات الهدایة**" ہے ،اس کتاب کا نام پڑھنے والے یا جنہوں نے صرف نام دیکھا ہوتا ہے کتاب نہیں پڑھی ہوتی ہے وہ سمجھتے ہیں کہ اس میں ہدایہ کے مشکل مقامات کو حل کیا گیا ہوگا، حالانکہ ایسا بالکل نہیں، بلکہ یہ ہدایہ پر اعتراضات کا مجموعہ ہے، ایک عالم سے میں نے سنا کہنے لگے یہ حل ہدایہ کے لیے بہت اچھی کتاب ہے، شاید انہیں نام سے اشتباہ ہوا، جیسے "تاریخ فرشتہ" یہ نام دیکھ کر لوگ سمجھتے ہیں کہ اس میں شاید فرشتوں کے حالات ہیں، حالانکہ اس میں ہندوستان کے بادشاہوں کی سوانح ہے، اِس کے مصنف کا نام محمد قاسم فرشتہ ہے، اسی لئے اِس نے نام رکھا "تاریخ فرشتہ" تو بسا اوقات نام سے بندہ غلط فہمی میں مبتلا ہو جاتا ہے، اس لئے صرف نام دیکھ کر کتاب پر تبصرہ نہ کریں، جب تک کتاب کی فہرست، مقدمہ اور چند اوراق پڑھ نہ لیں، بہر حال "**التنبیه علی مشکلات الهدایة**" میں ابن ابی العز رحمہ اللہ نے ہدایہ پر اشکالات اور اعتراضات کیے ہیں، پھر اس کا رد علامہ قاسم بن قطلو بغا رحمہ اللہ نے لکھا لیکن اب تک اس کا مطبوعہ نسخہ کہیں نظر نہیں آیا، اِس رد کا نام "**أجوبة عن إعتراضات ابن أبی العز**" ہے۔

اکابر اہل علم نے بھی ابن ابی العز رحمہ اللہ کی شرح عقیدہ طحاویہ پر جا بجا اعتراضات اور

اشکالات کیے ہیں، خاص طور پر ملا علی قاری رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۱۴ھ) نے ''شرح الفقه الأكبر'' میں ابن ابی العز رحمہ اللہ کی عبارات کو لے کر اس کا رد کیا ہے، دیکھئے تفصیلاً: ❶

علامہ زاہد الکوثری رحمہ اللہ مشہور محقق عالم ہیں، انہوں نے امام طحاوی رحمہ اللہ کے حالات پر ایک کتاب لکھی ہے جو اس وقت طبع ہے، اس کا نام ''الحاوی فی سیرة الإمام أبی جعفر الطحاوی'' ہے، اس پر حاشیہ بھی علامہ کوثری رحمہ اللہ کا اپنا ہے، علامہ کوثری نے امام ابن ابی العز رحمہ اللہ کے بارے میں کہا:

وطبع شرح لمجهول ينسب إلى المذهب الحنفي زورا ينادى صنع يده بأنه جاهل بهذاالفن وأنه حشوى مختل العيار. ❷

اِس عبارت میں علامہ کوثری رحمہ اللہ نے بڑے سخت الفاظ میں جرح کی ہے اور انہوں نے یہ بھی بتایا کہ ابن ابی العز رحمہ اللہ نے جابجا ٹھوکریں کھائی ہیں۔

اسی طرح شیخ سعید فودہ ایک معاصر عالم ہے، انہوں نے ''شرح العقيدة الطحاوية'' کے نام سے عقیدہ طحاویہ کی بڑی مفید شرح لکھی ہے، اس میں لکھتے ہیں:

فيتبين لناأن نفيه لهذه الاستعمال فيه مغالطات وأخطاعديدة وقد قَلَّدَ ابن بازفی ذالک ابن أبی العز الحنفی فی شرحه،وهذاتلقی هذه الأغاليط عن شيخهم الأكبر ابن يتيمة،فتنبه. ❸

انہوں نے کہا کہ ان سے بہت سی چیزوں میں غلطی ہوئیں، علامہ ابن باز رحمہ اللہ نے ان کی پیروی کی، یہ غلطیاں اس لئے ہوئی ہیں کہ انہوں نے اپنے بڑے شیخ علامہ ابن

❶ منح الروض الأزهر فی شرح الفقه الأكبر: ص ۲۵۰، ۳۰۴، ۳۳۲، ۳۳۴

❷ تعليق الكوثری علی الحاوی: ص ۳۸

❸ شرح العقيدة الطحاوية: ص ۲۶

تیمیہ رحمہ اللہ کی ان باتوں میں پیروی کی ہے۔
شیخ سعید فودہ نے وہ جگہیں اور وہ مقامات بھی ذکر کیے ہیں، شیخ کی یہ شرح مفید ہے، اس میں جا بجا ابن ابی العز کا رد ہے۔
امام ابن ابی العز کی تیسری کتاب "الإتباع" ہے، علامہ ابن ابی العز رحمہ اللہ تقلید شخصی کے قائل نہیں تھے، وہ اپنے نام کے ساتھ حنفی تو لگاتے تھے، لیکن وہ مقلد نہ تھے، اس لیے انہوں نے تقلید شخصی کی رد میں "الإتباع" نامی کتاب لکھی۔
علامہ اکمل الدین بابرتی رحمہ اللہ (متوفی ۷۸۶ھ) نے ایک کتاب لکھی "النکت الظریفة فی ترجیح مذهب أبی حنیفة" اس میں انہوں نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مذہب کی ترجیح کو ثابت کیا ہے، اور ابن ابی العز رحمہ اللہ کے اس کتاب کا رَد لکھا، جب ایک شخص تقلید شخصی کا قائل ہی نہ ہو تو پھر اس کو اپنے نام کے ساتھ "الحنفی" نہیں لگانا چاہیے۔ یہاں یہ بات یاد رہے کہ ایک "النکت الظریفة" ہے اور ایک "النکت الطریفة" ہے "ط" کے ساتھ، یہ علامہ کوثری رحمہ اللہ کی کتاب ہے، اس میں امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے جو "مصنف ابن ابی شیبہ" میں امام اعظم رحمہ اللہ پر (۱۲۵) اعتراضات کیے تھے کہ انہوں نے احادیث اور آثار کی مخالفت کی ہے، ان کے جوابات علامہ کوثری رحمہ اللہ نے "النکت الطریفة فی تحدث عن ردود ابن أبي شیبة علی أبی حنیفة" کے نام سے دیئے۔
فائدہ: راقم نے امام ابن ابی العز رحمہ اللہ کے افکار ونظریات سے متعلق ان تمام معلومات میں استفادہ محقق العصر، شیخ الحدیث ومفتی دار العلوم زکریا جنوبی افریقہ، استاذ العلماء حضرت اقدس حضرت مولانا مفتی رضاء الحق صاحب کی کتاب "العصیدة السماویة شرح العقیدة الطحاویة" سے کیا ہے۔ اللہ رب العزت حضرت کے علم وعمل اور عمر میں

خوب برکتیں نصیب فرمائے اور ان کا سایہ تادیر ہم پر قائم ودائم رکھے۔آمین

دیکھئے تفصیلاً:[1]

۶۹......شرح المقاصد فی علم الکلام

یہ سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی رحمہ اللہ (متوفی ۷۹۳ھ) کی تصنیف ہے۔ علامہ تفتازانی رحمہ اللہ کو اللہ رب العزت نے علوم وفنون میں یدطولی عطا فرمایا تھا، خاص طور پر علم بیان، معانی، بدیع، منطق، فلسفہ، اصولِ فقہ، اور علم کلام میں خوب مہارت دی تھی، اور انہوں نے جو تصانیف کی اللہ تعالی نے انہیں قبولیت عطا فرمائی، اِن کی اکثر کتابیں درس نظامی کے نصاب میں شامل ہیں، جیسے "تھذیب المنطق، مختصر المعانی، المطول"، توضیح پر "التلویح" کے نام سے تعلیقات "شرح العقائدالنسفیة" اور اسی طرح زیر تعارف کتاب سب کو اللہ تعالی نے بڑی قبولیت عطا فرمائی۔ علامہ تفتازانی رحمہ اللہ کی کتاب "شرح المقاصد" عقائد پر لکھی گئی کتابوں میں تفصیلی کتاب ہے، اس کتاب میں صفاتِ باری تعالیٰ اور عقائد کے مسائل کو تفصیل سے لکھا گیا ہے، اگر کوئی ساتھی ذات باری تعالیٰ اور صفات سے متعلق تفصیلات پڑھنا چاہے تو وہ اس کی طرف مراجعت کرے۔ اس میں توحید، رسالت، مقام صحابہ، مسئلہ امامت، اہل بیت، حشر ونشر، عذاب اور دیگر اخروی مسائل کو عقلی انداز میں حل کیا ہے، خاص طور پر اس میں فلاسفہ کے اشکالات کے جوابات موجود ہیں اور عقائد کو اس میں دلائل سے مبرہن کیا گیا ہے، علامہ تفتازانی رحمہ اللہ چونکہ منطقی اور فلسفی بھی تھے اس لیے کتاب میں عقلی اور فلسفیانہ طرز غالب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے ہر عقیدہ کو نص کے ساتھ ساتھ عقلی دلیل سے بھی ثابت کرنے کی کوشش کی

[1] العصیدة السماویة: ج ۱ ص ۸۸ تا ۱۲۱

ہے، علامہ تفتازانی رحمہ اللہ کی کتب سے استفادہ ذرا مشکل ہوا کرتا ہے، اس کا اندازہ مختصر المعانی، مطول، شرح عقائد اور تلویح پڑھنے والے لگا سکتے ہیں، بالکل اسی طرح یہ کتاب بھی نہایت دقیق ہے، نیز کتاب میں مسائل پر ابواب اور عنوان وغیرہ بالکل نہیں لگائے گئے، اس لئے مطلوبہ مقام تک پہنچنے میں دقت ہوتی ہے، اس میں چونکہ استدلال عقل ونقل دونوں طرح سے کیا گیا ہے اس لیے یہ کتاب ہر دور میں مقبول رہی، کتبِ عقائد میں تفصیلی اور دقیق مباحث میں قارئین کے سامنے عموماً دو کتابوں کا تذکرہ زیادہ آتا ہے:

(۱) شرح مقاصد (۲) شرح مواقف۔ اس کتاب کی مقبولیت اتنی ہے کہ آج بھی علماء کرام جب علم کلام کے مباحث کے لیے مراجع کی طرف جاتے ہیں تو اس کتاب کو فراموش نہیں کرتے، لیکن چونکہ کتاب عقلی اور منطقی انداز میں ہے اس لیے اس کتاب کو کما حقہ انسان تب سمجھے گا جب وہ منطق اور فلسفہ کی اصطلاحات سے واقف ہو، اگر ایک شخص اصطلاحات سے واقف نہیں ہے تو اس سے بھرپور استفادہ نہیں کر سکے گا، لہٰذا اصطلاحات کے سمجھنے کے بعد اس کا مطالعہ کیا جائے تو فائدہ ہوگا، نیز یہ کتاب مبتدی طلبہ کے لئے نہیں ہے بلکہ منتہی طلباء کیلئے ہے، مبتدی یا متوسط طلباء اس سے اچھی طرح استفادہ نہیں کرسکیں گے، اس لئے کہ اس کی مباحث اور مضامین عمیق ہیں۔ اس میں ادنی مناسبت کے ساتھ خارجی مباحث کو بھی بڑے بسط کے ساتھ لکھا گیا ہے۔

یہ کتاب مکتبہ "دار المعارف النعمانية" سے دو جلدوں میں ۱۴۰۱ھ میں طبع ہے۔

۷۰......شرح العقائدالنسفية

یہ کتاب درس نظامی کے درجہ سادسہ میں پڑھائی جانے والی ایک اہم کتاب ہے، اس

کا متن ''العقائدالنسفية'' کے نام سے ہے، جس کے مصنف امام ابوحفص عمر بن محمد نسفی رحمہ اللہ (متوفی ۵۳۷ھ) ہیں، جبکہ اس کی شرح ''شرح العقائدالنسفية'' کے نام سے معروف ہے اور اس کے شارح بلند پایا محقق و مدقق عالم دین علامہ سعد الدین مسعود بن عمر التفتازانی رحمہ اللہ (متوفی ۷۹۳ھ) ہیں۔

علامہ تفتازانی رحمہ اللہ کی عقائد پر اس کے علاوہ بھی ایک کتاب ''شرح المقاصد فی علم الکلام'' کے نام سے دو جلدوں میں ''دارالمعارف النعمانية'' سے طبع ہے۔

امام نسفی رحمہ اللہ کی مختصر سوانح اور تصنیفات

اِس کتاب کے ماتن کا نام و نسب عمر بن احمد بن اسماعیل ابوحفص النسفی ہے، موصوف ''نجم الدین'' اور '' شیخ الاسلام'' کے لقب سے ملقب ہے، یہ سن ۴۶۱ھ بمطابق ۱۰۶۹ء کو''نسف'' نامی علاقے میں پیدا ہوئے۔ موصوف نے علم دین کے حصول کے لیے بڑی محنت کی اور اپنے زمانے کے کبار علماء کی طرف بڑے طویل اسفار کیے اور بہت سے شیوخ سے انہوں نے کسب فیض کیا۔ مصنف نے خود اپنی ایک کتاب میں ان شیوخ کے اسماء جمع کیے تو ان کی تعداد (۱۵۵) تک جا پہنچی، ان کے شیوخ میں مشہور علماء ابوالقاسم بن بیان، اسماعیل بن محمد النوحی النسفی، حسن بن عبدالملک القاضی، مہدی بن محمد العلوی ہیں، حصول علم کے بعد موصوف نے بھی گلستان اسلام کی خوب آبیاری کی اور بہت جلد ہی اہل علم کے حلقوں میں ان کی شہرت ہونے لگی، ان کے علم و فضل کو دیکھ کر دور دور سے علم دین کے متلاشی پڑھنے کے لیے حاضر ہو گئے، جن کی تعداد بہت زیادہ ہے، ان میں سے چند مشہور علماء یہ ہیں: محمد بن ابراہیم التوربشتی، ابوللیث احمد بن عمر بن محمد النسفی، عمر بن محمد بن عمر العقیلی۔

موصوف ایک مبلغ، متکلم، مناظر، فقیہ اور مفسر ہونے کے ساتھ ساتھ زبردست مصنف بھی تھے، چنانچہ انہوں نے درج ذیل علمی شاہکار چھوڑے:

(۱) القند فی تاریخ سمرقند.

(۲) أجناس الفقه.

(۳) اتطویل الأسفار لتحصیل الأخبار.

(۴) التسییر فی التفسیر.

(۵) الجمل الماثورة.

(۶) الحضائص فی الفروع.

(۷) دعوات المستخفرین.

(۸) طلبة الطلبة فی اللغة علی ألفاظ کتب أصحاب الحنفیة.

(۹) الفتاوی النسفیة.

(۱۰) مشارع الشارع فی فروع الحنفیة.

(۱۱) المعتقد.

(۱۲) منظومة السنفی فی الخلاف.

موصوف کی وفات سمرقند میں ۱۲ جمادی الاولی ۵۳۷ھ کو ہوئی۔ ❶

علامہ تفتازانی رحمہ اللہ کی مختصر سوانح اور تصنیفات

کتاب کے شارح کا نام ونسب سعد الدین مسعود بن عمر بن محمد بن ابوبکر بن محمد و التفتازانی ہے، لقب ان کا ''سعد الدین'' ہے، موصوف بہت بڑے فقیہ، متکلم، مناظر، اصولی، نحوی، بلاغت اور منطق میں درجہ امامت رکھنے والے عالم تھے۔ یہ خراسان کے

❶ شرح العقائد النسفية: ص ۵ تا ۸، مقدمة المحقق، ط: دار إحياء التراث العربي

مشہور نسفا کے ’’تفتازان‘‘ بستی میں ماہِ صفر سن ۷۱۲ھ کو ایک علمی گرانے میں پیدا ہوئے، ان کے والد بھی بہت بڑے عالم اور قاضی تھے۔ علامہ سعد الدین التفتازانی ائمہ محققین ومدققین میں سے ایک تھے، ان کے دور میں علوم وفنون کی ریاست کی انتہاء ان ہی کی ذات پر جا کر ختم ہوتی تھی۔ انہوں نے نحو، صرف، منطق، معانی، بیان، اصولِ فقہ، تفسیر وحدیث بالخصوص علم الکلام پر مکمل دسترس حاصل کر لی تھی، موصوف مذہب شافعی اور مذہب حنفی دونوں کے مطابق فتوی دیتے تھے، مگر وہ مسلکاً شافعی تھے۔ ان کے مشہور شیوخ عضد الدین عبدالرحمٰن بن احمد، قطب الدین محمود بن محمد نظام الدین الراضی، بہاؤ الدین السمر قندی الحنفی، ضیاء الدین عبداللہ بن سعد اللہ ہیں۔ اِن کے مشہور تلامذہ حسام الدین حسن بن علی، حیدر بن احمد المعروف شیخ التاج، علاء الدین علی بن موسی حنفی، محمد بن عطا اللہ، شمس الدین محمد بن فضل اللہ، جمال الدین یوسف بن رکن سمر قندی رحمہم اللہ ہیں۔

علامہ تفتازانی رحمہ اللہ نے کئی علمی وفنی کتب تصنیف فرمائی جو ان کے اعلی علمی مقام و فضل کی دلیل ہے حتی کہ علم الکلام، اصول، منطق، بلاغت میں ان کی تصنیفات باحثین کے لیے مرجع اور متخصص طلباء کے لیے منتہی بن گئیں، ان کی تصنیفات درج ذیل ہیں:

(۱) شرح تصریف الزنجاني.

(۲) إرشاد الهادي.

(۳) الشرح المطول على تلخيص المفتاح ويعرف ”بدالمطول“

(۴) الشرح المختصر على تلخيص المفتاح ويعرف به ”مختصر المعاني“

(۵) شرح القسم الثالث من مفتاح العلوم.

(٦)التلويح الى كشف حقائق التنقيح.

(٧)الحاشية على شرح عضدالدين الإيجی على مختصر المنتهى لابن الحاجب.

(٨)المفتاح.

(٩)تهذيب المنطق.

(١٠)المطول.

(١١)مقاصدالطالبين.

(١٢)شرح التعريف العذی.

(١٣)شرح الأربعين النووية.

(١٤)مختصرشرح تلخيص الجامع الكبير.

(١٥)الحاشية على الكشاف.

(١٦)شرح الرسالة الشمسية.

(١٧)غاية تهذيب الكلام فی تحرير المنطق والكلام.

(١٨)شرح العقائدالنسفية.

(١٩)شرح المقاصدفی علم الكلام.

(٢٠)النعم السوابغ فی شرح الكلم النوابغ.

علامہ تفتازانی رحمہ اللہ متعدد علمی اور تحقیقی تصانیف اور تدریس کی خدمات انجام دینے کے بعد ۲۲ محرم الحرام ۷۹۲ھ یا بقول بعض ۷۹۳ھ کو اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔ ❶

"شرح العقائد النسفية" کا متن امام ابو منصور ماتریدی رحمہ اللہ کے اسلوب پر

---

❶ شرح العقائد النسفية: ص ٩ تا ١٦ مقدمة المحقق، ط: إحياء التراث العربی

مرتب کیا گیا ہے، جبکہ شرح میں ماتریدی اوراشعری طرز واسلوب اورتحقیقات کوجمع کیا گیا ہے ،یوں یہ کتاب ''مجمع البحرین'' کا حسین امتزاج بن گئی، اس کتاب کی خصوصیات اورکمالات کی وجہ سے یہ کئی صدیوں سے عرب وعجم کے متعدد دینی اداروں میں نصاب کا حصہ ہے،اب یہاں کتاب کے متن میں موجودموضوعات کے نوعیت بیان کی جاتی ہے۔

عقائد نسفیہ کے اہم مضامین

اِس میں موضوعات کو درج ذیل عناوین میں تقسیم کیا گیا ہے:

(۱) اسلامی عقائد کے اثبات اور دفاع میں ایک عمدہ تمہید۔

(۲) مباحث الٰہیات یعنی اللہ تعالی کے ذات وہ صفات کے بارے میں عقائد۔

(۳) انبیاء ورسل کی بعثت،نبوت اور رسالت اوران کے معجزات ودلائل۔

(۴) معاد کی مباحث یعنی موت اور موت کے بعد کی زندگی،قبر وحشر، قیامت اور جنت وجہنم وغیرہ سے متعلق عقائد۔

(۵) عقائد ومسائل کے بعض وہ جزئیات جوحق وباطل کے درمیان معیار امتیاز ہیں، مثلاً مسئلہ امامت،مسئلہ عدالتِ صحابہ،اور کراماتِ اولیاء وغیرہ۔

شرح عقائد نسفیہ کے مضامین واَبحاث

''شرح العقائدالنسفیة'' متن کےشرح ہے،چنانچہ متن جب ان مباحث پر مشتمل ہےتو شرح بھی ان ہی کے متعلق تفصیلات اورتوضیحات پر مشتمل ہوگی،البتہ متن میں ان مباحث کا اجمالی بیان ہے،اس میں دلائل اوراعتراضات کے جوابات کا تذکرہ نہیں ہے،جبکہ شرح میں ان مباحث پر عقلی ونقلی دلائل اوراعتراضات اوران کے جوابات کاالتزام کیا گیا ہے۔

شرح عقائد کی خصوصیات

(۱) اس کے متن میں اہل سنت والجماعت کے عقائد ونظریات کی ترجمانی کی گئی ہے۔
(۲) اس کا متن مختصر ہونے کے باوجود نہایت جامع ہے۔
(۳) اس میں نہایت آسان الفاظ اور عمدہ اسلوب میں عقائد کی تمام اہم مباحث کا نچوڑ بیان کیا گیا ہے۔
(۴) سب سے اہم خصوصیت تو یہ ہے کہ شرح عقائد دو کبار جلیل القدر علماء کی محنت کا شاہکار ہے۔
(۵) اس کی شرح میں علم الکلام کی تاریخ پر جامعیت کے ساتھ روشنی ڈالی گئی ہے۔
(۶) اس میں علم عقائد کی ضرورت اور اہمیت کی وضاحت کے ساتھ ساتھ مباحثِ الٰہیات میں فلسفیانہ مباحث میں طوالت اور توسیع سے اجتناب کیا گیا ہے۔
(۷) تمام مباحث میں بقدرِ ضرورت باطل اور گمراہ فرقوں اور فلاسفہ کی تردید کی طرف بھی توجہ دی گئی ہے۔
(۸) تمام مباحث میں دلائل عقلیہ اور نقلیہ دونوں کے بیان کا اہتمام کیا گیا ہے۔
(۹) الٰہیات، نبوت، معاد، عدالتِ صحابہ، کرامتِ اولیاء، امامت وخلافت میں اہلسنت والجماعت کے مسلک کی وضاحت اور ترجیح بیان کی گئی ہے۔
(۱۰) امامت کے بحث میں کامل خلافت، ناقص خلافت اور جبری خلافت کا بیان کرکے بہت سی سیاسی امور کو حل کیا گیا ہے۔

اس کتاب کی اہمیت اور ضرورت کے پیش نظر بہت سے اہل علم نے اس کی مختلف اعتبار سے خدمت کی ہیں، بعض اہل علم نے اس کا حاشیہ لکھا، بعضوں نے اس کی عربی زبان میں شرح تحریر کی تو بعضوں نے اردو زبان میں اس کی شرح لکھ کر اِسے افہام وتفہیم

کے لیے سہل کردیا۔

علماء نے ''شرح عقائد'' پر لکھے جانے والے حواشی کا تذکرہ کیا ہے، اس کے بعض حواشی علیحدہ علیحدہ بھی ہیں اور بعض یکجا بھی ، اب بالتفصیل عربی اردو شروحات اور حواشی کا ذکر کیا جارہا ہے، ان میں بعض حواشی طبع ہیں، البتہ اکثر غیر مطبوعہ ہیں:

"شرح العقائدالنسفية" کی عربی شروحات

(۱)النکت والفوائدعلی العقائد

یہ علامہ امام برہان الدین ابراہیم بن عمر البقاعی رحمہ اللہ (متوفی ۸۸۵ھ) کی شرح ہے۔ اس شرح کے اندر شارح نے شرح العقائد کی بعض جگہوں کی تحریرات اور توضیحات بیان کی ہے، مکمل کتاب کی شرح نہیں کی اور نہ ہی زیادہ تحقیق اور تدقیق سے کام لیا، شارح نے ان مقامات میں اپنا اسلوب یہ رکھا کہ عبارت کے ابتداء میں ''قولہ'' اور آخر میں ''الخ'' لکھا۔ یہ نکت وفوائد دراصل شارح کے استاذ و شیخ علامہ شمس الدین محمد بن علی القیاتی شافعی رحمہ اللہ کے درسی افادات ہیں جن کو شارح نے یہ کتاب پڑھتے وقت قلمبند کیا تھا، مگر شارح اس میں اپنے استاد کے تمام فوائد ونکات کو محفوظ نہ کر سکے، جتنے فوائد دوران درس اپنے قلم سے یا اپنے حافظے سے محفوظ کر سکے ان ہی کو بیان کیا ہے، نیز شارح نے اپنے استاد کے فوائد ونکات کے علاوہ کچھ معقولی و منقولی فائدے اپنی تحقیق و کوشش سے جمع کئے ہیں اور وہ زائد فوائد ایسے تھے کہ جن کا لکھنا استاد کے فوائد کو سمجھنے کے لیے ضروری تھا۔ شارح نے اس کی تالیف نہایت اخلاص وللّٰہیت کے ساتھ کی جب ہی وہ جگہ جگہ لکھتے ہیں "**على حسب ما وصلت إليه عبارتي القاصرة بهمتي الفاترة**" کسی زمانے میں یہ مسودہ نہایت بوسیدہ اور غیر مرتب تھا، علامہ بوشنی کو پتہ چلا تو انہوں نے شارح سے یہ کتاب لے کر طلباء

سے پڑھوائی، بعض فاضل علماء نے اس مسودہ کو دیکھا اسے اچھے خط میں لکھا اور اس کے تبیض کرائی جس کے بعد یہ کتاب مشہور ہوگئی۔ اس شرح میں شارح نے متن اور شرح العقائد کی تشریح میں بالخصوص اہل سنت والجماعت کے منہج کا لحاظ رکھا اور اس کو ترجیح دی۔ ❶

اس میں شارح نے عقائد اہل سنت والجماعت کو خوب دلائل سے مبرہن کیا، نیز اگر شارح متقدمین میں سے کسی عالم کی بات نقل کرے تو ان کا نام بھی واضح کرتے ہیں۔ یہ نہایت عمدہ شرح ہے، اس سے حل کتاب کے ساتھ ساتھ عقائد اہل سنت والجماعت شرح صدر کے ساتھ سمجھ آجاتے ہیں۔ یہ شرح ایک جلد میں شیخ احسان الطیف احمد الدوری کی تعلیق وتحقیق کے ساتھ "مكتبة العصرية" بیروت سے طبع ہے۔

(۲) النبراس

یہ علامہ عبد العزیز فرہاروی رحمہ اللہ کی تحریر کردہ شرح ہے، حلِ کتاب کے لحاظ سے بڑی مفید اور جامع شرح ہے، اور اس میں بڑے مفید اور اہم مضامین موجود ہیں، اگر کوئی دیگر حواشی پڑھے تو بہت اچھی بات ہے، اگر نہ پڑھ سکے تو کم از کم اس شرح کو اپنے مطالعے میں رکھ دے یہ ایک شرح فی الجملہ کافی ہے۔ اس میں شارح کا اسلوب یہ ہے کہ شرح العقائد کی عبارت کو خط کے تحت ذکر کرتے ہیں، پھر اس کے بعد اس کی تشریح کرتے ہیں، شرح میں ان کا اسلوب یہ ہے کہ نہایت متوسط اور جامع انداز میں عبارت کی غرض ومراد واضح کرتے ہیں، اگر کہیں اعتراض کا امکان ہو تو اعتراض اور اس کا جواب تحریر کرتے ہیں، مغلق عبارت کے لیے ایسی تقدیری عبارات نکالتے ہیں

❶ ماخوذ مع تغییر اَز النکت والفوائد علی العقائد: ص ۸۱، ۸۲

کہ جس سے مکمل تشفی ہو جاتی ہے، علامہ تفتازانی اور ماتن رحمہما اللہ کی کوئی عبارت اگر سوالِ مقدر کا جواب ہو تو اس سوال کی وضاحت کرتے ہیں، نیز اس میں اہل سنت والجماعت کے عقائد ونظریات کے ترجمانی، فرقے باطلہ کی تردید قرآن وحدیث کی روشنی میں کی گئی ہے، اس میں شرح عقائد کے اہم حواشی سے استفادہ کر کے مختصر مگر جامع ومدلل شرح تحریر کی گئی ہے۔ یہ شرح ''مکتبہ رشیدیہ'' کوئٹہ سے طبع ہے۔

فائدہ: شرح عقائد کے احادیث کی تخریج علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) نے کی ہے، اور یہ تخریج شرح عقائد کے اکثر نسخوں کے آخر میں موجود ہے۔

(۳)الجوهر البهية على شرح العقائد النسفية

یہ علامہ شمس الدین افغانی صوتی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۹۸ھ) سابق استاذ الحدیث جامعہ حسینیہ مراندیر سورت کی تحریر کردہ شرح ہے۔ یہ عربی زبان میں شرح العقائد کی ایک جامع اور مفصل شرح ہے، اس میں پہلے شرح العقائد النسفیہ کے متن اور شرح کی عبارت نقل کی جاتی ہے، پھر مولانا شمس الدین افغانی رحمہ اللہ بین القوسین مطلوبہ عبارت لاکر اس کی تشریح کرتے ہیں، تشریح میں ان کا اسلوب یہ ہے کہ غریب الفاظ کی وضاحت کرتے ہیں، ضمائر کے مراجع ذکر کرتے ہیں، آسان اور سادہ تعبیر میں مراد واضح کرتے ہیں، مسئلہ امامت، خلافت، عدالت صحابہ کو خوب دلائل اور براہین سے مدلل کیا ہے اور تمام عقائد میں اہل سنت والجماعت کے مسلک کی تائید میں قرآن وحدیث سے دلائل دیئے ہیں، گمراہ اور باطل فرقوں کی تردید میں کھل کر تفصیل بیان کی اور وجہ تردید کی خوب وضاحت کی، موقع بموقع اشعار وابیات کو بطورِ استشہاد پیش کیا ہے، اگر کسی کتاب سے انہوں نے اقتباس لیا ہو یا کوئی بات لی ہو تو اس کتاب کا حوالہ دیا، مختلف فرقوں اور فلاسفہ کا تاریخی پس منظر بیان کیا، قیودات، احترازی واتفاقی کی

وضاحت کی۔

یہ شرح حل کتاب کے حوالے سے بہت مفید ہے، اس کے علاوہ عقائد کے عقلی نقلی دلائل کی وجہ سے کتاب کی افادیت مزید بڑھ جاتی ہے۔ یہ شرح چار جلدوں میں ''جامعہ حسینیہ راندیر'' سورت سے طبع ہے۔

"شرح العقائد النسفية" پر لکھے گئے تیس (۳۰) حواشی

حاجی خلیفہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۶۷ھ) نے "کشف الظنون" میں درج ذیل حواشی کا تذکرہ کیا ہے:

(۱) حاشية مصطفى القسطلانی

یہ علامہ مصلح الدین مصطفیٰ قسطلانی رحمہ اللہ (متوفی ۹۰۱ھ) کا حاشیہ ہے اور یہ ''حاشیہ الکستلی'' کے نام سے مشہور ہے۔

(۲) حاشيه صالح الدين على شرح العقائد

(۳) حاشيه علاء الدين على بن محمد

یہ علامہ علاؤ الدین علی بن محمد المعروف مصنفک رحمہ اللہ (متوفی ۸۷۱ھ) کا حاشیہ ہے اور یہ حاشیہ نہایت مختصر ہے۔

(۴) حاشية محمد بن مانياس

یہ علامہ محمد بن مانیاس کا حاشیہ ہے۔

(۵) حاشية صلاح الدين

یہ سلطان بایزید بن محمد خان کے استاد علامہ صلاح الدین کا حاشیہ ہے، علامہ صلاح الدین نے یہ حاشیہ اس وقت لکھا جب وہ سلطان کو پڑھاتے تھے، یہ حاشیہ نہایت مقبول ہوا ہے۔

(٦)حاشية إبراهيم بن محمد الإسفرايني

یہ علامہ عصام الدین ابراہیم بن محمد الاسفرائنی رحمہ اللہ (متوفی ۹۴۵ھ) کا حاشیہ ہے۔ یہ حاشیہ مکمل ہے اور دقیق اشارات پر مشتمل ہے، یہ ضخامت میں علامہ خیالی رحمہ اللہ اور حاشیہ الکستلی سے بڑا ہے۔

(٧)حاشية إلياس بن إبراهيم السينابي.

یہ علامہ الیاس بن ابراہیم السینابی رحمہ اللہ کا حاشیہ ہے، محشی نے اسے نہایت اختصار سے تحریر کیا، مگر اس کی مختصر اور عمدہ تعبیر سے مراد بالکل واضح ہو جاتی ہے۔

(٨) حاشية محمد بن عوض.

یہ علامہ محمد بن رحمہ اللہ عوض کا حاشیہ ہے۔

(٩)حاشية أحمد بن عبدالله القريمي.

یہ علامہ احمد بن عبداللہ القریمی رحمہ اللہ (متوفی ۹۴۳ھ) کا حاشیہ ہے۔

(١٠) حاشية شمس الدين أحمد.

یہ علامہ شمس الدین قرجہ احمد رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۴ھ) کا حاشیہ ہے۔

(١١)حاشية إسماعيل القرماني.

یہ علامہ کمال الدین اسماعیل القرمانی رحمہ اللہ کا علامہ خیالی کے حاشیہ پر حاشیہ ہے۔

(١٢)شرح الشرح.

یہ علامہ محی الدین محمد کا حاشیہ ہے۔ موصوف ''بیر الوجہ'' کے لقب سے مشہور تھے اور سلطان بایزید کے معلم تھے۔

(١٣)حاشية يوسف الحميدي.

یہ علامہ سنان الدین یوسف الحمیدی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۲ھ) کا حاشیہ ہے۔

(۱۴)حاشیة علاء الدین علی العربی.

یہ علامہ علاء الدین علی العربی رحمہ اللہ (متوفی ۹۰۱ھ) کا حاشیہ ہے۔

(۱۵)حاشیة لطف اللّٰه.

یہ علامہ لطف اللہ بن الیاس الرومی رحمہ اللہ (متوفی ۹۳۰ھ) کا حاشیہ ہے۔

موصوف نے یہ حاشیہ علامہ خیالی کے حاشیہ پر لکھا ہے۔

مولی لطفی بکزادہ رحمہ اللہ نے کہا:

هذا تصنیف نازل الدرجة، لایلیق صدوره ممن کان فی تلک المرتبة.

ترجمہ: یہ (اُن کے مقام کے لحاظ سے) نہایت نچلے درجے کی تصنیف ہے، جو شخص اتنے علی مرتبہ پر ہو اس سے ایسی تصنیف کا صدور شایانِ شان نہیں۔

صاحبِ شقائق نے اس تصنیف کا عذر یوں پیش کیا کہ علامہ لطف اللہ بن الیاس الرومی نے یہ کتاب ابتداء میں لکھی ہے (اور ابتداء میں علم وتحقیق اور مطالعہ کی کمی ہوتی ہے۔)

(۱۶) حاشیة خضر شاه الرومی

یہ علامہ خضر شاہ رومی المنتشاوی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۳ھ) کا حاشیہ ہے۔

(۱۷)حاشیة محمد بن إبراهیم النکساری

یہ علامہ محی الدین محمد ابراہیم النکساری رحمہ اللہ (متوفی ۹۰۱ھ) کا حاشیہ ہے۔

(۱۸)حاشیة أحمد بن یوسف

یہ علامہ شہاب الدین احمد بن یوسف الحصنکیفی سندی رحمہ اللہ (متوفی ۸۹۵ھ) کا حاشیہ ہے اور اس کا نام محشی نے "تحفة الفوائد لشرح العقائد" رکھا۔

(۱۹)حاشیة محمد بن المبارک القزوینی

یہ علامہ حکیم شاہ محمد بن مبارک القزوینی رحمہ اللہ (متوفی ۹۲۰ھ) کا حاشیہ ہے۔

(۲۰) حاشية رمضان بن عبدالمحسن

یہ شیخ رمضان بن عبدالمحسن المعروف بہشتی رحمہ اللہ (متوفی ۹۷۹ھ) کا حاشیہ ہے اور یہ حاشیہ علامہ خیالی رحمہ اللہ کے حاشیہ پر لکھا گیا ہے۔

حاشیہ خیالی پر شیخ محمد بن قاسم الغزی شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۸ھ) کا مکمل حاشیہ ہے، اسی طرح اس پر ایک حاشیہ "قول احمد" کے نام سے ہے، یہ نہایت دقیق اور اہل عجم کے درمیان متداول حاشیہ ہے، یہ حاشیہ "بحر الأفكار" نامی حاشیہ سے زیادہ مشکل اور دقیق ہے، "بحر الأفكار" بھی حاشیہ خیالی کے ساتھ طبع ہے جیسے شرح متن کے ساتھ ہوتی ہے، یہ حسن بن حسین کا حاشیہ ہے جو انہوں نے ایاس پاشا کے لیے تالیف کیا تھا، حاشیہ خیالی کے ساتھ "حاشیہ قرہ کمال" بھی ہے مگر "بحر الأفكار" اس سے زیادہ دقیق اور مفید اَبحاث پر مشتمل ہے۔ علامہ محمد المرعشی المعروف ساجقلی زادہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۵۰ھ) نے تین حواشی یعنی "الشرح" "حاشية الخيالي" اور "قول أحمد" پر حاشیہ لکھا، محشی نے اس حاشیہ کو مرتب نہیں کیا بلکہ بعد میں ان کے حکم سے ایک شاگرد شیخ عبدالرحمٰن العینتابی رحمہ اللہ نے اس حاشیہ کو مرتب کیا ہے، محشی اس میں "قول احمد" کے لیے "قولہ" حاشیہ خیالی کے لیے "قال الخیالی" اور شرح کے لیے "قال الشارح" کی تعبیر استعمال کی ہے۔

حاشیہ خیالی پر خواجہ زادہ اور علامہ حسن جلبی بن الفناری کی بھی حواشی ہیں۔

(۲۱) حاشية محمد بن أبي بكر

یہ شیخ عزالدین محمد بن ابوبکر بن جماعہ رحمہ اللہ (متوفی ۸۱۹ھ) کا حاشیہ ہے۔

(۲۲) مطلع بدور الفوائد ومنبع جواهر الفرائد

یہ علامہ منصور الطبلاوی شافعی رحمہ اللہ کا حاشیہ ہے۔

(۲۳)حاشية أحمد البردعي

یہ علامہ احمد بردعی رحمہ اللہ کا حاشیہ ہے، یہ علامہ رمضان آفندی کے حاشیہ کی طرح ہے، محشی نے اس کی تعلیق بھی لکھی اور انہوں نے یہ حاشیہ سلطان خلیل اللہ بن شیخ ابراہیم الشروانی کو بطورِ ہدیہ دیا، محشی نے اس میں ایمان تک کی مباحث ذکر کی ہیں اور اس کی تالیف سے وہ (۸۵۰ھ) کو فارغ ہوئے۔

(۲۴)حاشية إبراهيم اللقاني

یہ شیخ علامہ ابراہیم اللقانی مصری رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۴۱ھ) کا حاشیہ ہے اور اس حاشیہ کا نام "**تعليق الفرائد على شرح العقائد**" ہے۔

(۲۵)حاشية حكيم عجم

یہ علامہ خیالی کے حاشیہ پر شیخ حکیم عجم کا حاشیہ ہے جو انہوں نے ایاس پاشاہ کے لیے لکھا تھا۔

(۲۶)حاشية ملا عبدالحكيم السيالكوتي

یہ علامہ عبدالحکیم بن شمس الدین ہندی سیالکوٹی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۶۷ھ) کا حاشیہ ہے، حاجی خلیفہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں "**وهي أحسن الحواشي مقبولة عندالعلماء**" یہ نہایت عمدہ حاشیہ ہے جو اہلِ علم کے ہاں مقبول ہے۔

(۲۷) حاشية محمد بن حمزه الدباغ

یہ علامہ محمد بن حمزہ الدباغ رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۱۱ھ) کا حاشیہ ہے۔

(۲۸) حاشية محمد بن محمد

یہ شیخ علامہ عبداللہ محمد بن یوسف افندی زادہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۶۷ھ) کا مبسوط حاشیہ ہے، یہ نہایت مفصل حاشیہ ہے۔

(۲۹)حاشية محمد بن أبي شريف القدسي

یہ علامہ محمد بن ابوشریف قدسی رحمہ اللہ (متوفی ۹۰۵ھ) کا تفصیلی حاشیہ ہے،اس حاشیہ کا نام محشی نے'' الفرائد فی حل شر ح العقائد''رکھا۔

(۳۰) حاشية شرح العقائد

یہ شیخ شہاب الدین احمد العینی رحمہ اللہ کا حاشیہ ہے۔❶

مجموعة الحواشي البهية على شرح عقائد النسفية

اس میں ایک ملا احمد جندی رحمہ اللہ کا حاشیہ ہے،علامہ خیالی رحمہ اللہ کا حاشیہ شرح عقائد پر اور علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی رحمہ اللہ کا حاشیہ خیالی پر ہے اور خیالی کا حاشیہ شرح عقائد پر ہے۔علامہ سیالکوٹی رحمہ اللہ نے براہِ راست شرح عقائد پر حاشیہ نہیں لکھا بلکہ خیالی پر حاشیہ لکھا ہے،نیز اس میں'' جامع التقارير '' کا خلاصہ بھی ہے یعنی اس کتاب پر دیگر کئی علماء کے جو حواشی یا تحریرات جو اس موضوع یا بحث سے متعلق تھے ان کو بھی جمع کیا اور اس کا نام ''جامع التقارير'' رکھا ہے،اب سب سے اوپر ملا احمد جندی رحمہ اللہ کا حاشیہ پھر اس کے تحت علامہ خیالی رحمہ اللہ کا حاشیہ ہے ان دونوں حواشی کو ایک ساتھ لکھا، پھر جب یہ حواشی مکمل ہو گئے ص ۲۱۱ پر تو اس کے بعد پھر ''حاشية السيالكوتي على حاشية الخيالي'' ہے،اور نیچے ''جامع التقارير '' کے نام سے بعض محققین کے اس موضوع پر فوائد کو جمع کیا ہے۔خلاصہ یہ ہے کہ پر لے ملا احمد جندی اور خیالی کا حاشیہ ایک ساتھ ہے،جب یہ دونوں حواشی ختم ہو جاتے ہیں پھر اس کے بعد علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی رحمہ اللہ اور ''جامع التقارير '' کے نام سے حواشی ہیں، یہ سب تو پر لی جلد میں ہیں جو (۵۵۰)صفحات پر مشتمل

❶ كشف الظنون: ج۲ص ۱۱۴۵ اتا ۱۱۴۹

ہے، (۲۱۰) صفحات پر ملا احمد اور خیالی کا حاشیہ ہے اور تقریباً (۳۴۴) صفحات پر علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی رحمہ اللہ اور " جامع التقارير " کا حاشیہ ہے۔

دوسری جلد میں سب سے پر لے ملا احمد کا حاشیہ ہے خیالی پر، ساتھ محقق مرعشی کا حاشیہ جو (احمد اور خیالی) دونوں حواشی کے اوپر یہ حاشیہ لکھا ہے۔ ملا احمد نے صرف خیالی پر حاشیہ لکھا تھا اور محقق مرعشی نے ملا احمد اور خیالی دونوں کے حواشی پر اپنا حاشیہ لکھا ہے۔ یہ دونوں حواشی دوسری جلد میں ص (۱۳۴) پر ختم ہوتے ہیں، پھر اس کے بعد محقق مولانا عصام الدین رحمہ اللہ کا شرح عقائد پر حاشیہ ہے، اس کے ساتھ نیچے علامہ وحی الدین رحمہ اللہ اور دوسرا محقق محمد بن حمید الکفوی رحمہ اللہ یہ دونوں حواشی متن کے ساتھ نیچے موجود ہیں، یہ تینوں حواشی (۲۴۳) صفحات پر پھیلے ہوئے ہیں، پھر اس کے بعد محقق شجاع الدین کا حاشیہ ہے، جو خیالی پر ہے اور اس کے حاشیہ میں محقق محمد الشریف کا حاشیہ ہے جو خیالی پر ہے، یہ دونوں حواشی خیالی پر ہیں، یہ دونوں حواشی (۸۵) صفحات پر مشتمل ہیں۔ یہ دونوں جلدیں تقریبا (۹۰۰) صفحات پر مشتمل ہیں، یہ دونوں جلدیں ایک ساتھ طبع ہیں، یہ نہایت اہم حواشی ہیں۔ اگر ان کو کمپیوز کر کے عمدہ طباعت کے ساتھ شائع کیا جائے تو استفادہ آسان ہوگا ورنہ اس حال میں اِس سے استفادہ بہت مشکل ہے، معلوم نہیں ہوتا کہ متن کہاں ہے حاشیہ کہاں سے ہے، پرلا حاشیہ کس کا ہے دوسرا کس کا ہے، اگر متن کو حواشی میں نمایاں سرخی کے ساتھ لکھا جائے تو معلوم ہوگا، اور آخر میں جامع فہرست ہو، اور ہر صفحہ پر تخریج و تعلیق ہو اور اس کے ساتھ حاشیہ رمضان آفندی کو بھی شامل کیا جائے، اور خیالی پر حواشی کو الگ جلد میں اور شرح عقائد پر حواشی کو الگ جلد میں شائع کیا جائے تو پھر استفادہ سہل ہوگا، ورنہ موجودہ نسخہ سے استفادہ اور ہر حاشیہ کو سمجھنا یہ نہایت گراں ہے، یہ خالص علمی و تحقیق حواشی ہیں جس کے پڑھنے

سے علم میں عمق اور استعداد میں اضافہ ہوتا ہے۔ یہ حواشی دو جلدوں میں ’’مکتبہ اسلامیہ میزان مارکیٹ‘‘ کوئٹہ سے طبع ہیں۔

حاشیة الخیالی علی شرح العقائد مع حاشیة ملاعبدالحکیم سیالکوتی

یہ الگ سے دہلی سے طبع ہے، اس میں خیالی کا حاشیہ جو شرح عقائد پر ہے اس کے ساتھ علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی رحمہ اللہ کا حاشیہ جو خیالی پر ہے، صرف یہ دو حواشی ہیں، دیگر حواشی نہیں ہیں، لیکن اس سے استفادہ مشکل ہے کاغذ بوسیدہ ہے اور تمام حواشی اوپر نیچے دائیں بائیں کناروں پر لکھے ہیں، حاشیہ کا تسلسل اور ربط کا پتہ لگانا مشکل ہے۔ اگر کم از کم اتنا ہو جائے کہ اوپر متن پھر نیچے علامہ خیالی رحمہ اللہ کا حاشیہ، اس کے نیچے علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی رحمہ اللہ کا حاشیہ ہو تو استفادہ آسان ہوگا، اور اگر اِسے کمپوز کر کے عمدہ طباعت کے ساتھ شائع کیا جائے تو یہ قارئین کے لئے نہایت مفید ہوگا، یہ حاشیہ دہلی سے طبع ہے۔

”شرح العقائدالنسفیة“ کی گیارہ اردو شروحات

(۱) بیان الفوائد

یہ حضرت مولانا مجیب اللہ صاحب کی شرح ہے، ان کا اسلوب یہ ہے کہ پہلے عبارت نقل کرتے ہیں، عبارت کا ترجمہ کرتے ہے اور پھر تشریح کے عنوان کے ساتھ عبارت کی وضاحت ہے، درمیان میں جہاں کوئی اشکال واعتراض ہو تو اس کا جواب الگ سے ذکر کرتے ہیں، عموماً ’’قولہ‘‘ سے اہم بات ذکر کرتے ہیں اور پھر نیچے اس کی وضاحت کرتے ہیں، اس کتاب میں عبارت کا ترجمہ ہے، عبارت کی عام فہم انداز میں وضاحت ہے، اس میں بالخصوص حل عبارت پر زیادہ زور دیا گیا ہے اور اس بات

کی امکانی کوشش کی گئی ہے کہ بات صرف حل عبارت تک محدود رکھی جائے اور دقیق علمی وفلسفیانہ مضامین کو آسان عبارت میں مرتب انداز میں سمیٹ دیا جائے تا کہ فہم کتاب میں دشواری نہ ہو، یہ شرح ''ایچ ایم سعید'' کراچی سے طبع ہے۔

(۲) جواہر الفرائد

یہ حضرت مولانا مفتی محمد یوسف صاحب کی شرح ہے، موصوف دارالعلوم دیوبند کے استاد ہے، موصوف نے دارالعلوم دیوبند میں متعدد بار شرح العقائد کی تدریس کی، ان کے دل میں تدریس کے دوران داعیہ پیدا ہوا کہ ایک ایسی شرح اس کتاب کی ہونی چاہیے جس سے اس کے دقیق مسائل کو سمجھنے میں آسانی ہو، چنانچہ تدریس کے تیسرے سال ہی انہوں نے اس کا عزم کیا اور جو سبق پڑھاتے تھے اس کو اسی طرح پر قلم بند کر دیا کرتے تھے جیسے درسگاہ میں پڑھا کرآتے تھے، یہ ہو بہو درس کی تقریر ہے چونکہ سبق میں کہیں کہیں تمہیدات و تفصیلات کی ضرورت پیش آتی ہے جن کو موصوف نے معروضات حقیرہ کے لفظ سے تعبیر کیا ہے، تو ان مقامات پر وہ تفصیلات وہ تمہیدات آپ کو ملیں گے۔ اس میں شارح کا اسلوب یہ ہے کہ متن اور شرح کی عبارت ایک ساتھ بغیر اعراب کے ذکر کرتے ہیں، پھر اس کے نیچے خط لگا کر ترجمہ کے عنوان سے بامحاورہ لفظی ترجمہ کرتے ہیں اور تشریح کے عنوان سے کتاب کی وضاحت کرتے ہیں، شارح نے اس میں اہل سنت والجماعت کے عقائد کی تائید اور توثیق کی ہے اور شرح کو اہل حق کے مذہب کے مطابق حل کیا ہے۔

حل کتاب کے علاوہ عقائد کی دیگر اہم مباحث ومعلومات پر مشتمل ہے، اس فن پر مطالعہ کی وسعت اور عمق کے لئے اِس شرح کو مطالعہ میں رکھا جائے۔ یہ شرح اب مکتبہ ''المصباح'' سے طبع ہے۔

(۳) اشرف الفوائد شرح العقائد

یہ حضرت مولانا مفتی فدا محمد صاحب کی شرح ہے، یہ دراصل ان کے دروس کا مجموعہ ہے جسے ان کے شاگرد مولانا خیر البصیر نے نوٹ کیا، پھر موصوف نے خود نظر ثانی کرنے کے بعد اس کو طبع کیا۔ اس میں ان کا اسلوب یہ ہے کہ شروع میں کتاب کے مضامین کی فہرست ذکر کرتے ہیں، عبارت لا کر ترجمہ اور مختصر مگر جامع تشریح کرتے ہیں، جابجا اعتراض اور اس کے جوابات ذکر کرتے ہیں، اور حاشیہ میں اشاعرہ، ماتردیہ اور اور دیگر فرق کا تعارف، حوالہ اور فوائد ذکر کرتے ہیں، حل کتاب کے لیے مفید ہے۔ یہ کتاب ''مدنی کتب خانہ'' صوابی سے طبع ہے۔

(۴) نشر الفوائد

یہ حضرت مولانا عبید الحق صاحب کی شرح ہے، یہ شروع میں مضامین کی فہرست لاتے ہیں، پھر مقدمہ میں علم کلام کی بنیادی اصطلاحات ذکر کرتے ہیں، پھر صاحب اشاعرہ اور ماتریدیہ کا تعارف اور ان کی وضاحت کرتے ہیں، ان کا اسلوب یہ ہے کہ عبارت ذکر کیے بغیر مشکل مباحث کو آسان انداز میں سوال وجواب کے طرز پر حل کرتے ہیں، مثلاً: ''ما الفرق بين الكلام المتقدمين والمتأخرين''، اسی طرح ''هل البشر أفضل من الملائكة أم الملائكة أفضل من البشر'' پھر مختصر جامع انداز میں اس کا جواب ذکر کرتے ہیں، یہ کتاب کے بنیادی اور اہم مباحث کو سمجھنے کے لیے کافی مفید کتاب ہے، اگرچہ اس سے کتاب کما حقہ حل نہیں ہوتی۔

(۵) توضیح العقائد فی حل شرح العقائد

حضرت مولانا اکرام الحق صاحب کی شرح ہے، موصوف جامعہ عمر بن الخطاب ٹی چوک ملتان کے مدرس ہیں، اس میں انہوں نے پرلے عبارت پر مکمل اعراب لگائے ہیں،

مشکل الفاظ کی وضاحت کی ہے، پھر مختصر اور سہل انداز میں تشریح ذکر کی ہے اور پھر اعتراضات کے جوابات دیئے ہیں، یہ متوسط مگر اچھی شرح ہے، حل کتاب کے لحاظ سے یہ نہایت مفید ہے، کتاب کے جتنے اہم اور مغلق مضامین ہیں وہ اس سے حل ہو جاتے ہیں، تو اس میں عبارت، ترجمہ، اغراضِ عبارت، تشریح عبارت، اور اشکالات کے جوابات نیز فوائد عجیبہ کے نام سے نہایت عمدہ فائدے ہیں۔ حلِ کتاب کے لحاظ سے یہ شرح نہایت مفید ہے، یہ کتاب جامعہ عمر بن خطاب سے طبع ہے۔

(٦) الفوائد الامدادیہ فی توضیح العقائد النسفیہ

یہ حضرت مولانا محمد الیاس عبداللہ صاحب کی ہے، اس میں انہوں نے عقائد نسفیہ کی تشریح اور وضاحت کی ہے، ان کی شرح بڑی عام فہم ہے اور عالمانہ ہے، عقائد کے سمجھنے کے لیے بڑی مفید کتاب ہے، اس میں انہوں نے منطقی، فلسفی دیگر مباحث سے گریز کیا ہے اور زیادہ قیل قال سے اپنے آپ کو بچا کر نفس اہم مباحث کو ذکر کیا ہے، اس لئے اگر یہ کتاب نصاب کا حصہ بنایا جائے تو انشاء اللہ بڑی مفید کتاب ہوگی۔

یہ ''ادارۃ التصدیق'' دیوبند سے طبع ہے۔

(۷) کشف الفرائد شرح شرح العقائد

یہ حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب استاذ جامعہ بحر العلوم کوئٹہ کی شرح ہے، موصوف حاشیہ علامہ سیالکوٹی، حاشیہ خیالی اور نبراس کا مطالعہ کر کے شرح العقائد کا درس دیا کرتے تھے اور طلبہ ان دروس کو قلمبند کر لیتے، موصوف نے اِسی درسی تقاریر پر مزید کام کر کے اِسے کتابی شکل دی اور یوں یہ شرح تیار ہوگئی، اس کی شروع میں انہوں نے شرح عقائد کا تعارف ذکر کیا، ان کا اسلوب یہ ہے کہ عبارت لاکر ترجمہ کرتے ہیں، مگر بعض جگہ ترجمہ کے بغیر ہی حل عبارت کا عنوان دے کر مختصر تشریح ذکر کرتے

ہیں، مشکل الفاظ کا معنی، الفاظ کی واحد جمع، الفاظ کی صرفی تحقیق اور ضبطِ کلمات ذکر کرتے ہیں، اور جا بجا اعتراض اور ان کے جواب ذکر کرتے ہیں، حل کتاب کے لیے یہ بڑی مفید اور علمی شرح ہے، یہ "مکتبہ عمر فاروق" سے طبع ہے۔

(۸) الفوائد البھیہ شرح اردو شرح العقائد

یہ حضرت مولانا مفتی محمد اسلم صاحب (استاد مدرسہ خادم العلوم باغوں والی وبھڑی مظفر نگر یوپی) کی شرح ہے۔ اس میں شارح کا اسلوب یہ ہے کہ وہ بغیر اعراب کی کتاب کی عبارت ذکر کرتے ہیں، پھر خط لگا کر اس کے نیچے ترجمہ تحریر کرتے ہیں، ترجمہ کے بعد عربی زبان میں مختلف حواشی نقل کرتے ہیں، جس کے ضمن میں شارح اردو زبان میں بعض حواشی کا ترجمہ بھی کر دیتے ہیں، لغات و ترکیب کے عنوان سے مشکل اور غریب الفاظ کی وضاحت کرتے ہیں، جمع کا مفرد، مفرد کا جمع بتاتے ہیں، اس کے تحت ضمائر کے مراجع ذکر کرتے ہیں۔ شارح نے شرح کی ابتداء میں علم الکلام اور عقائد کے حوالے سے ایک مدلل عمدہ تحریر لکھی ہے جس میں اکابر علماء دیوبند کے فرمودات بھی شامل ہیں۔ یہ شرح مکتبہ "الہند" سے طبع ہے۔

(۹) خلاصہ شرح العقائد

یہ حضرت مولانا عبد الرزاق ہیترالوی صاحب (مہتمم جامعہ جمع عتیہ مہر العلوم شکریال راولپنڈی) کی مختصر شرح ہے۔ موصوف کا تعلق بریلوی مسلک سے ہے۔ اس میں انہوں نے اپنی تدریسی تجربہ سے شرح العقائد کا خلاصہ نکالا ہے، ماتن کی مختصر مرکزی عبارت ذکر کرتے ہیں پھر اردو میں عنوان دے کر اس پوری عبارت کا خلاصہ ذکر کرتے ہیں اور جا بجا اعتراض اور ان کا جواب ذکر کرتے ہیں، حل کتاب کے لیے تو کافی نہیں البتہ خلاصہ کی حد تک عمدہ خلاصہ ہے۔ یہ شرح "مکتبہ امام احمد رضا" سے طبع ہے۔

(۱۰)اغراض شرح عقائد

یہ بریلوی مسلک کے عالم حضرت مولانا محمد یوسف قادری کی شرح ہے، انہوں نے درس نظامی کے متعدد کتب کی شرح لکھی ہے۔ یہ شروع میں صاحب متن اور شارح کے حالات ذکر کرتے ہیں، ان کا اسلوب یہ ہے کہ عبارت پر اعراب لگاتے ہیں، سلیس ترجمہ کرتے ہیں، ساتھ مختصر تشریح ذکر کرتے ہیں، جابجا اعتراض ذکر کرکے ان کا جواب ذکر کرتے ہیں، اور فائدہ کے عنوان سے مزید علمی نکات کا تذکرہ کرتے ہیں، حل کتاب کے لیے بہتر شرح ہے۔ یہ ''شبیر برادرز'' لاہور سے طبع ہے۔

(۱۱)توضیح شرح عقائد

یہ حضرت مولانا عبدالناصر لطیف کی شرح ہے، موصوف بریلوی مسلک کے عالم اور جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی کے مدرس ہیں۔ انہوں نے سوال وجواب کے طرز پر کتاب کو حل کیا ہے۔ یہ شرح ''جامعہ رضویہ ضیاء العلوم'' راولپنڈی سے طبع ہے۔

۱۷......معنی لاالہ الا اللّٰہ

یہ امام ابوعبداللہ بدرالدین محمد بن عبداللہ زرکشی رحمہ اللہ (متوفی ۷۹۴ھ) کی کتاب ہے۔ مصنف مسلک کے اعتبار سے شافعی عالم گزرے ہیں اور انہوں نے بہت سی مفید کتابیں تصنیف کی ہیں، جیسے علوم قرآن پر ان کی "البرھان فی علوم القرآن" ہے، اصولِ فقہ پر "البحر المحیط فی أصول الفقه" ہے، یہ اس وقت آٹھ ضخیم جلدوں میں تعلیق وتحقیق کے ساتھ طبع ہے، ان کی ایک کتاب "الإجابة لما استدرکت عائشة علی الصحابة" ہے۔ اس کتاب میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے فقہی مسائل اور آراء موجود ہیں جو انہوں نے صحابہ کرام کی آراء اور فتاوی پر استدراک کیا ہے، اور جن مسائل میں اختلاف کیا ہے ان کا ذکر کیا گیا ہے، اس میں

تین ابواب ہیں، ایک میں ام المؤمنین کی سوانح ہے اور ایک میں معروف صحابہ پر استدراک ہیں اور ایک میں عام صحابہ پر۔ اسی طرح علامہ زرکشی رحمہ اللہ نے مساجد سے متعلق احکامات پر ایک مفید کتاب ''إعلام الساجد بأحكام المساجد'' کے نام سے لکھی ہے، راقم الحروف نے ''اسلام کا نظام مساجد'' کی تخریج و تعلیق کے دوران اِس سے کافی استفادہ کیا، اِس میں مسجد سے متعلق فضائل، احکامات، مسائل اور جزئیات کا تفصیلی ذکر ہے، ان کی دیگر کتابوں میں ''خبایا الزوایا، المنثور فی القواعد الفقهية، التذكرة في الأحاديث المشتهرة'' ہیں۔

علامہ زرکشی رحمہ اللہ کی یہ کتاب ''معنى لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ'' میں کلمہ طیبہ کی وضاحت کی گئی ہے، نحوی صرفی اعتبار سے الفاظ کی توضیح وتشریح کی گئی ہے، درمیان میں مصنف نے بہت سے نحوی، صرفی قوانین اور استدلال کے لیے کلام عرب سے اشعار کا انتخاب کیا۔ یہ مختصر مگر مفید کتاب ہے۔ اگر کسی نے توحید کے عنوان پر گفتگو کرنی ہو تو اِسے مطالعہ میں رکھے، اس میں عام فہم انداز میں دلائل کا ذکر ہے، یہ کتاب علی محی الدین علی القرہ راغی کی تحقیق کے ساتھ ایک جلد میں مکتبہ ''دار الإعتصام'' قاہرہ سے طبع ہے۔

۷۲...... شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور

یہ علامہ عبدالرحمٰن بن ابی بکر جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) کی کتاب ہے۔ علامہ سیوطی رحمہ اللہ اس امت کے وہ عظیم انسان ہیں جنہوں نے سینکڑوں کتابیں لکھیں اور اللہ رب العزت نے ان کے فیض کو خوب پھیلایا، ہر فن پر انہوں نے کام کیا، جیسے قرآن کریم کی تفسیر ''الدر المنثور في التفسير المأثور'' تفسیر بالروایہ میں جامع تفسیر ہے، ایک اندازے کے مطابق سترہ ہزار روایات اور آثار اس میں جمع ہیں، یعنی صرف انہوں نے روایات اور آثار کو اپنی اس کتاب میں جمع کیا ہے،

اور کتب حدیث کے ساتھ ساتھ کتب رجال اور کتب تاریخ سے بھی استفادہ کیا ہے، مثلاً ''أخرجه ابن عساكر في تاريخه، أخرج الخطيب في تاريخه، أخرج البخاري في تاريخه'' کے الفاظ سے حوالہ دے کر آگے روایت نقل کرتے ہیں، تو تفسیر بالروایہ میں جامعیت کے لحاظ سے یہ کتاب مفید ہے، اسی طرح ان کی علوم القرآن پر ''الإتقان في علوم القرآن'' ہے جس میں (۸۰) انواع ذکر کی ہیں، علوم القرآن پر جامع اور مفصل کتاب ہے۔ احادیث کے ذخیرے کو انہوں نے ایک حد تک جمع کیا ہے، جو ''الجامع الصغير في أحاديث البشير النذير'' کے نام سے ہے، اِسی طرح علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے صحاح ستہ میں ہر کتاب کی مختصر شرح بطورِ حاشیہ کے لکھی ہے۔ اس امت میں دو انسان ایسے گزرے جنہوں نے صحاح ستہ پر کام کیا ہے اور ہر ایک کی مختصر شرح بطورِ حاشیہ کی لکھی ہے، ایک علامہ سیوطی، دوسرے علامہ ابوالحسن محمد بن عبدالہادی سندی رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۳۸ھ) انہوں نے صحاح ستہ میں ہر کتاب پر حاشیہ لکھا ہے اور اِن دونوں حضرات کے حواشی اس وقت طبع ہیں۔

علامہ سیوطی رحمہ اللہ کے حالات اگر آپ نے تفصیلاً پڑھتے ہیں تو اردو زبان میں ''تذکرہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ'' نامی کتاب ہے، جو محقق العصر حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالحلیم چشتی صاحب نوراللہ مرقدہ کی ہے، بڑی مفید کتاب ہے، اس میں علامہ سیوطی کے حالات بھی ہیں اور ان کی مطبوعہ غیر مطبوعہ تصانیف کا تذکرہ اور تعارف بھی ہے، علامہ سیوطی نے اپنے حالات خود بھی لکھے ہیں، ان کی آپ بیتی پڑھنی ہو تو ''حسن المحاضرة في تاريخ المصر و القاهرة'' کا مطالعہ کریں، یہ دو جلدوں میں ہے، اس کے شروع میں انہوں نے اپنے حالات اپنے قلم سے ذکر کئے ہیں، یہ مصر اور قاہرہ کے حالات پر بڑی دلچسپ کتاب ہے، مصر کا تذکرہ قرآن کریم میں کتنی دفعہ آیا، مصر

کے بارے میں روایات اور آثار، مصر اور قاہرہ میں آنے والے علماء، محدثین، فقہاء، شعراء، قضاۃ، بادشاہ اور خلفاء کا تذکرہ کیا ہے، اس موضوع پر مفصل کتاب ''النجوم الظاھرۃ فی ملوک مصر والقاھرۃ'' ہے، اس وقت یہ کتاب بارہ جلدوں میں بھی طبع ہے، یہ ابن تغری بردی رحمہ اللہ (متوفی ۸۷۴ھ) کی کتاب ہے، اگر کوئی تفصیلاً پڑھنا چاہے تو ''النجوم الظاھرۃ'' اور اختصار کے ساتھ پڑھنا ہو تو ''حسن المحاضرۃ'' کو مطالعہ میں رکھیں۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ کی کتاب ''شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور'' میں ایک مقدمہ، چھ فصلیں اور ایک خاتمہ ہے، اس میں انہوں نے موت کے احوال ذکر کیے ہیں، انسان کی موت کے وقت کی کیفیات کیا ہوتی ہیں؟ اسے بیان کیا، موت کے بعد قبر کے احوال، روح کا جسم کے ساتھ تعلق، پھر مردوں کا خواب میں آنا، مختلف لوگوں کی زیارتیں ہونا اور مختلف لوگوں کو موت کے وقت فرشتوں کا حاضر ہونا، قبر میں عذاب اور راحت سے متعلق بڑے دلچسپ اور مفید واقعات کا ذکر کیا ہے۔ مصنف نے اس میں امہات مباحث کو قرآن وحدیث کے دلائل سے مدلل کیا ہے، نیز روح کے بارے مں بہت ہی عمدہ اور مفید معلومات جمع کی ہیں، اگر کوئی موت اور موت کے بعد احوال کے بارے میں معلومات چاہے تو تین کتابوں سے استفادہ کرے: (۱) ایک علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (متوفی ۷۵۱ھ) کی ''کتاب الروح'' (۲) علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ کی ''شرح الصدور'' (۳) امام قرطبی رحمہ اللہ (متوفی ۶۷۱ھ) کی ''التذکرۃ''، یہ بھی آخرت کے امور، قبر، حشر اور موت کے بعد کے احوال پر مشتمل ہے۔ اردو زبان میں اگر ان کو سامنے رکھ کر ایک مختصر اور جامع کتاب تیار کر دی جائے تو ان شاء اللہ اس کا فائدہ ہوگا، جس میں

موت کے بعد سے لے کر قبر کے جملہ احوال، آخرت تک اور مختلف لوگوں کے احوال اور کیفیات کا تذکرہ ہو، اور کن اعمال پر مغفرت اور عذاب ہوا اُن کا ذکر کیا جائے تو یہ عوام الناس کے لئے نہایت مفید ہوگی۔ البتہ علامہ سیوطی رحمہ اللہ کی اس کتاب میں روایات کی تحقیق کرنے کی ضرورت ہے، بعض روایات اس میں غیر مستند بھی آئی ہیں۔ یہ کتاب عبدالمجید طعمہ حلبی کی تحقیق کے ساتھ مکتبہ ''دار المعرفة'' لبنان سے ایک جلد میں طبع ہے۔

۷۳......الیواقیت والجواهر فی بیان عقائد الأکابر

یہ علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمہ اللہ (متوفی ۹۷۳ھ) کی کتاب ہے۔ مصنف مسلک کے اعتبار سے شافعی عالم گزرے ہیں، یہ نہایت محتاط اور معتدل عالم تھے، انہوں نے شریعت اور طریقت دونوں کو جمع کیا تھا، انہوں نے فقہ، علم کلام اور تصوف اور تراجم پر بڑی گرانقدر تصنیفات کی ہیں اور امام ابن عربی رحمہ اللہ کا بھی انہوں نے خوب دفاع کیا ہے، اس کتاب کے اندر کل (۷۱) مباحث ہیں، اس کی آخری بحث ہے **''المبحث الحادی والسبعون فی بیان أن الجنة والنار حق وأنهما المخلوقاتان قبل خلق آدم علیه السلام''** اب تک جتنی کتابوں کا ذکر ہوا ہے ان سب میں جامعیت اور مواد کے لحاظ سے سب سے مفید یہی کتاب ہے، اس ایک کتاب کو ہی پڑھ لیا جائے تو عقائد کی تمام مباحث سے ان شاء اللہ واقفیت حاصل ہو جائے گی، اس کتاب کی اگر اردو میں تلخیص کی جائے اور اہم مواد کو حسن ترتیب کے ساتھ تخریج و تحقیق سے طبع کیا جائے تو ایک مفید کام ہوگا، ایک تو ان کا اسلوب نہایت سہل ہے، دوسرا ہر بحث عنوان کے ساتھ ہے، جیسے انہوں نے سب سے پہلی بحث کے لیے عنوان لگایا:

المبحث الأول فی بیان أن اللّٰه تعالی واحد أحد منفرد لاشریک له.

یعنی پہلی بحث ذات باری تعالیٰ کی واحدانیت اور شریک نہ ہونے پر ہے۔

المبحث الثاني في حدوث العالم.

دوسری بحث عالم کے حادث ہونے کے بیان میں ہے۔

المبحث الثالث في وجوب معرفة اللّٰه تعالى على كل عبد بقدر وُسعه.

تیسری بحث ہر انسان پر اللہ کی معرفت بقدرِ طاقت واجب ہے اس کے بیان میں ہے۔

المبحث الرابع في وجوب إعتقاد أن حقيقته تعالى مخالفة لسائر الحقائق و أنها ليست معلومة من الدنيا لأحد.

چوتھی بحث اللہ تعالیٰ کی حقیقت تمام مخلوقات اور حقائق سے مختلف ہے اور دنیا میں کسی کو اس کا مکمل علم نہیں۔

المبحث الخامس في وجوب إعتقاد أنه تعالى أحدث العالم كله من غير حاجة إليه موجب أوجب ذلك عليه.

پانچویں بحث اللہ تعالیٰ نے تمام کائنات کو پیدا کیا جب کہ اللہ رب العزت کو اِس کی کوئی حاجت وضرورت نہیں، اور نہ ہی یہ پیدا کرنا اللہ پر واجب تھا۔

خلاصہ یہ ہے کہ مصنف نے تمام مباحث کو اسی طرز پر حل کیا ہے۔ اسی طرح پھر آگے جا کر ذات باری تعالیٰ پر جب مباحث مکمل ہوئیں تو پھر انہوں نے رسالت کی مباحث کا تذکرہ کیا، صفات کی مباحث بھی اس میں تفصیل کے ساتھ آئی ہیں، ہر صفت کو انہوں نے الگ الگ کیا ہے۔

پندرہویں بحث اِس بارے میں کہ اللہ تعالیٰ کے جتنے نام ہیں توقیفی ہیں، یعنی اللہ اور اللہ کے رسول نے اگر بیان کیے ہیں تو ہم اُسے بیان کریں گے ورنہ اپنی طرف سے کسی نام کی نسبت نہیں کریں گے۔ اسی طرح صفات باری تعالیٰ میں تفویض کے معنی

کی تشریح کی ہے، تاویل کے معنی کی وضاحت کی ہے، پھر اللہ تعالیٰ کی صفات کو علامہ شعرانی رحمہ اللہ نے الگ الگ کیا ہے اور ہر ہر صفت رزاق، حی اور صفت قیوم کی وضاحت کی ہے، پھر استواء علی العرش کا مطلب بیان کیا اور اس کے لیے عنوان لگایا:

المبحث السابع في وجوب إعتقادأن اللّٰه تعالى لايحويه مكان كمالايحده زمان لعدم دخوله في حكم خلقه.

پھر عصمت انبیاء پر پوری بحث کے لیے عنوان یوں قائم کیا:

البحث الحادى والثلاثون فى بيان عصمة الأنبياء عليهم الصلاة والسلام من كل حركةأوسكون أوقول اوفعل ينقص مقامهم الأكمل.

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کا سب سے افضل ہونے کا بیان اور آپ کی حالت کا تذکرہ اس عنوان سے کیا ہے:

المبحث والثانى والثلاثون في ثبوت رسالة نبينا صلى اللّٰه عليه وسلم وبيان أنه أفضل خلق اللّٰه تعالى على الإطلاقوغيرذالک.

معراج کے واقعہ کو ایک مستقل بحث کے تحت بیان کیا۔ بہرحال انہوں نے ذات باری تعالیٰ سے لے کر جنت اور جہنم تک تمام مباحث کو بڑی حسن اسلوبی کے ساتھ یکجا کیا ہے، اس لحاظ سے یہ کتاب مفید ہے۔ اسی طرح امام ابن عربی رحمہ اللہ پر کیے گئے اعتراضات کے جوابات بھی دیے ہیں اور ان کے بارے میں جو اہل علم کی آرا مختلف رہی اس کی وجوہات بھی بیان کی ہیں، اس کے لیے انہوں نے کتاب کے شروع میں تین فصلیں قائم کی ہیں:

(۱)الفصل الأول فى بيان نبذة من......أحوال الشيخ محى الدين .

(۲)الفصل الثانى فى تاويل كلمات أضيفت......إلى الشيخ محى الدين۔

(۳)الفصل الثالث فی بیان إقامة العذر لأهل الطريق فی تكلمهم فی العبارات المخلقة علی غيرهم.

شیخ کی طرف منسوب کلمات کی وضاحت بھی کی اور انہوں نے آگے جا کر شیخ کے احوال اور ان کی طرف منسوب باتوں کی تشریح میں اہل علم کے اقوال بھی ذکر کیے ہیں اور ایک قول نقل کیا ہے:

فَإِنَّ لُحُوْمَ الْأَوْلِيَاءِ مَسْمُوْمَةٌ.

اولیاء اللہ کا گوشت زہر آلود ہوتا ہے۔

یعنی جو آدمی اولیاء کو برا بھلا کہتا ہے اس کا انجام اچھا نہیں ہوتا، اس لیے علماء اور اولیاء کو برا کہنے والا انسان کا خاتمہ ایمان پر نہیں ہوتا اور عموماً اولاد بھی پھر اس کی دین دار نہیں ہوتیں اور انہوں نے آگے لکھا:

وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ تَنَصَّرَ وَ مَاتَ عَلَى ذٰلِكَ.

جنہوں نے اولیاء اللہ سے بغض رکھا وہ نصرانی ہوئے اور اس حال میں انہیں موت آئی۔

وَمَنْ اَطْلَقَ لِسَانَهُ فِيهِمْ بِالسَّبِّ اِبْتَلاهُ اللّٰهُ بِمَوْتِ الْقَلْبِ.

جو اپنی زبان کو ان پر کھول دیتا ہے، اولیاء اللہ کو برا بھلا کہتا ہے تو اللہ سزا یہ دیتا ہے کہ اس کے دل کو مردہ کر دیتا ہے۔

اس لئے جو علماء پر طعن کرے، نیک لوگوں کو برا بھلا کہے وہ دل کے اعتبار سے مردہ ہو جاتے ہیں، اس لیے اِن پر کوئی بات اثر نہیں کرتی، مصنف نے امام عبداللہ قرشی رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ کہا جتنے بھی اولیاء اللہ ہیں، اللہ کے ہاں ان کا بلند مقام ہے اور جنہوں نے انہیں برا بھلا کہا تو اللہ تعالی نے ان کے دلوں کو زہر آلود کر دیا اور نتیجہ یہ

نکلا کہ پھر ان کا خاتمہ ایمان پر نہ ہو، اور اِن کے عقیدے فاسد ہو گئے۔ بہر حال یہ نہایت مفید کتاب ہے، اگر ممکن ہو تو اسے اپنے مطالعہ میں رکھیں، معلومات کی وسعت، حسن ترتیب اور جامعیت کے لحاظ سے یہ کتاب سابقہ تمام کتابوں پر فائق ہے۔ یہ کتاب ایک جلد میں مکتبہ "دار الکتب العلمیة" سے طبع ہے۔

۷۴......الصواعق المحرقة على أهل الرفض والضلال والزندقة

یہ علامہ احمد بن محمد بن علی حجر ہیتمی رحمہ اللہ (متوفی ۹۷۴ھ) کی تصنیف ہے۔ مصنف مسلک کے اعتبار سے شافعی عالم ہیں، "الفتاوى الحديثية" انہیں کی مشہور کتاب ہے اوران کی ایک معروف کتاب " الخيرات الحسان في مناقب إمام الأعظم أبي حنيفة عن نعمان" ہے، یہ کتاب امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی سوانح پر ہے۔

فائدہ: اللہ رب العزت نے ان سے بھی بڑا کام لیا ہے، یاد رہے کہ یہ ابن حجر ہیتمی تاء کے ساتھ ہے ثاء کے ساتھ ہیثمی نہیں ہے، جو علامہ ہیثمی ہیں، ان کی وفات (۸۰۷ھ) ہجری میں ہے، یہ محدث تھے،ان کی کتاب "مجمع الزوائد ومنبع الفوائد" ہے، اس کتاب میں انہوں نے چھ کتابوں کی حدیثوں کو جمع کیا ہے،اس میں امام طبرانی رحمہ اللہ کی " المعجم الكبير، المعجم الأوسط ،المعجم الصغير، مسندأبي يعلى، مسند البزار ،مسندأحمد" کی روایات کو حذفِ اسناد و تکرار کے ساتھ جمع کیا ہے، علامہ ہیثمی رحمہ اللہ "مجمع الزوائد" میں روایت بھی لاتے ہیں اور کلام بھی کرتے ہیں، روایت لانے کے بعد بتاتے ہیں روایت میں فلاں راوی ثقہ اور فلاں غیر ثقہ ہے، روایت کا حکم بتاتے ہیں، عموماً "رجاله رجال الثقات" کے الفاظ بیان کرتے ہیں، اس لئے اگر آپ کو حکم حدیث دیکھنا ہو تو اس کی طرف مراجعت کریں، یہاں نام کی وضاحت اس لیے ضروری تھی کہ

عموماً علامہ ہیثمی اور ہیتمی کے نام میں اشتباہ ہو جاتا ہے، ہیثمی محدث ہیں اور ہیتمی فقیہ ہیں۔اسی طرح ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ الگ الگ ہیں، ابن حجر عسقلانی کی سن وفات (٨٥٢ھ) ہے، یہ بخاری کے شارح ہیں صاحبِ فتح الباری، اور علامہ ابن حجر ہیتمی کی وفات (٩٧٤ھ) میں ہے۔علامہ ہیتمی رحمہ اللہ کی معروف تصانیف درج ذیل ہیں:

إعلام بقواطع الإسلام،الفتاوى الفقهية الكبرى،الفتح المبين بشرح الأربعين،المنهاج القويم شرح المقدسة،الدرالمنضود فى الصلاة والسلام على صاحب المقام المحمود،أشرف الوسائل إلى فهم الشمائل"وغیرہ ہیں۔

علامہ ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ نے یہ کتاب "**الصواعق المحرقة على الرفض والضلالة والزندقة**" روافض کے گمراہیوں اور زندیق لوگوں کے بارے میں لکھی ہے، کتاب کے نام سے ہی کتاب کے اندر موجود مواد کا پتہ چل جاتا ہے، اس میں مصنف نے کئی مقدمات اور بہت سی فصلیں قائم کی ہیں، کتاب کے پہلے مقدمہ میں مصنف نے خود ہی کتاب لکھنے کا داعیہ بیان کیا اور اس کے محرکات کیا تھے بتا دیا، فرمایا:

اِعْلَمْ أَنَّ الْحَامِلَ الدَّاعِي لِيْ عَلَى التَّأْلِيْفِ فِيْ ذٰلِکَ وَإِنْ کُنْتُ قَاصِرًا عَنْ حَقَائِقَ مَا هُنَالِکَ مَا أَخْرَجَهُ الْخَطِيْبُ الْبَغْدَادِيُّ فِي الْجَامِعِ وَغَيْرِهِ أَنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (إِذاظَهَرَتِ الْفِتَنُ أَوْ قَالَ الْبِدَعُ وسُبَّتْ أَصْحَابِي فَلْيُظْهِرِ الْعَالِمُ عِلْمَه فَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ ذٰلِکَ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَايَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ صَرْفًاوَّلَاعَدْلًا)(1)

(1) الصواعق المحرقة: ج ١، ص ٧

ترجمہ: جان لیجئے کہ میرے حقائق سے قاصر ہونے کے باوجود اس موضوع پر تالیف کرنے پر مجھے جس نے ابھارا اور مجھے دعوت دی، وہ خطیب بغدادی رحمہ اللہ کی جامع میں موجود روایت ہے جس میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب فتنے یا بدعات ظاہر ہو جائیں اور میرے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو برا بھلا کہا جانے لگے تو عالم کو چاہیے کہ وہ اپنے علم کا اظہار کرے (اپنے علم کے ذریعے صحابہ کی عزت وناموس کا دفاع کرے) اگر اس نے ایسا نہ کیا تو اس پر اللہ، فرشتے اور تمام لوگوں کی لعنت ہو، اللہ اس کے کسی فرض ونفل کو قبول نہ کرے گا۔

مصنف کے اس جملہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے یہ کتاب بدعات اور فتنوں کی سرکوبی کرنے کے لیے لکھی، بالخصوص حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی عزت وناموس کا دفاع ان کا بنیادی مشن تھا۔ اس کتاب میں انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے احوال لکھے، اِن کی سوانح اور ان کی خلافت پر بحث کی اور قرآن وحدیث سے اسے ثابت کیا، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ، پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا تذکرہ قرآن وحدیث اور سلف کے علوم ومعارف کی روشنی میں کیا، خلافتِ راشدہ کی ترتیب بیان کی، پھر روافض کی طرف سے خلافت پر جو اعتراضات ہیں ان کے جوابات دیئے، اس میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی اور حضرت علی رضی اللہ عنہم اجمعین کی پیدائش سے لیکر وفات تک جامع سیرت بیان کی، لسانِ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو فضائل اور بشارتیں ہیں انہیں جمع کیا، کتاب نہایت سلیس اور عام فہم ہے۔ اس عنوان پر لکھنے کی بہت ضرورت تھی، اس سے پہلے اگر چہ علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی کتاب ”منہاج السنة النبوية فى نقض كلام الشيعة القدرية“ لکھی گئی ہے، لیکن خاص اس

عنوان کو اختصار کے ساتھ جامع انداز میں لکھنے کی ضرورت تھی تو علامہ ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ نے جامعیت کے ساتھ لکھا ہے، اگر اردو میں اس کا ترجمہ ہو جائے تو عوام کے لیے نہایت مفید ہوگا۔ خلفائے راشدین کے احوال پر، خلافتِ راشدہ پر اور خلیفہ بلا فصل حضرت صدیق اکبر پر مواد کے لحاظ سے یہ کتاب مفید ہے اور اشکالات کے مدلل جوابات ہیں۔ کتاب کا انداز واسلوب بہت دلکش ہے، خلفاء راشدین کی سیرت پڑھنے والے کے لیے یہ عسل مصفّی کا کام دی گی۔ یہ کتاب عبدالرحمٰن بن عبداللہ الترکی کی تحقیق کے ساتھ دو جلدوں میں مکتبہ "مؤسسة الرسالة" لبنان سے طبع ہے۔

۷۵...... إشارة المرام من عبارات الإمام

یہ علامہ قاضی کمال الدین احمد بیاضی رحمہ اللہ کی کتاب ہے، علامہ کمال الدین بیاضی کی تاریخ وفات یقینی طور پر معلوم نہیں ہو سکی، یہ گیارہویں صدی کے عالم ہیں، کتاب کے سرورق پر ہے "من علماء القرن الحادي عشر" مصنف گیارہویں صدی کے علماء میں سے ہیں۔

اس عبارت سے معلوم ہوتا کہ انہیں بھی تاریخ وفات کا علم یقینی طور پر نہیں ہو سکا، ان کی سوانح اور دیگر تصانیف کا تذکرہ نہیں ملا، عموماً علمائے احناف کے تراجم اور تصانیف کا ذکر کتب رجال وتراجم میں کم ملتا ہے۔ (دوسری صدی سے لے کر اب تک معروف علمائے احناف کے تراجم، سوانح ان کے زہد وتقوی کے واقعات اور تصانیف کا ذکر اگر اردو میں کر دیا جائے تو نہایت مفید کام ہوگا۔)

ان کی کتاب "إشارة المرام من عبارات الإمام" میں لفظ امام سے مراد امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ہیں، انہوں نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی پانچ کتابیں جس کا تذکرہ راقم نے شروع میں کیا تھا ان کا اختصار کیا ہے، وہ پانچ کتابیں یہ ہیں: (۱) الفقه الأكبر (۲)

الفقه الأبسط(۳) تعليم والمتعلم (۴)الوصية (۵)رسالة إلى عثمان البتي.
علامہ بیاضی رحمہ اللہ نے ان پانچ کتابوں میں موجود عقائد اسی طرح امام اعظم کے عقیدے سے متعلق دیگر معلومات کو اس میں جمع کیا ہے اور ان کی تشریح کی ہے، عقائد سے متعلق تفصیلات اور وضاحت کے لئے یہ نہایت مفید کتاب ہے، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی علم کلام پر بڑی خدمات ہیں، اس کتاب میں امام صاحب کے احوال بھی ہیں، اس کی ابتداء میں بڑا مفید مقدمہ ہے اور شروع میں علامہ زاہد الکوثری رحمہ اللہ کے قلم سے کتاب کی اہمیت اور افادیت کا بیان ہے، علامہ کوثری رحمہ اللہ کے اِس پر حواشی بڑے مفید ہیں، اس میں بیک وقت آپ کو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے علم کلام کی خدمات، آپ کی تشریحات، آپ کی مباحث اور آپ نے علم کلام سے متعلق جو معلومات ذکر کی ہیں ان کا تذکرہ بھی ملے گا۔ امام صاحب کی وہ پانچوں کتابیں آدمی کو بیک وقت نہیں ملتیں، اس لیے اگر کوئی اس کتاب کو پڑھ لے تو بیک وقت پانچوں کتابوں کی معلومات حاصل ہو جائیں گی، دیگر معلومات، مباحث اور تفصیلات سے بھی واقف ہو جائے گا، یہ کتاب ایک جلد میں ''زمزم پبلشرز'' کراچی سے طبع ہے۔

٧٦......العقيدة السفارينية (الدرة المضية في عقد أهل الفرقة المرضية)

یہ شمس الدین ابوالعون محمد بن احمد السفارینی حنبلی رحمہ اللہ (متوفی ١١٨٨ھ) کی کتاب ہے۔ علامہ سفارینی رحمہ اللہ نابلس کی مشہور بستی ''سفارین'' میں پیدا ہوئے، دمشق کی طرف سفر کیا اور وہاں کے علماء سے علم حاصل کیا، پھر نابلس میں واپس آ کر درس وتدریس اور افتاء کا کام شروع کیا، آپ علم حدیث، اصول اور ادب میں خصوصی مہارت رکھتے تھے، ان کی مشہور مطبوعہ کتابیں ''غذاء الباب في شرح منظومة الآداب،

كشف اللثام شرح عمدة الأحكام،لوامع الأنوار البهية،لوائح الأنوار السنية“ ہیں۔

زیرتعارف کتاب کا اصل نام”الدرة المضية في عقد الفرقة المرضية“ ہے، اس کے نام سے پتہ چلتا ہے کہ اس میں پسندیدہ فرقہ کی نشاندہی کی گئی ہے۔ یہ کتاب اشعار کی صورت میں لکھی گئی ہے، اس کتاب میں چھ(٦) ابواب اور دوسودس (٢١٠) اشعار ہیں، یہ بھی کمال کی بات ہے کہ عقائد جیسے علمی وتحقیقی مضامین ومباحث کو اشعار میں بیان کیا، اس میں عقائد کے مسائل کو توحید سے شروع کر کے جنت اور جہنم تک اشعار کی صورت میں لکھا ہے، اس کا پہلا باب معرفتِ الٰہی ہے، یعنی پہلا باب اللہ تعالیٰ کی پہچان، اللہ کی ذات اور صفات سے متعلق ہے، دوسرا باب افعالِ مخلوقہ کے بارے میں ہے، تیسرا باب ایمان اور متعلقاتِ ایمان پر ہے، چوتھا باب سمعیات سے متعلق ہے، سمعیات میں انہوں نے روح کا تذکرہ کیا ہے، علامات قیامت کا ذکر کیا ہے، جنت اور جہنم کا ذکر کیا ہے، پانچواں باب نبوت سے متعلق ہے اور چھٹا باب امامت اور اس کے متعلقات کے بارے میں ہے۔ حفظ عقائد کے لیے یہ کتاب نہایت موزوں ہے، کیونکہ یہ کتاب اشعار کی صورت میں ہے اور اشعار بنسبت نثر کے مختصر ہونے کی وجہ سے بہت جلد حفظ ہو جایا کرتے ہیں۔ اس کا پہلا شعر ہے:

اَلْحَمْدُ القَدِيمُ الْبَاقِيْ مُسَبَّبُ الْاَسْبَابِ وَالْاَرْزَاقِ

اور سب سے آخری شعر ہے:

خُذْهَاهُدِيتَ واقْتَفِي نِظَامَهُ تَفُزْبِمَااَمَلْتَ وَالسَّلاَمُ

اس میں کل (٢١٠) اشعار ہیں، یہ کتاب ابو محمد اشرف بن عبد المقصود کی تحقیق کے ساتھ ایک جلد میں ”مكتبه أضواء السلف“ ریاض سے ١٩٩٨ء میں طبع ہے۔

۷۷......لوامع الأنوار البهية

یہ بھی اسی مصنف علامہ شمس الدین سفارینی رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۸۸ھ) کی کتاب ہے، علامہ شمس الدین سفارینی رحمہ اللہ نے "العقیدة السفارنیة" میں اشعار کی صورت میں عقائد کو بیان کیا، پھر "لوامع الأنوار البهية" لکھ کر ان اشعار کی خود شرح لکھی، اس کے اشعار کی تشریح وتوضیح سمجھنے کے لیے اس کتاب سے بہترین دوسری کوئی کتاب نہیں، کیوں کہ ان اشعار کی تشریح خود شاعر نے کی ہے، مشہور ضرب المثل ہے "صَاحِبُ الْبَيْتِ اَدْرَى بِمَافِيْهِ" گھر والا گھر میں موجود اشیاء کے بارے میں زیادہ جانتا ہے۔ جب بھی کسی متن کی تشریح ماتن خود کریں یا اشعار کی تشریح شاعر خود کریں تو وہ نسبتاً دوسروں سے بہتر ہوا کرتی ہے، کیونکہ ماتن اپنی متن سے یا شاعر اپنے شعر سے دوسروں سے زیادہ واقف ہوتا ہے۔ لہٰذا ان اشعار کی وضاحت کے لیے "لوامع الأنوار البهية" کا مطالعہ کیا جائے، کتاب کے مصنف چونکہ حنبلی تھے، اس لیے اس شرح میں انہوں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی مختصر سوانح اور حالات کا بھی ذکر فرمایا، نیز اس کتاب میں قرآنی آیات، احادیث، روایات اور آثار کا جابجا تذکرہ ہے، جابجا علم کلام سے متعلق اہل علم کے اقوال اور ان کے دلائل کا بھی ذکر ہے۔ یہ کتاب "مؤسسة الخافقين" دمشق سے دو جلدوں میں طبع ہے۔

۷۸......أصول الإيمان

یہ علامہ محمد بن عبدالوہاب نجدی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۰۶ھ) کی تصنیف ہے۔ مصنف مسلکاً حنبلی تھے، انہوں نے کئی مفید کتابیں لکھیں، عقائد، تفسیر اور حدیث کے فن میں ان کی نادر تصنیفات ہیں، اِن کے مزاج میں ذرا شدت تھی جس کی وجہ سے بعض اہل علم ان کے مخالف ہوئے اور ان کو وہابی کا لقب دیا۔ علماء دیو بند کو دوسرے مکتب فکر کے

نام نہاد علماء وہابی کہہ کران کی طرف منسوب کرتے ہیں، حالانکہ علماء دیو بند افکار ونظریات میں نہ اِن کے پیرو کار ہیں اور نہ اِن کی جملہ آراء سے متفق ہیں، یہ محض علماء دیو بند کو بدنام کرنے کی سنگین سازش ہے۔اگران کے بارے میں تفصیلات دیکھنی ہوں تو حضرت مولانا منظور احمد نعمانی رحمہ اللہ کی کتاب ''علامہ محمد بن عبدالوہاب نجدی اہل علم کی نظر میں'' اِس کا مطالعہ کریں۔اسی طرح علامہ محمد بن عبدالوہاب نجدی کی کتاب کے شروع میں اس کے محقق باسم فیصل الجوابرہ نے بھی علامہ نجدی کی سوانح پر اچھا مضمون لکھا ہے، اگراسے پڑھ لیا جائے تو فائدہ ہوگا۔ مصنف کی دیگر مطبوعہ کتابوں میں ''التوحید،الجواهر المضية،الكبائر،فضل الإسلام '' معروف ہیں، ان کے علاوہ بھی اِن کی کئی کتابیں ہیں، مصنف نے ''أصول الإيمان'' میں بارہ (۱۲)ابواب قائم کئے ہیں۔جن میں انہوں نے ایمان کے اصول کا تذکرہ کیا ہے، مثلاً اس میں معرفتِ باری تعالیٰ اورذاتِ باری تعالیٰ کا ذکر ہے،ساتھ ساتھ صفات کا تذکرہ ہے، پھر ایمان بالقدر یعنی تقدیر سے متعلق ایمانیات کا بیان ہے،لوحِ محفوظ میں تقدیرات کو کس طور پر لکھا گیا ہے؟اس کی کیفیت ،اور تقدیر پر ایمان رکھنا کتنا ضروری ہے؟اس مسئلہ کی وضاحت کی گئی ہے، پھر آگے ملائکہ پر ایمان لانے کا ذکر ہے، کتاب اللہ اور سنتِ رسول کی تعلیمات کا التزام اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کیا کیا حقوق امت پر لازم ہیں؟انہیں بیان فرمایا، نیز علم کی فضیلت اور اہمیت کا تذکرہ ہے، پھر فتن اور فتن سے متعلق روایات،اور پھر اشراط الساعۃ یعنی قیامت کی علامات،ان علامات میں مشہور علامات کون کونسی ہیں؟اسے بیان کیا،ان کی زیادہ کوشش اس بات پر رہی ہے کہ روایات اور آثار اس میں زیادہ لائیں،اس لیے اس میں آپ کو دیگر معلومات کم ملیں گی،احادیث اور آثار کا ذخیرہ زیادہ ہے،نیز اس کے محشی نے اس میں موجود روایات

اورآثار کی تخریج کا اہتمام کیا ہے، اس وجہ سے کتاب کی افادیت بڑھ گئی۔ یہ کتاب باسم فیصل الجوابرہ کی تحقیق کے ساتھ مکتبہ "وزارة الإسلامية" سعودیہ سے ایک جلد میں طبع ہے۔

۷۹......أصول دین الإسلامی مع قواعده الأربع

یہ بھی علامہ محمد بن عبدالوہاب نجدی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۰۶ھ) کی کتاب ہے، مصنف کا اس کتاب میں اسلوب یہ ہے کہ اولاً عنوان بیان کرتے ہے، پھر سوال و جواب میں مسئلہ بیان کرتے ہیں، ان کا یہ انداز بہت مفید اور اقرب الی الفہم ہے، سوال و جواب سے جب کوئی مسئلہ بیان کیا جائے تو وہ سمجھ بھی جلدی آتا ہے اور یاد بھی رہتا ہے۔ اسی بناء پر مصنف کی یہ کتاب مفید ہے، پر لے عنوان قائم کرتے ہیں "المسائل الأربع التی یجب علی کل انسان أن یعلمها" پھر اس کے بعد سوال جواب بیان کرتے ہیں "س: ماهی المسائل الأربع التی یجب علی کل انسان أن یعلمها؟" مطلب وہ چار مسائل کونسے ہیں جن کا جاننا ہر انسان پر ضروری ہے؟ اس کے بعد جواب دیتے ہیں:

ج: (الأولی)العلم وهومعرفة اللّٰه ومعرفة دین الإسلام بالأدلة.

(الثانیة)العمل بهذاالعلم .

(الثالثة)الدعوة إلیه.

(الرابعة)الصبر علی الأذی فیه. ❶

مصنف کا مکمل کتاب میں یہی اسلوب رہا، اس میں مصنف نے اللہ تعالیٰ کی خالقیت اور رازقیت کو بیان کیا، اطاعتِ رسول پر بات کی، شرک کے خلاف دلیل قائم کی،

❶أصول الدین: ص ۲

ملتِ ابراہیم کی وضاحت کی، اللہ تعالیٰ کی معرفت، دین کی معرفت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت کو لازم قرار دیا، اسی طرح دین اسلام کی تعریف، اس کے مراتب اور ارکان کا ذکر کیا، ہجرت کی تعریف، فضیلت اور اس کے مسائل بیان کئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت تمام لوگوں کے لیے ہوئی یا کسی مخصوص قبیلہ کے لیے ہوئی ہے؟ اسے بیان کیا۔ موت، بعث بعد الموت، حساب و کتاب، سزا و جزاء کو بیان کیا، مندرجہ ذیل چار قواعد بیان کیے:

(۱) القاعدة الأولى إقرار الكفار الذين قاتلهم رسول اللّٰه بأن اللّٰه تعالىٰ هو الخالق الرزاق المدبر.

ترجمہ: پہلا قاعدہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن کفار سے قتال کیا اللہ تعالیٰ کو خالق، رازق اور مدبر مانتے تھے، (لیکن توحید کے قائل نہیں تھے۔)

(۲) القاعدة الثانية قول المشركين مادعوناهم إلا لطب القربة و الشفاعة.

ترجمہ: دوسرا قاعدہ یہ ہے کہ مشرکین کہتے ہیں کہ ہم غیر اللہ کو اس لیے پکارتے ہیں تا کہ ان کے ذریعہ ہم اللہ کا تقرب حاصل کریں، اور وہ اللہ کے ہاں ہماری سفارش کریں گے۔

(۳) القاعدة الثالثة ظهور النبي صلى اللّٰه عليه وسلم في أناس متفرقين في عباداتهم.

ترجمہ: تیسرا قاعدہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ان لوگوں میں ہوا جو عبادات میں متفرق تھے۔

(۴) القاعدة الرابعة مشركو زماننا أغلط شركاً من الأولين. [1]

---

[1] أصول الدين الإسلامي: ص ۲۷ تا ۳۴

ترجمہ: چوتھا قاعدہ یہ ہے کہ ہمارے زمانے کے مشرکین گذشتہ زمانہ کے مشرکین سے زیادہ برے ہیں۔

مصنف نے ان چاروں قواعد کو بیان کرنے کے بعد ان کی تفصیلات بیان کی ہیں۔ یہ رسالہ محمد طیب بن اسحاق الانصاری کی تحقیق وترتیب کے ساتھ ایک جلد میں مکتبہ "دار الحديث الخيرية" مکہ مکرمہ سے طبع ہے۔

۸۰......مرام الكلام في عقائد الإسلام

یہ علامہ عبدالعزیز فرہاروی رحمہ اللہ کی کتاب ہے، اِن کی پیدائش ۱۲۰۷یا ۱۲۰۹ھ میں ہوئی ہے اور ان کی وفات کے بارے میں یقینی طور پر معلوم نہیں ہو سکا، البتہ ان کی وفات (۱۲۳۹ھ) کے بعد ہوئی ہے، اِن کی معروف کتاب "النبراس" جو شرح عقائد کی شرح ہے اور اس شرح کی تکمیل ۱۲۳۹ ہجری میں ہوئی ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا انتقال اس کے بعد ہوا ہوگا، مصنف "فرہاروی" کے نام سے معروف ہیں، یہ اصل میں جگہ کا نام ہے، "پرہاڑ" مظفر گڑھ کا ایک شہر ہے جو ملتان کے قریب ہے، یہ چونکہ اس مقام کے رہنے والے تھے، اس لیے انہیں "فرہاروی" کہا جاتا ہے، یہ بڑے جید عالم گزرے ہیں، حضرت مولانا موسی روحانی بازی رحمہ اللہ کی ایک کتاب "بغية الكامل السامي في شرح المحصول والحاصل للجامي" ہے، یہ جامی کی مشکل بحث حاصل محصول کی عربی زبان میں اچھی شرح ہے، اس شرح میں حضرت مولانا موسی روحانی بازی رحمہ اللہ نے علامہ فرہاروی کے بارے میں ایک جملہ لکھا:

اِنْ اَقْسَمَ أَحَدٌ إِنَّ أَرْضَ اِقْلِيم بَنْجَابِ مِنْ بَاكِسْتَان لَمْ يُوْلَدْ فِيهَا مِثْلُهُ مُنْذُ خَلَقَ اللّٰهُ الْاَرْضَ وَدَسَّاهَا لَكَانَ بَارًّا. ❶

❶ مرام الكلام: مقدمة المحقق، ص۷، ۸

ترجمہ: اگر ایک آدمی یہ قسم کھائے کہ پاکستان کے اندر پنجاب شہر میں جب سے اللہ نے کائنات کو بنایا ہے تو اس جیسا عالم پیدا نہیں ہوا تو وہ حانث نہیں ہوگا۔

یہ کتنی بڑی شہادت ہے! جو احباب حضرت روحانی بازی رحمہ اللہ کی وسعت علم، ان کی جلالتِ شان، وسیع معلومات اور عمیق مطالعے سے واقف ہیں، وہ اس جملے کی گہرائی کا اندازہ کر سکتے ہیں۔

علامہ عبدالعزیز رحمہ اللہ معقولات کے بڑے عالم تھے، نصوص اپنی جگہ لیکن معقولات میں اللہ رب العزت نے ان کو بڑا مقام اور بڑی دسترس عطا فرمائی تھی، اس وجہ سے اہل علم میں ان کا بلند مقام ہے، ان کی کتابوں میں زیادہ قبولیت " النبراس "کو ملی ہے جو" شرح عقائد" کی سب سے اچھی شرح ہے، اگرچہ علامہ خیالی اور دیگر علماء کے اس پر متعدد حواشی ہیں، لیکن کتاب کو جس انداز میں حل کیا گیا جو مضامین اور مباحث اختصار اور جامعیت کے ساتھ اس کتاب میں ہیں وہ کسی اور کتاب میں نہیں۔ان کی دوسری کتاب جو زیرِ تعارف ہے "**مرام الکلام فی عقائد الإسلام**" ہے، تیسری ان کی کتاب "**کوثر النبی**" ہے، یہ بھی طبع ہوگئی ہے، یہ اصول حدیث پر ہے، مکتبہ امدادیہ ملتان سے طبع ہے، اصول حدیث پر مختصر مگر جامع کتاب ہے۔ان کی چوتھی کتاب "**الناهية عن ذم معاوية**" ہے، اس میں حضرت معاویہ رضی عنہ پر ہونے والے اعتراضات کے جوابات ہیں، اس کا ترجمہ" میر محمد کتب خانہ" سے طبع ہے، اِن کی ایک کتاب "**الإیمان الکامل**" ہے، جو فارسی زبان میں ہے، انہوں نے "**الإیساغوجی**" متن پر "**العزیزیة**" کے نام سے حاشیہ بھی لکھا ہے، ان کے علاوہ مصنف کی دیگر کتابوں کے نام "**نزهة الخواطر**" میں ملتے ہیں، جس میں ان کے سوانح بھی ہے، لیکن وہ کتابیں اب تک طبع نہیں ہیں، یہ چار کتابیں طبع ہیں، اللہ رب

العزت نے ان کی ''النبراس ''اورعقائد پر'' مرام الکلام'' کو بڑی قبولیت عطا فرمائی، اِس میں انہوں نے عقائد کا تذکرہ کیا ہے، ان کا اسلوب یہ ہے کہ اس کتاب میں انہوں نے کل پانچ ابواب بیان کیے، پھر ہر باب کے تحت فصلیں ہیں ،مثلاً سب سے پہلے باب کا عنوان ہے''الباب الأول فی الأمور العامة '' بابِ اول امورِ عامہ سے متعلق ہےاوردوسرے باب کا عنوان''الباب الثانی الجواهر والأعراض'' ہے،اس میں جواہراوراعراض سے متعلق تفصیلات ہیں، پھر جواہر، عقل، جنات، عالم مثال، جسم اور حیولہ کا ذکر ہے، الہیات کا ذکر ہے، پھراس کے بعد انہوں نے تیسرے باب کا عنوان قائم کیا''الباب الثالث فی أدلة المنکرین فی کیفیة الرؤیة ''

یعنی تیسرا باب رؤیت باری تعالیٰ کی کیفیت کے منکرین کے دلائل اوران کے جوابات میں ہے۔

اسی طرح چوتھا باب ہے:

الباب الرابع فی النبوة والإمامة وشرف الصحابة.

چوتھا باب امامت، نبوت اور صحابہ کرام کے مقام کے بارے میں ہے۔

اس چوتھے باب کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں انہوں نے مندرجہ ذیل مضامین بیان کیے ہیں:

(۱) عصمت حضرت آدم علیہ السلام (۲) عصمت حضرت ابراہیم علیہ السلام (۳) عصمت حضرت یوسف علیہ السلام (۴) عصمت حضرت یوسف علیہ السلام (۵) عصمت حضرت عیسیٰ علیہ السلام (۶) عصمت حضرت یونس علیہ السلام (۷) عصمت حضرت ایوب علیہ السلام

اس میں انبیاء علیہم السلام کی عصمت پر جو اشکالات ہوئے ہیں ان کے جوابات دیئے گئے ہیں، جیسے احادیث میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں تین توریہ کا تذکرہ ملتا ہے، حضرت یونس علیہ الصلاۃ والسلام اللہ رب العزت کی طرف سے واضح حکم نہیں آیا تو شہر چھوڑ کے چلے گئے، اسی طرح حضرت آدم علیہ السلام کے بارے میں ﴿وَعَصَى آدَمُ رَبَّهُ فَغَوَى﴾ (طہ: ۱۲۱) کے الفاظ آئے ہیں، نصوص وروایات کی اس طرح کے تعبیرات پر جو اشکالات ہوتے ہیں، انہوں نے سب کے عقلی ونقلی جواب دیئے ہیں، پھر اس کے بعد اس کا پانچواں باب "الباب الخامس فی الإیمان والکفر والکبائر وأحکامه الأخرویة" ہے، پانچواں باب کفر، کفر کی اقسام، کبائر، کبائر کی قسمیں اور اخروی احکامات کے بیان میں ہے، اخروی احکامات میں جنت، جہنم کا تذکرہ کیا ہے، قیامت کی علامات کا تذکرہ بھی اس میں تفصیل سے ہے، جیسے أشراط الساعة، الکلام فی الدخان، الکلام فی المهدی، الکلام فی الدجال، نزول عیسی علیه السلام، الکلام فی الحوض، الکلام فی الشفاعة. پھر آگے چاروں فقہاء کے مذاہب اور ان کے بارے میں کیا نظریہ رکھنا چاہیے؟ اسے بیان کیا، آخر میں دعا، اور مردوں کے لئے صدقہ کو بھی بیان کیا، اس کتاب کا اردو میں ترجمہ ہو جائے تو یہ نہایت مفید کام ہوگا، اگر عقائد کی مباحث کو کوئی روایت ودرایت کے ساتھ ساتھ سمجھنا چاہے تو اِسے اپنے مطالعے میں رکھے۔ یہ کتاب "زمزم پبلشرز" کراچی سے ایک جلد میں طبع ہے۔

۸۱......شرح الصدور بتحریم رفع القبور

یہ علامہ محمد بن علی الشوکانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۵۰ھ) کا مختصر سا رسالہ ہے۔ علامہ شوکانی رحمہ اللہ مسلک کے اعتبار سے زیدی تھے، انہوں نے بہت سی مفید کتابیں تصنیف کی

ہیں، خاص طور پر ان کی "فتح القدیر" قرآن کریم کی تفسیر ہے، جو تفسیر بالروایہ میں سے ہے، اسی طرح ان کی حدیث میں "نیل الأوطار" ہے، احکامات کی احادیث کا ایک بڑا ذخیرہ اس کتاب میں موجود ہے، نیز اس میں احادیث کی اچھی تشریح وتوضیح ہے، موضوع روایات کی نشاندہی پر ان کی کتاب "الفوائد المجموعة" ہے، روایت ذکر کر کے حکم بیان کرتے ہیں، اِن کے کلام میں شدت ہے، اسلئے حکم حدیث میں اِن کو مدار نہ بنایا جائے۔

علامہ شوکانی رحمہ اللہ نے "شرح الصدور بتحریم رفع القبور" میں قبروں کے متعلق احکام کو بیان کیا ہے۔ قبروں کے اوپر عمارت تعمیر کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اس مسئلہ کی وضاحت کی کہ قبر کو پختہ کرنا حرام اور نا جائز ہے، اس پر انہوں نے آیات، روایات اور آثار صحابہ کو بیان کیا ہے۔ قبر پرستی اور اسے پختہ کرنے پر جو روایات ہیں اِسے نقل کیا ہے، ان کے زیدیہ میں بعض لوگ گزرے تھے جو قبر کی تعمیر کے قائل تھے، اس لیے انہوں نے ان کی تردید کرتے ہوئے کہا کہ ہمارا یہ مسلک نہیں ہے، ہمارا مسلک وہی ہے جو احادیث میں ہے کہ قبروں کے اوپر کوئی عمارت نہ بنائی جائے، اس حوالے سے اگر کوئی مواد دیکھنا چاہے تو اس رسالہ میں کافی مواد ہے، یہ رسالہ (۲۴) صفحات پر مشتمل ہیں۔ یہ مکتبہ "الجامعة الاسلامية" مدینہ منورہ سے طبع ہے۔

۸۲......فتح المجيد شرح كتاب التوحيد

یہ علامہ عبدالرحمٰن بن حسن التمیمی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۸۵ھ) کی کتاب ہے۔ یہ کتاب درحقیقت علامہ محمد بن عبدالوہاب نجدی کی "کتاب التوحید" کی شرح ہے، علامہ عبدالرحمٰن رشتہ میں علامہ محمد بن عبدالوہاب نجدی کے پوتے ہیں، علامہ عبدالرحمٰن نے فقہ نجد اور مصر میں حاصل کی۔ ان کی مشہور کتابوں میں "الإيمان والرد على أهل

البدع، المطلب الحمید فی بیان مقاصد التوحید، بیان المحجة فی الرد علی اللجة" طبع ہیں۔ زیرِ تعارف کتاب میں کل (٦٧) ابواب ہیں، علامہ محمد بن عبدالوہاب نجدی رحمہ اللہ نے "التوحید" میں جو عقائدِ توحید کے حوالے سے بیان کئے ان ہی کی تشریح اس کتاب میں کی گئی ہے۔ اس میں انہوں نے خاص طور پر توحید کا تذکرہ تفصیلاً کیا ہے، توحید سے متعلق آیات اور روایات ذکر کی ہیں، توحید کی فضیلت اور توحید کی وجہ سے گناہوں کا مٹنا بیان کیا، شرک کی تردید ہے، صفاتِ باری تعالیٰ کا تذکرہ کیا ہے۔ توحید کا حق بیان کیا کہ توحید کو مان کر اس کے تقاضوں پر چلنے سے جنت کا دخول نصیب ہوگا، مشرکین کی تردید کی ہے، کلمہ لا الہ اللہ کی طرف دعوت دینے کی ترغیب دی گئی، لا الہ اللہ کی شہادت اور توحید کی تفسیر بیان کی ہے، تعویذ، گنڈوں اور جھاڑ پھونک کے حوالہ سے مدلل بحث کی ہے، ان کو مؤثر بالذات ماننے کی احادیث سے تردید کی، حجر و شجر اور ان جیسی چیزوں سے تبرک لینا کیسا ہے؟ اسے بیان کیا، غیر اللہ کے لیے ذبح شدہ جانور کا حکم بیان کیا، غیر اللہ کا استعاذہ، غیر اللہ کے لیے نذر اور غیر اللہ سے استغاثہ کرنے کو شرک قرار دیا:

﴿أَيُشْرِكُونَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ﴾ (الأعراف: ١٩١)

ترجمہ: کیا وہ ایسی چیزوں کو (اللہ کے ساتھ خدائی میں) شریک مانتے ہیں جو کوئی چیز پیدا نہیں کرتے، بلکہ خود ان کو پیدا کیا جاتا ہے؟

﴿وَلَا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ عِندَهُ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهُ حَتَّى إِذَا فُزِّعَ عَن قُلُوبِهِمْ قَالُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ﴾ (سباء: ٢٣)

ترجمہ: اور اللہ کے سامنے کوئی سفارش کارآمد نہیں ہے، سوائے اس شخص کے جس کے لیے خود اس نے (سفارش کی) اجازت دے دی ہو، یہاں تک کہ جب ان کے دلوں

سے گھبراہٹ دور کردی جاتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ تمہارے رب نے کیا فرمایا؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ حق بات ارشاد فرمائی اور وہی ہے جو بڑا عالیشان ہے۔

﴿إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ﴾ (القصص: ۵۶)

ترجمہ: (اے پیغمبر) حقیقت یہ ہے کہ تم جس کو خود ہدایت تک نہیں پہنچا سکتے، بلکہ اللہ جس کو چاہتا ہے ہدایت تک پہنچا دیتا ہے، اور ہدایت قبول کرنے والوں کو وہی خوب جانتا ہے۔

تفسیر بیان کی، قبروں کی عبادت کرنے والوں کی مذمت پر گفتگو کی، صالحین کی قبروں کی تعظیم میں غلو کرنے سے انسان بت پرستی کا شکار ہوتا ہے، مصنف نے اس عنوان کو بھی بیان کیا۔ جادو، جادو کی اقسام، کہانت، بدفالی پر تفصیلی گفتگو کی ہے، ستاروں کے بارے میں بعض لوگوں نے غلط افسانے گھڑے ہیں اِن کی تردید کی، زمانے کو گالی دینے والوں کے خلاف دلائل قائم کیے، اللہ تعالیٰ کے اسماء کے احترام کی ترغیب میں الگ باب قائم کیا، ان کے علاوہ بہت سی توحید کی آیات اور شرک کے خلاف آیتوں کی عمدہ تشریح وتوضیح کی ہے۔ مصنف نے اس کتاب کو نصوص اور روایات کی روشنی میں تحریر کیا ہے۔ اس میں توحید اور شرک کے حوالے سے اچھا خاصا علمی مواد موجود ہے، لہٰذا توحید اور شرک کے موضوع پر تیاری کے لئے اس کتاب کو مطالعہ میں رکھا جائے۔

یہ کتاب محمد حامد الفقی کی تحقیق کے ساتھ ایک جلد میں مکتبہ "مطبعة السنة المحمدية" قاہرہ سے ۱۳۷۷ھ میں طبع ہے۔

۸۳......قطف الثمر في بيان عقيدة أهل الأثر

یہ علامہ نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۷ھ) کی کتاب ہے۔ مصنف

مسلک کے اعتبار سے اہل حدیث مکتبہ فکر کے عالم گزرے ہیں اور انہوں نے بہت سی مفید کتابیں تصنیف کی ہیں، ان کی ساٹھ سے زائد سے کتابیں ہیں، بعض کتابیں اور رسائل اب تک طبع نہیں ہوئے، ان کی کتابوں کے نام حروف تہجی کی ترتیب سے "**الانتقاد الرجيح في إعتقاد الصحيح**" کے شروع میں محقق نے مقدمہ میں لکھے ہیں، ان میں سے مشہور چند کتابوں کے نام عرض کر دیتا ہوں، ممکن ہے کہ کہیں کسی کو کسی بھی موضوع کے حوالے سے ان کی ضرورت پیش آ سکتی ہے، ان میں سے ایک علامہ نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ کی "**أبجد العلوم**" ہے جو بھوپال سے طبع ہے، اس میں انہوں نے زیادہ تر استفادہ علامہ تاش کبری زادہ رحمہ اللہ کی "**مفتاح السعادة ومصباح السيادة**" اور حاجی خلیفہ رحمہ اللہ کی "**كشف الظنون**" سے کیا ہے، مصنف نے اس میں علوم اور فنون کی تاریخ اور اس پر لکھی گئی کتابوں کا تذکرہ کیا ہے، مثلاً فن منطق کی مبادیات، غرض وغایت، تعریف، منطق کا مؤسس اور بانی، معلم اول، معلم ثانی اور معلم ثالث کو بیان فرمایا ہے، اور اس فن پر لکھی گئی کتابوں کا بھی مختصر تذکرہ کیا ہے اسی طرح علم نحو، علم الصرف پر لکھی گئی کتابوں کا ذکر کیا، یعنی اِس کتاب مین علوم وفنون اور ائمہ فنون کے تراجم اور ان کی کتابوں کا تعارف ہے۔

مختلف علوم وفنون پر لکھی گئی کتابوں، مصنفین اور ائمہ فن کے تعارف کے لئے درج ذیل کتابوں کو مطالعہ میں رکھیں:

۱ ......**الفهرست**: امام ابوالفرج محمد بن اسحاق (متوفی ۴۳۸ھ)

۲ ......**مفتاح السعادة**: علامہ طاش کبری زادہ رحمہ اللہ (متوفی ۹۶۸ھ)

۳...... **كشف الظنون**: حاجی خلیفہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۶۷ھ)

۴......أبجد العلوم: علامہ نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۷ھ)
۵......إکتفاء القنوع بماھو مطبوع: ادوارد کرنیلیوس (متوفی ۱۳۱۳ھ)
۶......الرسالة المستطرفة: علامہ کتانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۴۵ھ)
۷......ھدية العارفين: علامہ اسماعیل بن محمد بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۹۹ھ)
۸......إيضاح المكنون: ایضاً
۹......معجم المؤلفين: امام عمر بن رضا کحالہ دمشقی رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۰۸ھ)

ان کی دوسری معروف کتاب "التاج الكلل من جواهر مآثر الطراز الآخر والأول" میں (۵۴۳) اہلِ علم کے تراجم ہیں، ان کی تیسری کتاب "الإذاعة لما كان ومايكون بين يدى الساعة" ہے، اس میں وقوع قیامت سے پہلے رونما ہونے والے علاماتِ قیامت کا ذکر ہے، یہ کتاب بھی بھوپال سے ۱۲۹۳ھ میں طبع ہوئی ہے۔

ان کی ایک کتاب "الإكسير في أصول التفسير" ہے، اس میں انہوں نے علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے تفسیر کے جو اصول بیان کیے ہیں ان ہی اصولوں کو سامنے رکھ کر تفسیر کے اہم اصول وفوائد کو بیان کیا ہے، ان کی ایک کتاب "الحرز المكنون من لفظ المعصوم المامؤن" ہے، ان کی ایک کتاب "دليل الطالب" ہے، یہ کتاب بھی بھوپال سے ۱۲۹۴ھ میں طبع ہوئی ہے، انہوں نے صحیح بخاری کی اسناد اور مکررات کو حذف کر کے "عون الباری بحل أدلة البخاری" کے نام سے اس کی شرح لکھی، یہ بخاری شریف کی عام فہم انداز میں مفید شرح ہے۔

ان کی ایک کتاب "نيل المرام من تفسير آيات الأحكام" ہے، اس میں آیاتِ احکام کی تشریح وتوضیح اور آیات سے مستنبط فوائد ونکات کا ذکر ہے، جیسے علامہ سیوطی رحمہ اللہ کی "الإكليل في إستنباط التنزيل" ہے۔

عقائد پر ان کی کتاب ''قطف الثمر فی بیان عقيدة أهل الأثر'' میں انہوں نے محدثین کے عقائد کی توضیح کی ہے، عقائد میں انہوں نے علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور حافظ ابن قیم رحمہ اللہ کی کتابوں سے استفادہ کیا ہے، اِس میں انہوں نے آیاتِ متشابہات کی تشریح کی، اور قرآن وحدیث میں اللہ تعالیٰ کے لیے صفت کلام کو واضح کیا، اللہ تعالیٰ کے کلام کی کیفیت کے حوالہ سے گفتگو کی، اللہ تعالی کے علم محیط، قضاء وقدر، خصوصیات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، توسل بالصالحین کی کیفیت، اسراء، معراج، میزان، حوض کوثر، موت، ملک الموت اور ملائکہ کے حوالے سے تفصیلی عقائد کا ذکر کیا ہے، اہل سنت والجماعت کے عقائد کو بیان کرنے کے لیے ایک فصل قائم فرمائی، کتاب عام فہم ہے اور قرآن واحادیث کی دلائل سے لبریز ہے۔ یہ کتاب مکتبہ ''وزارة الشؤون الإسلامية'' سعودیہ سے ایک جلد میں طبع ہے۔

۸۴......الإنتقاد الرجيح فی شرح إعتقاد الصحيح

یہ بھی علامہ نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۷ھ) کی کتاب ہے، اس میں ''اعتقاد الصحیح'' متن ہے، یہ متن حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (متوفی ۱۱۷۶ھ) کا ہے، علامہ نواب صدیق حسن رحمہ اللہ نے ''الإنتقاد الرجیح'' میں رؤیت باری تعالیٰ کا تذکرہ کیا، تقدیر کا مسئلہ بیان کیا، قرآن کریم اللہ کا کلام ہے یا مخلوق ہے؟ اس کو بیان کیا۔ میزان، جنت، جہنم کا تذکرہ کیا، کبیرہ گناہ کا مرتکب ایمان میں داخل ہے یا خارج؟ اسے بیان کیا، پھر اس کے بعد عذاب قبر، کراماتِ اولیاء، سیرتِ صحابہ پر تفصیلی بات کی، نیز یہ بیان کیا کہ گناہ کی وجہ سے اہل قبلہ کی تکفیر نہیں ہوگی، لیکن اگر اہلِ قبلہ غلط عقیدہ رکھیں تو پھر تکفیر ہوگی، ضروریاتِ دین کا انکار کریں، یا غلط تاویل کریں تو پھر تکفیر ہوگی، منافقین بھی اہل قبلہ تھے، حضور کے پیچھے نماز پڑھتے تھے،

لیکن قرآن نے کہا وہ مؤمن نہیں ہیں، معلوم ہوا اہل قبلہ ہونا تب معتبر ہوگا جب انسان تمام ضروریات دین کو تسلیم کرے گا۔ اگر ایک انسان ضروریات دین میں سے کسی ایک کا انکار کرتا ہے تو وہ اہل قبلہ میں شمار نہیں ہوگا، اکثر لوگ یہ کہتے ہیں جی یہ علماء نے فلاں کو کافر کہہ دیا، فلاں کو کافر کہہ دیا، حالانکہ وہ تو نماز پڑھتا ہے، قبلہ کی طرف رخ بھی کرتا ہے وضع قطع دین داروں کی طرح ہے، جیسے قادیانی وغیرہ، تو پھر ان کی کیوں تکفیر کی جاتی ہے؟ اس کا جواب سمجھیں، ایمان موجبہ کلیہ ہے اور کفر سالبہ جزئیہ ہے، ایمان لانے کے لئے ساری باتوں کا ماننا ضروری ہوتا ہے جبکہ کافر ہونے کے لئے کسی ایک بات کا انکار بھی کافی ہے۔ اس لئے انسان مسلمان تب ہوگا جب تمام ضروریاتِ دین کو مانے۔ ضروریات دین کہتے جس کا دین ہونا خاص اور عام سب کو معلوم ہو، یعنی ہر ایک کو پتہ ہو کہ یہ دین میں سے ہے، یہ ایمان کی بڑی جامع تعریف ہے کہ جو تمام ضروریاتِ دین کو تسلیم کرے گا وہ مسلمان ہے اور جو ضروریات دین میں کسی ایک کا انکار کرے گا یا ایسی غلط تاویل کرے جو جمہور سے ہٹ کر ہے تو وہ کافر ہے۔ کسی کی تکفیر کب ہوگی؟ اِس عنوان پر مفید کتاب علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کی کتاب "إكتفار الملحدين" ہے، حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کی علمیت اور وسعت مطالعہ کا اندازہ اور آپ کے عمیق معلومات کا اندازہ اس کتاب سے ہوتا ہے، اس کتاب کا اردو ترجمہ حضرت مولانا محمد ادریس میرٹھی رحمہ اللہ نے کیا ہے، لہٰذا اگر کوئی ساتھی عربی نہ پڑھ سکے تو اردو ترجمہ کا مطالعہ کر لے۔ اسی طرح ایمان وکفر پر حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کا "ایمان وکفر" کے نام سے مفید رسالہ ہے، اس میں کسی کے مؤمن اور کافر ہونے کے لیے اصول اور ضوابط بیان کے گئے ہیں، حال ہی میں اس موضوع پر ایک جامع، مفصل مدلل اور محقق کتاب "اصولِ

تکفیر'' کے نام سے طبع ہوئی ہے، یہ حضرت مولانا مفتی عبیدالرحمٰن صاحب مدظلہ کی ہے۔ بہرحال بات چل رہی تھی کہ ایمان لانے کے لیے ضروری ہے کہ ساری باتوں کو مانا جائے، اس کو مثال سے سمجھیں، دیکھئے تندرست رہنے کے لئے ساری بیماریوں سے بچنا ضروری ہے مگر بیمار ہونے کے لیے ساری بیماریوں کا لگنا ضروری نہیں، مثلاً ایک آدمی کو صرف ایک بیماری ہے نزلہ وہ کہتا ہے میں بیمار ہو، حالانکہ اس کو سر میں درد نہیں ہے، معدے کی تکلیف نہیں، دل کے عارضے میں مبتلا نہیں ہے، اسے صرف اور صرف نزلہ ہے جس کی بنیاد پر وہ خود کو بیمار کہتا ہے، تو جیسے یہاں تندرست ہونے کے لئے ساری بیماریوں سے بچنا ضروری ہے، بیمار ہونے کے لئے ساری بیماریوں کا لگنا ضروری نہیں ہے۔ اسی طرح مسلمان ہونے کے لئے ساری کفریہ باتوں سے بچنا ضروری ہے، کافر ہونے کے لئے ساری کفریہ باتوں کا عقیدہ رکھنا یا قائل ہونا ضروری نہیں۔

یا دوسری مثال سے یوں سمجھیں کہ کپڑے کے پاک ہونے کے لیے ہر قسم کی ناپاکیوں سے بچنا ضروری ہے، جبکہ ناپاک ہونے کے لئے کسی ایک ناپاکی کا لگنا کافی ہے، مثلاً صرف خون لگ گیا، پیشاب لگ گیا، پاخانہ لگ گیا، یا نجاست غلیظہ لگ گئی تو تب بھی کپڑا ناپاک ہو جائے گا، حالانکہ ناپاکی کی تمام قسمیں کپڑے پر نہیں لگیں، صرف ایک قسم لگی ہے، اس سے معلوم ہوا کہ جیسے کپڑے کے پاک ہونے کے لئے ساری ناپاکیوں سے بچنا ضروری ہے، ناپاک ہونے کے لئے ساری ناپاکیوں کا لگنا ضروری نہیں، بالکل ایسے ہی مسلمان ہونے کے لیے بھی تمام کفریہ باتوں سے بچنا ضروری ہے۔ اس طرح کی مثال سے اگر وضاحت کر دی جائے تو عوام کو بات سمجھ آجاتی ہے۔

یہ تفصیل یہاں اس بات کے ضمن میں بیان ہوئی ہے کہ کبیرہ گناہ کے ارتکاب کی وجہ

سے اہل قبلہ کی تکفیر نہیں ہوگی، البتہ کفریہ عقائد کی وجہ سے ہوگی۔

زیر تعارف کتاب میں مصنف نے تین بڑی اہم مباحث بیان کی ہیں:

(۱)"الأمر بالمعروف والنهی عن المنكر"

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی وضاحت

(۲)"أفعال العباد مخلوقة"

بندوں کے افعال مخلوق ہیں۔

(۳)"دعاء الأحياء للأموات وتصدق عليهم"

زندہ اگر مردوں کے لیے دعا کریں اور صدقہ کریں تو کیا یہ صدقہ ان کے حق میں قبول ہوگا یا نہیں ہوگا، اس کا فائدہ انہیں پہنچے گا یا نہیں۔

آخر میں مصنف نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ فرمایا، آپ کے بلند و بالا مقام اور صحابہ کرام کا تذکرہ کیا، آخرت میں رؤیت باری تعالیٰ کے ثبوت پر دلائل دیئے، تکلیف مالا یطاق کی وضاحت کی، فرقہ ناجیہ اور تابعین کی فضیلت بیان کی اور سب سے آخر میں توبہ کا تذکرہ کیا۔ یہ کتاب ایک جلد میں مکتبہ"دار ابن حزم" سے طبع ہے۔

۸۵......إظهار الحق

یہ حضرت مولانا رحمت اللہ بن خلیل الرحمٰن کیرانوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۸ھ) کی کتاب ہے، مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمہ اللہ بہت بڑے عالم گزرے ہیں، خاص طور پر عیسائیت کے رَد پر انہوں نے بہت کام کیا ہے، عیسائیت پر ان کا بہت وسیع وعمیق مطالعہ تھا، انجیل کے تمام مطبوعہ نسخوں کا مطالعہ کیا، ان کو تمام نسخوں اور ان کے مضامین سے بھرپور واقفیت تھی، یہ کتاب عربی زبان میں ہے اور اس کا اردو زبان میں

بھی ترجمہ ہوا ہے، ترجمہ ’’بائبل سے قرآن تک‘‘ کے نام سے طبع ہے، مولانا رحمت اللہ کیرانوی نور اللہ مرقدہ کی اس کتاب کے بارے میں عیسائی علماء نے کہا تھا کہ اگر یہ کتاب انگریزی زبان میں چھپ گئی یا دنیا کی دیگر زبانوں میں اس کا ترجمہ ہو گیا تو دنیا سے عیسائیت ختم ہو جائے گی، اس بات سے کتاب کی اہمیت اور مقام کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے، اس کتاب کی اہمیت کی وجہ سے حضرت شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم نے اِس پر حاشیہ لکھا، شیخ الاسلام صاحب مدظلہ نے اس کتاب پر کام کرنے کے بعد عیسائیت کیا ہے؟ نامی کتاب لکھی، اردو زبان میں اگر عیسائیت سے متعلق اختصار کے ساتھ پڑھنا ہو تو یہ کتاب یا امام اہل سنت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب رحمہ اللہ کی ’’عیسائیت کا پس منظر‘‘ پڑھ لیں اور اگر تفصیلی کتاب پڑھنے کا ذوق ہو تو ’’بائبل سے قرآن تک‘‘ کا مطالعہ کر لیا جائے۔ مصنف نے ’’إظهار الحق‘‘ میں چھ ابواب قائم کیے ہیں اور ان سے پہلے کچھ ضروری اُمور پر مقدمہ لکھا، پہلے باب کا عنوان ’’**في بيان كتب العهد العتيق والجديد**‘‘۔

اس میں انہوں نے انجیل کا تذکرہ کیا، انجیل کے مختلف نسخے ہیں، پہلے کون کونسے نسخیں تھے، جدید کون کونسے نسخے ہیں؟ اسے بیان کیا، ان نسخوں کا موازنہ کیا، ان نسخوں کے اندر جو تبدیلیاں اور تحریفیں ہوئی ہیں ان کا تذکرہ کیا۔

دوسرے باب کا عنوان ’’**في إثبات التحريف**‘‘ اس میں انجیل کی تحریف کو ثابت کیا، ہر نسخہ میں کتنی تحریفیں ہوئی ہیں؟ اِسے بیان کیا، آیت نمبر لکھا، ان کا باب نمبر لکھا، جس طرح قرآن کریم میں سورت ہوتی ہے، سپارہ ہوتا ہے، اسی طرح انجیل کے اندر بھی باب اور آیت نمبر ہوتا ہے، تو اس میں جو تحریفات ہوئی ہیں اِن کی نشاندہی کی۔

تیسرا باب کا عنوان ’’**في إثبات النسخ**‘‘ ہے، اس میں نسخ کو ثابت کیا گیا ہے کہ

دینِ عیسوی منسوخ ہوگیا اور انجیل منسوخ ہوگئی، اب جو دین باقی رہنے والا ہے وہ فقط اسلام ہے۔

چوتھے باب کا عنوان ''فی إبطال التثلیث'' ہے، اِس میں عقیدہ تثلیث کا بطلان بیان ہوا، عیسائیوں کے عقیدہ تثلیث کو ان ہی کی کتابوں کے حوالے ذکر کر کے باطل ثابت کیا اور اس عقیدہ کی تردید کی۔

پانچویں باب کا عنوان ''في إثبات كون القرآن كلام الله ومعجزاورفع شبهات القسيسين'' ہے، اس میں یہ بتایا گیا کہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، اور معجز ہے، اور اس میں پادریوں کے شبہات کے جوابات ہیں، اور قرآن کریم قیامت تک رہے گا، اس پر عمل لازم ہے، انجیل اور دیگر کتابیں منسوخ ہوچکی ہیں، نیز اس میں قرآن کے اعجاز کو ثابت کیا، اعجاز میں انہوں نے دونوں کو سامنے رکھا، انہوں نے قرآن کریم کے اعجاز کو ماضی کے مختلف واقعات، قصص اور جن قوموں پر عذاب آئے ان کے واقعات سے ثابت کیا ہے، طرزِ استدلال یہ ہے کہ قرآن میں دیگر انبیاء علیہم السلام کے تفصیلی واقعات موجود ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو امی تھے، آپ نے تو کسی کتاب میں ان کا مطالعہ نہیں کیا، نہ ہی آپ نے کسی سے تعلیم حاصل کی، پھر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنی تفصیل سے ہر ہر واقعہ کو اور اس کی جزئیات کو بیان کیا، یہ دلیل ہے قرآن کے معجز ہونے کی، پھر قرآن نے جو پیشنگوئیاں کیں وہ پوری ہوئیں، مثلاً قرآن نے پیشنگوئی کی کہ روم والے کچھ وقت کے لیے مغلوب ہوجائیں گے اس کے بعد انہیں غلبہ ملے گا، اسی طرح اسلام کا غلبہ ہوگا، واقعی میں ایسا ہوا، بدر میں اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غلبہ دیا، روم والوں کو مغلوبیت کے بعد پھر سے اللہ نے غلبہ دے دیا، فارس کو اللہ نے مغلوب کیا، ان واقعات کا پورا ہونا قرآن کریم کے اعجازات ہیں۔

اس کتاب کے چھٹے باب میں سب سے اہم عنوان بیان ہوا ہے "**فی إثبات النبوة محمد صلی اللّٰه علیه وسلم ودفع مطاعن القسیسین**" یعنی یہ باب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے اثبات کے بارے میں ہے، اور اس سے متعلق شبہات کے جوابات پر ہے۔

اس باب میں انہوں نے انجیل سے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور نبوت پر دلائل دیئے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کا ذکر کیا، انجیل میں موجود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کون کونسے اوصاف ہیں؟ انہیں بیان کیا، تھوڑی سی مدت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کا غالب ہونا بیان کیا، ساتھ یہ بھی بتایا کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم کا ظہور اس وقت ہوا جب لوگ ایک عظیم انقلابی رہنما اور قائد کے محتاج تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر انبیاء علیہم السلام کی پیشنگوئیاں بیان کیں۔ رَدِ عیسائیت پر یہ بہت عمدہ کتاب ہے، عیسائیت کے خلاف تیاری کرنے والوں کے لیے یہ بہت مفید کتاب ہے، یہ کتاب چار جلدوں میں عربی زبان میں ہے محمد احمد عبدالقادر ملکاوی رحمہ اللہ نے "**مختصر إظهار الحق**" کے نام سے اس کا اختصار بھی کیا ہے، نیز اردو اور انگریزی زبان میں بھی اس کتاب کا ترجمہ ہوا ہے، فارسی میں ترجمہ ہوا یا نہیں؟ اس کا علم نہیں، البتہ انگریزی ترجمہ پر حضرت شیخ الاسلام صاحب مدظلہ کی ہی خواہش پر چند آدمیوں نے کام کیا اور پھر اس پر حضرت نے تقریظ لکھی، لہٰذا اگر کوئی عیسائی عالم ہو یا پڑھے لکھے لوگ ہو اور وہ دین سمجھنا چاہیں تو اُنہیں اس کتاب کا مشورہ دینا چاہیے، اگر وہ پڑھ لے اس کتاب کو پڑھ لیں تو خود بخود ان کے بہت سارے شبہات دور ہو جائیں گے۔ یہ کتاب الدکتور محمد احمد محمد عبداللہ القادر خلیل کی تحقیق وتعلیق کے ساتھ چار جلدوں میں مکتبہ "الرئاسة العامة" سعودیہ عربیہ ریاض سے ۱۴۱۰ھ میں طبع ہے۔

۸۶...... الآيات البينات فی عدم سماع الأموات علی مذهب الحنفية السادات

یہ علامہ نعمان بن محمود الآلوسی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۱۷ھ) کی تصنیف ہے۔اس کتاب کی وجہ تالیف خود مصنف نے بتائی ہے:

وَذَكَرْتُ فِي مَجْلِسِ دَرْسِي الْعَامِ مَا قَالَتْهُ الْأَئِمَّةُ الْأَحْنَافُ الْأَعْلَامُ فِي كُتُبِهِمُ الْفِقْهِيَّةِ وَأَحْكَامِهِمُ الشَّرْعِيَّةِ مِنْ عَدَمِ سَمَاعِ الْمَوْتَى كَلَامَ الْأَحْيَاءِ وَأَنَّ مَنْ حَلَفَ لَايُكَلِّمُ زَيْدًا فَكَلَّمَهُ وَهُوَمَيِّتٌ لَا يَحْنَثُ وَعَلِيهِ فَتْوَى الْعُلَمَاءِ فَأَشَاعَ بَعْضَ مَنِ انْتَسَبَ إِلَى الْعِلْمِ مِنْ غَيْرِ إِدْرَاكٍ لِمَا حَرَّرُوْهُ وَلَافِهِمَ أَنَّ هَذَاالْعَزْوَغَيْرُصَحِيْحٍ وَأَنه قَوْلُ مُنْكَرٍمُغَايِرٍلِلشَّرْعِ الرَّجِيْحِ وَأَنَّهُ لَمْ يَعْتَقِدْذَلِكَ أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِ الْإِمَامِ أَبِيْ حَنِيْفَةَ وَمَالِكٍ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَد فَاتبَعَهُ أَتبَاعُ كُلِّ نَاعِقٍ مِنْ أَفْرَادِالْجَهَلَةِ وَالْعَوَامِ وَالْمُرْجِفُوْنَ فِيْ مَدِينَةِ السَّلَامِ فَأَحْبَبْتُ لِلنَصِيْحَةِ فِي الدِّيْنِ وَلِتِبْيَانِ مَا أَتَى فِي الْكِتَابِ الْمُبِيْنِ وَتَعْلِيْم إِخْوَانِيْ الْمُسْلِمِيْنَ أَنْ أَجْمَعَ فِي هَذِه الرِسَالَةِ أَقْوَالَ أَصْحَابِنَاالْأَحْنَافِ وَمَاقَالَه غَيْرُهُمْ مِنَ الْأَئِمَّةِ وَالْفُقَهَاءِ الْأَشْرَافِ وَأَنْ أُحَرِّرَمَاقَالُوهُ وأَنْقُلَ مِنْ كُتُبِهِمْ مَاسَطَرُوْهُ بِعِبَارَاتِهِم الْمُفَصَّلَةِ ونُصُوْصِهِم الْمُطَوَّلَةِ وَأَدِلَّتِهِم الْمحَبَّرَةِ وأَجْوِبَتِهِمُ الْمُحَرَّرَةِ لِيَتَّضِحَ لِلْعَامةِ مَاجَهِلُوْهُ وَيظْهَرُ لِلْمُعَانِدِيْنَ صَوابَ مَاأَخطَأُوْهُ ۔ (۱)

ترجمہ ایک مرتبہ میں نے اپنے درس کی مجلس میں آئمہ احناف کی فقہی کتابوں اوراحکام شرعیہ میں موجود مسئلہ کو بیان کیا کہ آئمہ احناف کہتے ہیں ’’مردے زندوں کے کلام کو

---

(۱) الأيات البينات فی عدم سماع الأموات: ص۳،۴

نہیں سنتے اور جو یہ قسم کھالے کہ میں زید سے بات نہیں کروں گا، اس نے زید سے بات کرلی اس حال میں کہ زید مردہ ہے تو وہ حانث نہیں ہوگا" فتوی بھی اسی پر ہے۔
جب یہ مسئلہ بیان کیا تو بعض نام نہاد علماء نے احناف کی تحریرات کا صحیح طور پر ادراک کئے بغیر اور سمجھے بغیر یہ بات پھیلا دی کہ احناف کی طرف اس مسئلہ کی نسبت درست نہیں اور یہ شریعت کے مخالف ایک ناپسندیدہ قول ہے اور امام اعظم ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ کے اصحاب میں سے کسی کا یہ عقیدہ نہیں رہا، پس عوام اور جاہلوں نے شہر میں ان کی پیروی کرلی اور ان کی بات کا یقین کرلیا، تو میں نے بھی اپنے مسلمان بھائیوں کی تعلیم، کتاب مبین میں موجود احکام کی وضاحت اور دین میں نصیحت کے لیے پسند کیا کہ میں اپنے احناف کے اقوال ان کے علاوہ دیگر آئمہ اور فقہاء کے اقوال کو اس رسالہ میں جمع کردوں اور جو باتیں انہوں نے کیں اسے تحریر کروں اور ان کی کتابوں سے ان کی مفصل عبارات، طویل نصوص، مضبوط دلائل اور ان کے تحریر شدہ جوابات کو نقل کروں تاکہ عام لوگوں کے سامنے اصل مسئلہ واضح ہوجائے، جسے وہ ٹھیک سے سمجھ نہ سکے اور معاندین کے لیے ان کی غلطی کی درستگی ظاہر ہوجائے۔

مصنف علامہ آلوسی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۷۰ھ) صاحبِ روح المعانی کے صاحبزادے ہیں، ان کی اس کتاب میں تین فصلیں اور ایک خاتمہ ہے، اس کتاب میں انہوں نے قرآن کریم کی جن آیات کا تعلق سماعِ اموات کے ساتھ ہے ان کی تشریح اور وضاحت کی ہے، خاص طور پر ایک فقہی مسئلہ کی وضاحت اس میں بڑی تفصیل سے لکھی ہے، مصنف کا رجحان اِس طرف ہے کہ مردوں کے لئے سماع ثابت نہیں ہے، مسئلہ یہ ہے کہ اگر ایک آدمی نے یہ قسم کھائی کہ فلاں سے بات نہیں کروں گا اور پھر اس

کی موت کے بعد بات کرے تو وہ حانث نہیں ہوگا، یہ مسئلہ ہماری فقہ کی کتابوں میں موجود ہے اور اس کی وجہ بھی آگے بیان ہوئی ہے کہ اس طرح قسم کھانے والا اس لیے حانث نہیں ہوگا کیونکہ کلام کرنے کا مقصد اسے بات سمجھانا ہوتا ہے اور موت کے بعد وہ بات کو سمجھ نہیں سکتا، اس کے لیے فہم نہیں ہے، اس وجہ سے اگر قسم کھانے والا آدمی مردے سے بات کرے تو وہ حانث نہیں ہوگا، اسی فقہی مسئلہ کی مصنف نے تفصیل سے وضاحت کی ہے، ویسے تو اموات کے سماع اور عدم سماع کے بارے میں ہمارے اکابر کا رُجحان سماع کا رہا ہے، اگرچہ دونوں آراء حضراتِ سلف کی رہی ہیں، اور یہ اختلاف سلف سے چلا آ رہا ہے لیکن جمہور اہل علم کی رائے اور اکابر علمائے دیوبند کی رائے فی الجملہ سماع اموات کی ہے، یہاں جو فقہی مسئلہ ہے اس کا اس اختلاف سے تعلق نہیں ہے، اسی لئے فقہاء نے اس مسئلہ کو ''کتاب الأیمان'' میں لایا ہے نہ کہ ''کتاب الجنائز'' میں، اَیمان یمین کی جمع ہے اور یمین کا تعلق عرف کے ساتھ ہوتا ہے، عرف میں جب آدمی کسی سے بات نہ کرنے کی قسم کھاتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ میں اس سے زندگی میں بات نہیں کروں گا کہ وہ میری بات سمجھے اور اسے راحت وخوشی ہو، یہ مطلب ہوتا ہے کسی سے بات نہ کرنے کا، اس کا تعلق اس سے نہیں کہ موت کے بعد اس میت کے لیے سماع ثابت ہے یا نہیں، لہٰذا اگر کوئی فقہاء کے اس جزئیہ کو لے کر یہ مطلب اَخذ کرے کہ مُردوں کے لئے سماع نہیں ہے تو یہ ٹھیک نہیں، اس کی مثال جیسے کہ فقہاء نے مسئلہ لکھا کہ ایک آدمی قسم کھاتا ہے میں سر کا گوشت نہیں کھاؤں گا، اب اگر وہ کبوتر یا چڑیا کے سر کا گوشت کھاتا ہے تو وہ حانث نہیں ہوتا، وجہ یہ ہے کہ عرف میں چڑیا اور کبوتر کے سر پر سر کا اطلاق نہیں ہوتا۔ اسی طرح ایک آدمی یہ قسم کھاتا ہے کہ میں گوشت نہیں کھاؤں گا پھر اگر وہ مچھلی کھاتا ہے تو وہ حانث نہیں ہوگا، وجہ یہ ہے کہ

عرف میں مچھلی فروخت کرنے والے پر گوشت فروخت کرنے والے کا اطلاق نہیں ہوتا، اور قسم میں دارومدار عرف پر ہوتا ہے۔ اسی طرح ایک آدمی یہ قسم کھاتا ہے کہ میں فراش پر نہیں بیٹھوں گا اور عرف میں فراش کا اطلاق چٹائی اور قالین وغیرہ پر ہوتا، لہٰذا اگر وہ زمین پر بیٹھے تو حانث نہیں ہوگا، حالانکہ زمین کو اللہ نے فراش کہا: ﴿اَلَّذِی جَعَلَ لَکُمُ الْأَرْضَ فِرَاشًا﴾ (البقرۃ: ۲۲) یہ حانث کیوں نہیں ہورہا؟ اس لیے کہ عرف میں فراش کا اطلاق بچھونے یعنی چٹائی اور قالین وغیرہ پر ہوتا ہے زمین پر نہیں۔ اسی طرح ایک آدمی یہ قسم کھاتا ہے کہ میں سراج کی روشنی سے فائدہ نہیں لوں گا، اب اگر وہ سورج کی روشنی سے فائدہ لے تو وہ حانث نہیں ہوگا، حالانکہ قرآنِ کریم میں سورج کو ﴿وَجَعَلْنَا سِرَاجًا وَهَّاجًا﴾ (النبا: ۱۳) کہا ہے، یہ کیوں حانث نہیں ہوا؟ اس لئے کہ عرف میں سورج پر سراج کا اطلاق نہیں ہوتا، بالکل اِسی طرح یہ قسم کھانا کہ میں فلاں سے بات نہیں کروں گا اور پھر بات کرنے پر حانث نہ ہونا ایک جزیہ ہے جسے علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ نے "فتح القدیر" میں لکھا ہے، انہوں نے اس مسئلہ کا ذکر اَیمان میں کیا اور یمین کا تعلق عرف کے ساتھ ہے، اگر علامہ ہمام کی ذاتی رائے عدمِ سماعِ موتی کی ہوتی وہ اس مسئلہ کو "کتاب الجنائز" کے "باب دفن المیت" میں لاتے، حالانکہ علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ سماعِ موتی کے اس حد تک قائل ہیں کہ وہ لکھتے ہیں کہ اگر کوئی مردے کی طرف آنا چاہے تو قدموں کی جانب سے آئے، سامنے کی جانب سے نہ آئے تا کہ سامنے کی طرف مردے کو دیکھنے میں تکلیف نہ ہو، پھر اُسے سلام کہے۔ اگر اردو زبان میں ان کی عبارت کی تشریح اور اس موضوع کی تفصیل دیکھنی ہو تو حضرت مولانا مفتی محمد انور اوکاڑوی صاحب مدظلہ کی "تجلیاتِ انور" کا مطالعہ کرلیں، یہ مناظرِ اسلام حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی صاحب

رحمہ اللہ کے بھائی ہے، خیر المدارس ملتان میں ہوتے ہے، ان کی ''تجلیات انور'' دو جلدوں میں طبع ہے، اسی مسئلہ کو نعمان بن محمود آلوسی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے، لیکن انہوں نے عدم سماع اموات کو ثابت کرنا چاہا ہے۔ سماع موتی کے بارے میں مزید تفصیل مطلوب ہو تو امام اہل سنت مولانا سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ کی کتاب ''سماع موتی'' کا مطالعہ کریں، حضرت نے اس میں تفصیل کے ساتھ آیت کی تشریح کی اور اکابر کا مسلک نقل کیا، اس میں ہے کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی پرلے عدم سماع موتی کی رائے تھی لیکن بعد میں ان کا رجوع ثابت ہے، اس پر قرائن یہ ہیں:

(۱) ''**مسند أحمد**'' کی روایت جو سند حسن کے ساتھ ہے کہ وہ بھی یہی روایت نقل کرتی ہیں کہ یہ مردے تم سے زیادہ سنتے ہیں لیکن یہ جواب نہیں دے سکتے، یہ روایت ان سے ثابت ہے۔ ❶

(۲) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا اپنے بھائی حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر کی قبر پر گئیں تو انہوں نے اشعار پڑھے، اگر وہ سماع کی فی الجملہ قائل نہ ہوتیں تو قبر پر جا کر اشعار نہ پڑھتیں، وہ حیات کے قائل تھیں تب ہی اشعار پڑھے۔ ❷

(۳) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تدفین کے بعد وہ زیادہ پردہ کر کے جاتی تھیں کہ پرلے میرے شوہر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور میرے والد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی قبریں تھیں، اب چونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ میرے لئے نامحرم ہیں، اس لیے زیادہ

❶ فتح الباری: ج۷ ص ۳۰۴

❷ سنن الترمذی: أبواب الجنائز، باب ماجاء في الرخصة في زيارة القبور، رقم الحديث: ۱۰۵۵

پردے کا اہتمام کرتی تھیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حیاء کرتے ہوئے۔ ❶

معلوم ہوا کہ وہ فی الجملہ سماع کی قائل تھیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مزاج یہ تھا کہ جو بات انہیں بظاہر نص کے خلاف نظر آتی تو وہ اس میں تاویل کرتیں تا کہ کوئی یہ نہ کہے کہ قرآن وحدیث میں ٹکراؤ ہے، مثلاً یہ حدیث کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ. ❷

ترجمہ: میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

مگر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی تھیں "لَاتقُوْلُوْالَانَبِيَّ بَعْدِيْ"

یہ مت کہو ورنہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا انکار کردیں گے، حالانکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضور کے بعد دوبارہ آئیں گے، اب قادیانی اس کو لے کر استدلال کرتے ہیں، دیکھو ام المؤمنین نے کہا کہ " لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ" نہ بولو، حالانکہ ام المؤمنین کی مراد یہ نہیں، علامہ طاہر پٹنی رحمہ اللہ نے قرآن کریم کے غریب الفاظ کی وضاحت پر "مجمع بحار الأنوار فی غرائب التنزیل ولطائف الأخبار" نامی کتاب لکھی، اس میں انہوں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے جملہ کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

وهذا ناظر إلى نزول عيسى. ❸

ترجمہ: یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی طرف دیکھتے ہوئے انہوں نے یہ جملہ فرمایا۔

چونکہ عیسیٰ علیہ السلام بعد میں آئیں گے تو کہیں ایسا نہ ہو کہ " لَا نَبِيَّ بَعْدِي" کو دیکھ کر

---

❶ مسند أحمد: مسند النساء، ج ۴۲ ص ۴۴۱، رقم الحديث: ۲۵۶۶۰

❷ صحيح البخاري: كتاب أحاديث الأنبياء، باب ما ذكر عن بني اسرائيل، رقم الحديث: ۳۴۵۵

❸ مجمع بحار الأنوار: ج ۵ ص ۴۶۴

کوئی ان کے نزول کا انکار نہ کردے، اس ڈر سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے "لَاتَقُوْلُوْا لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ" کہا، بالکل اسی طرح قرآن کے ظاہری الفاظ "لَاتُسْمِعُ" اور حدیث کے الفاظ تم سے زیادہ سنتے ہیں" میں سماع اور عدم سماع کا ٹکراؤ آرہا تھا، اس لئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے تاویل کرتے ہوئے کہا کہ سماع کے الفاظ نہ کہو علم کے الفاظ کہو کہ وہ تم سے زیادہ جانتے ہیں، حالانکہ جاننا بھی تب ہوگا جب ادراک اور حیات ہو، تو جب حیات ہوگی جاننا ہوگا اور جب جاننا ہوگا تو سماع بھی ہوگا۔ اس تقریر سے معلوم ہوا کہ ام المؤمنین سماع کی قائل تھیں اور عدم سماع کی رائے سے انہوں نے بھی رجوع کرلیا تھا۔ مصنف کے عدم سماع اموات کا مسئلہ ذکر کرنے کے بعد انبیاء کی حیات برزخیہ، قبر میں روح اور بدن کو ملنے والی راحت اور عذاب کا ذکر کیا، عذاب قبر اور منکر نکیر کے سوال پر ایک فصل قائم کی، زیارت قبر کو بھی تفصیل سے بیان فرمایا۔ یہ کتاب علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ کی تحقیق کے ساتھ ایک جلد میں طبع ہے۔

۸۷......جلاء العینین فی محاکمة الأحمدَین

یہ بھی علامہ نعمان بن محمود آلوسی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۱۷ھ) کی کتاب ہے۔ اس کتاب کے نام سے کتاب میں موجود مضامین کی طرف اشارہ مل جاتا ہے اور وہ دو اہل علم کے درمیان علمی محاکمہ قائم کرنا ہے، کتاب کے نام کا معنی بنتا ہے آنکھوں کو روشن کرنے والی کتاب احمدَین کے محاکمہ کے درمیان میں، یہاں دو احمدین سے کون مراد ہیں؟ ایک امام ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ (متوفی ۹۷۴ھ) اور ایک علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ (متوفی ۷۲۸ھ) ہیں، انہوں نے ان کے درمیان میں ایک علمی محاکمہ پیش کیا، کتاب لکھنے کی وجہ بھی ان دونوں بزرگوں کا اختلاف ہے، ہوا یوں کہ جب ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ کے سامنے شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے بارے میں بتایا گیا کہ وہ صوفیاء

پر نکیر کرتے ہیں تو ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ اپنی کتاب ''الفتاوی الحدیثیة'' میں علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے خلاف بھڑک اٹھے، انہیں برا بھلا کہا اور انہوں نے علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ پر بڑا سخت قلم چلایا اور انہوں نے بڑے سخت الفاظ استعمال کئے یہاں تک لکھا:

اِبْنُ تِیمِیَة عَبْدٌ خَذَلَهُ اللّٰهُ، وَاَضَلَّهُ وَاَعْمَاهُ، وَاَصَمَّهُ وَاَذَلَّهُ.❶

ان سخت اور نازیبا الفاظ سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ علامہ ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے کس قدر مخالف تھے، حالانکہ امت میں ان کے لیے ''شیخ الاسلام'' کا لقب استعمال ہوتا ہے، علامہ ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ نے ''الفتاوی الحدیثیة'' میں وہ مسائل لکھے ہیں کہ جن میں علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے تفرد اختیار کیا ہے اور جمہور سے ہٹ کر رائے قائم کی، راقم نے انہیں شمار کیا تو وہ تقریباً بائیس مسائل بنتے ہیں، علامہ آلوسی رحمہ اللہ کے بیٹے علامہ نعمان آلوسی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''جلاء العنین'' میں علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا دفاع کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ ۱۲ مسائل ان کی آراء نہیں تھیں یا ان کی رائے تھی، مگر بعد میں ان سے رجوع کیا تھا، یا انہوں نے مسئلہ کی توضیح بیان کی، مگر ان کی تعبیر ٹھیک اختیار نہیں کی یا یہ ان کے مسائل نہیں تھے، یہ ان کی طرف غلط منسوب کئے گئے ہیں، علامہ نعمان آلوسی رحمہ اللہ نے اس کتاب میں بنیادی طور پر دو چیزوں کی تشریح کی ہے، ایک ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ نے علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ پر جو اشکالات کیے ان کی تشریح کر کے ان کے جوابات دیے۔ دوسرا علامہ ابن رجب حنبلی رحمہ اللہ (متوفی ۷۹۵ھ) نے ''ذیل الطبقات الحنابلة'' میں علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور حافظ ابن قیم رحمہ اللہ کے بھی تفصیلی حالات بیان کرتے ہوئے ان پر

❶ الفتاوی الحدیثیة: ص ۸۳

اعتراضات کیے ہیں، علامہ نعمان آلوسی رحمہ اللہ نے ان اعتراضات کے جوابات بھی دیئے ہیں، گویا علامہ نعمان آلوسی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب میں ان دونوں علماء کے اعتراضات کے جوابات دیئے ہیں اور محاکمہ یہ کیا ہے کہ ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ یا ابن رجب حنبلی رحمہ اللہ نے جو باتیں ان کی طرف منسوب کی وہ ٹھیک نہیں ہیں، علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی وہ آراء نہیں ہیں یا اگر وہ ان کے آراء ہیں تو ان کے دلائل بھی ہیں اور انہوں نے وہ دلائل ذکر کیے ہیں۔ علامہ نعمان آلوسی رحمہ اللہ کی تفصیلات کی طرف جانے سے پہلے یہ واضح رہے کہ ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ کا علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے خلاف گمراہی، ذلت، اندھے اور بہرے کے الفاظ کا استعمال کرنا ہمارے اکابر کا اور سلف طریقہ نہیں، ہمارے اکابر علماء دیوبند اور ان سے پہلے جو حضرات گزرے ہیں انہوں نے علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کو "شیخ الاسلام" مانا ہے، علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے دین کی بہت بڑی خدمت کی ہیں، اللہ تعالی نے اِن سے تصنیف وتالیف کے ذریعے دین کا بہت بڑا کام لیا، انہوں نے دین کی خاطر شادی بھی نہیں کی، ساری عمر دین کی خدمت میں لگائی، ان کی تصانیف میں وہ علوم ومعارف اور فوائد ومعلومات ملتے ہیں جو دیگر کتابوں میں بہت کم ملتے ہیں، ان کی ساری زندگی اسی میں صرف ہوئی، وہ بڑے بہادر، شجاع اور ایک مجاہد صفت انسان گزرے ہیں، انہوں نے تاتاریوں کے خلاف جہاد کیا، صوم وصلوۃ کے بڑے پابند تھے، بڑے متقی اور پرہیزگار تھے، اگر ان کی تفصیلی حالات پڑھنے ہوں تو علامہ ابن عبد الهادی حنبلی رحمہ اللہ کی (متوفی ۷۴۴ھ) کی کتاب "**العقود الدرية من مناقب شيخ الإسلام أحمدبن تيمية**" کا مطالعہ کریں۔ انہوں نے اس کتاب میں ان کی تفصیلی سوانح بیان کی ہے، اور ان کے زہد وتقویٰ، اور قربانیوں کا تذکرہ کیا ہے، اسی طرح حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۴ھ) نے

"البداية والنهاية" میں ان کا تذکرہ بڑے بلند پایہ القابات کے ساتھ کیا ہے اوران کے جنازے کا ذکر کیا کہ جنازے میں اتنا ہجوم تھا کہ جب جنازہ اٹھا تو لوگوں کو کندھا دینے کا موقع نہیں مل رہا تھا، بڑے بڑے بانس لگائے گئے، اِن کے جنازے کے شرکاء کی عقیدت ومحبت ،اوراِن کے وفات کے دن پورے شہر کی حالت، اورلوگوں کی عقیدت ومحبت کے جذبات اوران کی محبوبیت اورمقبولیت کا ایمان آفروز تذکرہ کیا ہے۔

البداية والنهاية: سنة ثمان وعشرين وسبع مائة، ج۱۴ ص۱۵۶ تا ۱۶۰

ملاعلی قاری رحمہ اللہ ان کے بارے میں فرماتے تھے:

أَنَّهُمَا كَانَا مِنْ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ، بَلْ وَمِنْ أَوْلِيَاءِ هَذِهِ الْأُمَّةِ. ❶

ترجمہ: علامہ ابن تیمیہ اورابن قیم رحمہ اللہ اہل سنت وجماعت میں سے ہیں، بلکہ اس امت کے اولیاء میں سے ہیں۔

بہرحال علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے دین کی بڑی خدمات کی ہیں، البتہ ان کے جن مسائل پر اعتراضات ہوئے ہیں وہ اِن کے تفردات ہیں، جس میں وہ جمہور علماء سے ہٹے ہوئے ہیں، عقائد میں سلف وجمہور کے دامن سے وابستگی میں نجات وخیر ہے، لیکن تفرد کی وجہ سے ان پر گمراہی یا کفر کا فتویٰ لگانا درست نہیں، نیز ان میں سے اکثر مسائل فرعی تھے، فرعی مسائل میں اگر کوئی اپنی رائے رکھنا چاہے تو رکھ سکتا ہے، اگرچہ بہتر یہ ہے کہ انسان جمہور کے دامن کو نہ چھوڑے۔

علامہ ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ نے علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی طرف جن مسائل کو منسوب کرکے ان پر اعتراضات کئے ہیں وہ درج ذیل ہیں:

❶ مرقاة المفاتيح: كتاب اللباس، ج۷ ص۲۷۷۸

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے بائیس مسائل میں تفردات

(۱) عَلَيَّ الطَّلَاقُ اَنَّهُ لَايَقَعُ عَلَيْهِ بَلْ عَلَيْهِ كَفَّارَةُ يَمِينٍ.

یعنی علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی رائے یہ ہے کہ اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ میرے اوپر طلاق لازم ہے تو وہ اس پر لازم نہیں بلکہ وہ کفارہ دے دے، بس یہ کافی ہے، اس پر علامہ ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ نے فوراً گرفت کی کہ کفارہ والی بات مسلمانوں میں سے کسی نے نہیں کہیں، خلاصہ یہ ہے کہ اگر کوئی ''عَلَيَّ الطَّلَاقُ'' کہے تو علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی رائے کے مطابق اس سے طلاق واقع نہیں ہوگی اور اس پر کفارہ لازم ہوگا، جبکہ ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ کی رائے کے مطابق طلاق واقع ہوگی اور اس پر کفارہ لازم نہیں ہوگا، کفارہ کی بات علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے پہلے کسی نے نہیں کہی۔

(۲) وَأَنَّ طَلَاقَ الْحَائِضِ لَايَقَعُ.

ترجمہ: حالتِ حیض میں طلاق واقع نہیں ہوتی۔

حالتِ حیض میں طلاق کا واقع نہ ہونا علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی رائے ہے، جمہور اہلِ علم کی رائے یہ ہے کہ طلاق واقع ہوجاتی ہے، اگرچہ بہتر یہ ہے کہ حالتِ حیض میں طلاق نہ دی جائے، کیوں حیض کی حالت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بیٹے کے طلاق دینے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا کہ اپنے بیٹے سے کہو کہ رجوع کرے، اس لیے بہتر تو یہ ہے کہ حالت حیض میں طلاق نہ دے، البتہ اس حالت میں طلاق دینے سے طلاق واقع ہوجائے گی، لیکن علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی رائے یہ ہے کہ طلاق واقع نہیں ہوگی۔

(۳) وَكَذَا الطَّلَاقُ فِي طُهْرٍ جَامَعَ فِيهِ.

ترجمہ: اسی طرح جس طہر میں جماع کیا ہو اس طہر میں طلاق واقع نہیں ہوگی۔

یہ تیسرا مسئلہ ہے جس میں علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے جمہور سے علیحدہ رائے اختیار کی اور علامہ ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ نے ان پر رد کیا، علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے نزدیک مسئلہ یہ ہے کہ اگر شوہر اپنی بیوی کو اس طہر میں طلاق دے جس میں اس نے جماع کیا ہو تو طلاق واقع نہیں ہوگی، جب کہ جمہور کے ہاں طلاق واقع ہو جائے گی۔

(۴) وَأَنَّ الصَّلَاةَ اِذَاتُرِكَتْ عَمَدًالَايَجِبُ قَضَاؤُهَا.

ترجمہ: نماز جب جان بوجھ کر چھوڑ دی جائے تو اس کی قضاء لازم نہیں۔

یہ چوتھا مسئلہ ہے جو علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی طرف منسوب کیا گیا ہے، مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی نے عمداً نماز ترک کردی تو علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے نزدیک اس کی قضاء لازم نہیں، جبکہ جمہور اہل علم کے ہاں قضاء لازم ہے۔

(۵) أَنَّ الْحَائِضَ يُبَاحُ لَهَابِالطَّوَافِ بِالْبَيْتِ وَلَا كَفَّارَةَ عَلَيْهَا.

ترجمہ: حائضہ عورت کے لیے بیت اللہ کا طواف مباح ہے اور اس پر کوئی کفارہ نہیں ہے۔

یہ پانچواں مسئلہ ہے جو علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی طرف منسوب ہے، حالانکہ جمہور کے ہاں حائضہ عورت بیت اللہ کا طواف نہیں کرسکتی، بیت اللہ میں داخل نہیں ہوسکتی، اگر داخل ہوئی تو اس پر کفارہ ہوگا۔

(۶) وَأَنَّ طَلَاقَ الثَّلَاثِ يُرَدُّ اِلٰى وَاحِدَةٍ.

ترجمہ: تین طلاق ایک کی طرف لوٹائے جائے گی۔

یہ چھٹا مسئلہ ہے جو علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی طرف منسوب ہے کہ تین طلاقیں مل کر ایک ہی طلاق ہوگی، یہ رائے بھی جمہور کے خلاف ہے، جمہور سلفاً خلفاً، آئمہ اربعہ، فقہاء، محدثین، تعامل صحابہ اور امت کا اس پر اتفاق ہے کہ تین طلاقیں تین ہیں، اب

تین طلاق کو ایک شمار کرنا یہ علامہ ابن تیمیہ اور ابن قیم رحمہما اللہ کی رائے تھی، آج کے دور میں غیر مقلدین کی بھی یہی رائے ہے، ورنہ جمہور کی رائے یہ ہے کہ تین طلاق تین ہیں، اگر یہ مسئلہ تفصیلاً پڑھنا ہو تو امام اہل سنت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب رحمہ اللہ کی کتاب ''عمدۃ الاثاث فی تطلیقات الثلاث'' کا مطالعہ کریں، اور اسی طرح حضرت مولانا منیر احمد منور صاحب مدظلہ کی کتاب ''حرام کاری سے بچئے'' کا مطالعہ کریں۔

(۷)وَاَنَّهَا اِذَا اَخَذَتْ مِنَ التُّجَّارِ اَجْزَئَتْ مِنَ الزَّكَاةِ وَاِنْ لَمْ تَكُنْ بِاسْمِ الزَّكَاةِ وَلَا رَسْمِهَا.

ترجمہ: اگر تاجروں سے کوئی چیز لے لی گئی زکاۃ کی مد میں تب بھی زکاۃ ادا ہو جائے گی اگرچہ اس پر زکاۃ کا نام نہ لیا گیا ہو۔

یہ ساتواں مسئلہ ہے جو علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی طرف منسوب ہے کہ اگر تاجروں سے کوئی چیز زکوۃ کی مد میں لے لی گئی اگرچہ اس پر زکوۃ کا نام نہ لیا گیا ہو تو زکوۃ ادا ہو جائے گی، جب کہ دیگر علماء فرماتے ہیں کہ زکوۃ کی ادائیگی کے لئے شرط یہ ہے کہ زکوٰۃ ادا کرتے وقت نیت کرے یا جس وقت وہ اپنے مال کو الگ کر رہا ہے اس وقت نیت کر لے کہ یہ مال زکوۃ میں دوں گا، اگر کسی نے نہ ادائیگی کے وقت نیت کی اور نہ الگ کرتے وقت تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی، لیکن علامہ تیمیہ رحمہ اللہ کی رائے یہ ہے کہ اگر نام نہ بھی لیا تو بھی ادائیگی ہو جائے گی۔

(۸)وَأَنَّ الْمَائِعَاتِ لَاتَنَجَّسُ بِمَوْتِ حَيَوَانٍ فِيْهَا كَالْفَارَةِ.

ترجمہ: اگر بہنے والی چیزوں میں کوئی چیز گر کر مر جائے تو وہ نجس نہیں ہوتی جیسے چوہا۔

یہ آٹھواں مسئلہ ہے کہ اگر بہنے والی چیزوں میں کوئی حیوان مر جائے تو وہ ناپاک نہیں ہوتی، جبکہ دیگر علماء کی رائے یہ ہے کہ حیوان کے مرنے سے پرلے بہنے والی چیز

نجس ہو جائے گی، اب اگر وہ پھولا پھٹا ہو تو تین دن کی نمازوں کی قضاء ہے ورنہ تو ایک دن کی نمازوں کی قضاء ہے۔

(۹)وَأَنَّ الْجُنُبَ يُصَلِّى تَطَوُّعَةً بِاللَّيْلِ وَلَايُؤَخِّرُهُ اِلَى اَنْ يَّغْتَسِلَ قَبْلَ الْفَجْرِ وَاِنْ كَانَ بِالْبَلَدِ.

ترجمہ: جنبی آدمی رات کے وقت نفلی نماز پڑھ سکتا ہے وہ اپنی نماز کو مؤخر نہ کرے فجر کی نماز سے پہلے غسل کرنے تک، اگرچہ شہر میں ہو۔

یہ نواں مسئلہ ہے کہ اگر ایک آدمی جنبی ہو تو وہ نفل نماز رات کو پڑھ سکتا ہے اگرچہ وہ شہر میں کیوں نہ ہو، حالانکہ جمہور کی رائے یہ ہے کہ اگر ایک آدمی غسل نہیں کرتا تو وہ ناپاک ہے، جب ناپاک ہے تو وہ نہ فرض پڑھ سکتا ہے، نہ نفل پڑھ سکتا ہے، نفل نماز تب ادا کرے گا جب وہ پاک ہوگا، امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی یہ رائے جمہور سے ہٹ کر ہے۔

(۱۰)وَاِنَّ شَرْطَ الْوَاقِفِ غَيْرُ مُعْتَبَرٍ بَلْ لَوْ وَقَفَ عَلَى الشَّافِعِيَّةِ صَرَفَ إِلَى الْحَنَفِيَّةِ وَبِالْعَكْسِ.

ترجمہ: وقف کے اندر واقف کی شرط کا اعتبار نہیں، اگر کسی شافعی پر وقف کیا اور اس نے اس کو پھیر دیا حنفیہ کی طرف یا اس کے برعکس کیا تو بھی درست ہے۔

یہ دسواں مسئلہ ہے، جبکہ دیگر علماء کے ہاں یہاں وقف میں شرائط کا اعتبار ہوتا ہے۔ واقف کی شرط معتبر ہوتی ہے، لہٰذا واقف نے جس کو وقف کیا اسی پر صَرف ہوگا، بلاضرورت دیگر کی طرف اُس کو نہیں پھیرا جائے گا۔

(۱۱)وَاِنَّ مُخَالِفَ اَلاِجْمَاعِ لَايُكَفَّرُ وَلَايُفَسَّقُ.

ترجمہ: اجماع کے مخالف کی نہ تکفیر ہوگی نہ اُسے فاسق قرار دیا جائے گا۔

یعنی اگر کوئی اجماعی مسئلہ کی مخالفت کرے تو نہ وہ کافر ہوگا اور نہ فاسق ہوگا، حالانکہ جمہور کی رائے یہ ہے کہ اگر مسئلہ اجماع صحابہ سے ثابت ہو اور اس پر تمام صحابہ کا اجماع تو اس کا انکار کفر ہے اور اگر تمام کا اجماع نہ ہو، بعض کا ہو یا صحابہ کے بعد کا ہو تو پھر اس کا انکار فسق ہے۔

(۱۲)وَاَنَّ رَبَّنَا......مَحَلُّ الْحَوَادِثِ.

ترجمہ: ہمارا رب محل حوادث ہے۔

یہ بارہواں مسئلہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات محل حادث ہے، حالانکہ جمہور کی رائے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ خود بھی قدیم ہے اور اللہ رب العزت کی صفات بھی قدیم ہیں، اللہ نہ حادث ہے اور نہ محل حادث ہے۔

(۱۳)وَأَنَّهُ مُرَكَّبٌ تَفْتَقِرُ ذَاتُهُ اِفْتِقَارَ الْكُلِّ لِلْجُزْءِ.

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ کی ذات مرکب ہے، اس کی ذات اس طرح محتاج ہے جس طرح کل جز کا محتاج ہوتا ہے۔

اللہ کی ذات اس طرح محتاج ہے جس طرح کل اپنی جزء کی طرف احتیاج رکھتا ہے، جبکہ جمہور اہل علم کے نزدیک اللہ رب العزت کی ذات کو مرکب تسلیم کرنا، پھر مرکب کے بعد اللہ کے لیے احتیاج مان لینا جائز نہیں، کیونکہ غیر کی طرف احتیاج عجز کی نشانی ہے اور اللہ تعالیٰ عجز سے پاک ہے، مرکب ہونا حدوث کی علامت ہے اللہ رب العزت اِس سے بھی پاک ہے۔

(۱۴)وَاِنَّ الْقُرْآنَ مُحْدَثٌ فِي ذَاتِ اللّٰهِ تَعَالَى.

ترجمہ: قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی ذات میں حادث ہے۔

یہ چودہواں مسئلہ ہے کہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی ذات میں حادث ہے، حالانکہ جمہور کی

رائے یہ ہے کہ قرآن کریم اللہ کا کلام نفسی ہے اور قدیم ہے، اگر اس کو حادث مانیں تو رب العالمین کا محلِ حادث ہونا لازم آئے گا۔

(۱۵) وَاِنَّ الْعَالَمَ قَدِيْمٌ بِالنَّوْعِ.

ترجمہ: عالم قدیم بالنوع ہے۔

یہ پندرہواں مسئلہ ہے کہ عالم قدیم بالنوع ہے، جبکہ عالم کو قدیم بالنوع کہنا جمہور کے برعکس ہے، جمہور کہتے ہیں کہ عالم حادث ہے قدیم نہیں، قدیم صرف اللہ کی ذات اور صفات ہیں، ذاتِ باری تعالیٰ کے علاوہ بقیہ تمام چیزیں حادث ہیں۔

(۱۶) وَقَوْلُهُ بِالْجِسْمِيَّةِ وَالْجِهَةِ وَالْاِنْتِقَالِ.

ترجمہ: ان کا قول ہے کہ اللہ کے لیے جسم، جہت اور انتقال ثابت ہے۔

یہ سولہواں مسئلہ ہے کہ اللہ کے لیے جسم، جہت اور انتقال دونوں ثابت ہیں، جبکہ جمہور کے نزدیک اللہ کے لیے جسم، جہت یا منتقل ہونے کا عقیدہ رکھنا جائز نہیں۔

(۱۷) وَاِنَّهُ بِقَدَرِ الْعَرْشِ لَااَصْغَرَ وَلَااَكْبَرَ.

ترجمہ: اللہ عرش کے برابر ہے، نہ عرش سے چھوٹا ہے اور نہ عرش سے بڑا ہے۔

یہ بھی علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی طرف منسوب مسئلہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش کے برابر ہے، نہ اللہ تعالیٰ عرش سے چھوٹا ہے نہ بڑا، جمہور کہتے ہیں اللہ عرش کی طرف محتاج نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کو مکان کی ضرورت نہیں، مکین کے لئے جسم ہوتا ہے اور اللہ جسم سے پاک ہے، لہٰذا اللہ تعالیٰ کو عرش کے بقدر ماننا درست نہیں، اللہ تعالیٰ کو مکان کی احتیاج نہیں۔

دوسری بات مکان مکین سے بڑا ہوتا ہے، تبھی مکین اس پر بیٹھ سکتا ہے، اس لیے اگر اللہ کے لئے مکان کو مانو گے تو مکان کا مکین سے بڑا ہونا لازم آئے گا، حالانکہ کائنات میں

اللہ سب سے بڑا ہے۔اسی طرح اگر اللہ کے لئے مکان مانیں گے تو مکان کی طرف اللہ تعالیٰ کا احتیاج لازم آئے گا اور یہ درست نہیں۔

(۱۸)وَاِنَّ النَّارَ تَفْنیٰ.

ترجمہ:جہنم فنا ہو جائے گی۔

یہ اٹھارواں مسئلہ ہے کہ جہنم فنا ہو جائے گی۔جمہور کی رائے یہ ہے کہ جنت اور جہنم پر فنا نہیں ہے، جنتی جنت میں ہمیشہ رہیں گے اور جہنمی جہنم میں ہمیشہ رہیں گے ،کوئی فنا نہیں ہوگی۔

(۱۹)وَاِنَّ الْاَنْبِیَاءَ غَیْرُ مَعْصُوْمِیْنَ.

ترجمہ: بلاشبہ انبیاء معصوم نہیں ہیں۔

یہ انیسواں مسئلہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام غیر معصوم ہیں۔جمہور کی رائے یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام گناہ کبیرہ سے معصوم ہیں اور صغیرہ سے بھی اکثر کے ہاں معصوم ہیں، چاہے نبوت سے پہلے ہو یا بعد میں، بعض کی رائے یہ ہے کہ قبل النبوۃ صغائر ہو سکتے ہیں، البتہ بعد النبوۃ کبائر اور صغائر دونوں سے معصوم ہیں۔

(۲۰)وَأَنَّ رَسُوْلُ اللّٰہ لَاجَاهَ لَهٗ وَلَایَتَوَسَّلُ بِهٖ.

ترجمہ:اللہ کے رسول کے ذریعے توسل اختیار کرنا درست نہیں۔

جب کہ دیگر علماء کے ہاں انبیاء علیہم السلام ،صحابہ کرام اور اولیاء اللہ کے توسل سے دعا کرنا جائز ہے۔

(۲۱)وَأَنَّ اِنْشَاءَ السَّفَرِ اِلَیْهِ بِسَبَبِ الزِّیَارَةِ مَعْصِیَةٌ لَاتُقْصَرُ الصَّلَاةُ فِیْهِ.

ترجمہ:روضہ اطہر کی نیت سے سفر کرنا گناہ ہے اور اس سفر کی وجہ سے نماز قصر نہیں ہوگی۔

یہ اکیسواں مسئلہ ہے، روضہ رسول کی نیت سے سفر کرنا معصیت ہے، مسجد نبوی کی نیت سے حاضری دے، اگر روضہ رسول کی نیت سے سفر کیا تو گناہ گار ہوگا اور اِس سفر کی وجہ سے نماز میں قصر نہیں کرے گا اگر وہ مسافر ہو، جبکہ جمہور کی رائے یہ ہے کہ روضہ رسول کی نیت صرف جائز ہی نہیں بلکہ علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ کے بقول "قَرِيْبٌ مِّنَ الْوَاجِبِ" ہے، یعنی روضہ رسول کی زیارت واجب کے قریب ہے۔

(۲۲) وَأَنَّ التَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيلَ لَمْ تُبَدَّلْ أَلْفَاظُهُمَا وَإِنَّمَا بُدِّلَتْ مَعَانِيْهِمَا. ❶

ترجمہ: تورات اور انجیل میں الفاظ تبدیل نہیں کیے گئے بلکہ ان دونوں کے معانی بدلے گئے ہیں۔

یہ بھی علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی رائے ہے کہ تورات اور انجیل کے صرف معانی بدلے گئے ہیں الفاظ نہیں، حالانکہ اکثر اہل علم کی رائے یہ ہے کہ تورات اور انجیل میں جس طرح تحریف معنوی ہوئی ہے اسی طرح تحریف لفظی بھی ہوئی ہے۔

یہ وہ (۲۲) مسائل ہیں جن میں علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی رائے جمہور سے ہٹ کر ہے، عموماً بعض احباب کو ان مسائل کی جان کاری کی جستجو ہوتی ہے کہ وہ مسائل کون کون سے ہیں؟ وہ مسائل یہی ہیں جو نمبر وار لکھ دیئے گئے ہیں، مگر واضح رہے کہ ان میں کچھ مسائل ایسے بھی ہیں جو علامہ ابن تیمیہ کی رائے نہیں تھیں، یا اِن مسائل سے آپ کا رجوع ثابت ہے، یا اِن کی وہ تعبیر نہیں ہے جو تعبیر علامہ ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ نے اختیار کی ہے، بعض ایسے بھی ہیں جو ان کی کتابوں میں نہیں ملتے، اسلئے وثوق کے ساتھ اِن کی نسبت آپ کی طرف نہ کی جائے، اور نہ اس کی بنیاد پر کوئی حکم لگایا جائے، علامہ ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ نے ذکر کئے تھے اسلئے راقم نے ذکر کر دیئے۔

---

❶ الفتاوى الحديثية: ص ۸۵

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ پر ان مسائل کی وجہ سے علامہ ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ کی طرف سے جو گرفت ہوئی اسی کو ختم کرنے کے لیے ”جلاء العینین“ کی صورت میں علامہ نعمان آلوسی رحمہ اللہ نے کتاب لکھی، ان مسائل کے جوابات دیئے اور آخر میں انہوں نے علامہ ابن رجب حنبلی رحمہ اللہ کے اشکالات کے بھی جوابات دیئے ہیں، نیز اہل علم کے نزدیک علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا کیا علمی مقام رہا اسے بھی بیان کیا ہے۔اس کتاب کے پڑھ لینے سے قارئین کو ان تمام مسائل کے تسلی بخش جوابات مل جائیں گے جو علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی طرف منسوب ہوئے اور ان کے سبب علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نقد و جرح کا نشانہ بنے، رہا مسئلہ ان کے تفردات کا تو اُمت نے اگرچہ ان کے تفردات کو قبول نہ کیا لیکن اس وجہ سے اِن پر سب وشتم طعن و تشنیع کرنا یا برا بھلا کہنا قطعاً اس کی اجازت نہیں ہے، اس سے انسان اپنی عاقبت کو خراب کرے گا۔علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اگر کوئی رائے دی تو اخلاص وللّٰہیت اور نیک نیتی کے ساتھ دی، اپنی علمی وجدان، علمی صلاحیت ،نصوص پر استحضار، اپنے وسعتِ مطالعہ کے مطابق دی اور ان کے پاس اس پر دلائل بھی تھے، نیز اِن میں سے اکثر کا تعلق بھی فروعی مسائل سے ہے۔اللہ رب العزت انہیں کروٹ کروٹ جنت کی بہاریں نصیب فرمائے، اور ان کی جملہ خدمات کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور جو تسامحات اور لغزشیں ہوئیں اُس پر درگزر فرمائے، اور ہمیں اسلاف کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

یہ کتاب مکتبہ ”مطبعة المدنی“ سے ایک جلد میں طبع ہے۔

۸۸...... السنن والمبتدعات المتعلقة بالأذكار والصلوات

یہ محمد بن احمد عبد السلام الشقیری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۵۲ھ) کی کتاب ہے۔امام محمد بن احمد رحمہ اللہ نے اس کتاب میں (۲۹) ابواب بیان کئے، اس میں انہوں نے ان

اذکار کا تذکرہ کیا ہے جو نمازوں کے بعد کیے جاتے ہیں، یا عام احوال میں جو اذکار کیے جاتے ہیں، اس میں مصنف نے سنت وبدعت کی تعریف اور ان کی اقسام بیان کیں۔ استنجاء کی سنتوں اور اس میں لوگوں کی طرف سے پائے جانے والی بدعات کا بیان کیا۔ حیض کے احکامات بیان کئے اور ایام حیض میں عورتوں کی بعض کوتاہیوں کا تذکرہ کیا، نفاس کی مدت اور نفاس کے ایام میں سقوطِ نماز اور اس میں عورتوں کے لغزشوں اور رسومات کا تذکرہ کیا، وضو کے مسنون اذکار اور ممنوع اذکار کا ذکر کیا، بسم اللہ، مسواک اور اذکار وضو کے متعلق باطل اور موضوع احادیث کا تذکرہ کیا تاکہ امت ان سے آگاہ ہو کر ان سے بچے۔ غسل کی کیفیت بیان کی اور غسل سے متعلق پائی جانے والی بدعات کی تردید کی، تیمّم کی کیفیت بیان کی۔ موزے، جرابے اور جوتوں پر مسح کے حوالے سے مباحث ذکر کیں۔ مساجد کی تعمیرات، صفائی اور فضیلت کا ذکر کیا، مسجد کی طرف جانے والے اذکار کو بیان کیا، بدبودار چیزیں کھا کر مسجد کی طرف جانے کی حرمت پر دلائل دیئے، مسجد میں سونے کے جواز اور اس سے منع کرنے والوں کی تردید میں بحث کی، آذان کی سنتیں اور اس کی بدعات کا ذکر کیا، اقامت کی بدعات کو بیان کیا، تکبیر تحریمہ اور نماز کے اندر بعض لوگوں نے کچھ بدعتیں ایجاد کی ہیں، مثلاً فجر کی نماز کے وقت کچھ لوگ "سُبْحَانَ مَنْ صَبَّحَ الْاَصْبَاحَ" بولتے ہیں، اس قسم کی بدعات کی تردید کی، فجر، ظہر، عصر، مغرب، عشاء، جمعہ اور عیدین کی نمازوں میں قرأت کی مسنون سورتوں اور طریقوں کا ذکر کیا، نمازِ جنازہ کی سنتوں اور اس میں پائے جانے والی بدعات کا تذکرہ کیا، عیدین کی سنتیں اور اس میں کونسی بدعتیں پائی جاتی ہیں؟ انہیں بیان کیا۔ صلاۃ الحاجت، صلاۃ التوبہ، صلاۃ الاوابین اور دیگر نمازوں کی تفصیل بیان کی اور اسمیں لوگوں کی طرف سے پائی جانے والی بدعات کی تردید بھی کی۔ روزہ کی فضیلت بیان

کی، مصنف نے کتاب میں زیادہ تاکید مسنون اذکار، ادعیاء اور وظائف پر دیا ہے۔ انہوں نے موضوع، ضعیف یا متکلم فیہ روایات کی نشاندہی بھی کی ہے، یہ چونکہ سلفی تھے کسی امام کے مقلد نہیں، اس لیے انہوں نے سلفی مذہب کے مسائل کو ترجیح دی ہے۔ کتاب فی نفسہ معلومات کا ذخیرہ ہے۔ سنن اور بدعات کے بارے میں اس کتاب سے کافی مدد لی جاسکتی ہے، خصوصاً مسنون اذکار کے متعلق یہ کتاب اپنی مثال آپ ہے۔ یہ کتاب محمد خلیل ہراس کی تحقیق وتصحیح کے ساتھ ایک جلد میں مکتبہ ''دار الفکر'' سے طبع ہے۔

فائدہ: یہاں ایک بات یاد رہے کہ بعض لوگ اپنی طرف سے اذکار میں اضافہ کردیتے ہیں، ایسا کرنا جائز نہیں، جیسے ''رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ'' تو ثابت ہے، قرآن کریم سے بھی اور احادیث سے بھی، لیکن بعض لوگ اس میں ''وَقِنَا عَذَابَ الْقَبْرِ وَقِنَا عَذَابَ الْحَشْرِ وَقِنَا عَذَابَ الْمِيْزَانِ'' کا اضافہ کردیتے ہیں، یہ ثابت نہیں، دیکھیے دین مکمل ہوچکا ہے، ہمیں دین میں حاشیہ اور پیوند لگانے کی ضرورت نہیں، قرآن کریم میں ارشاد ہے:

﴿اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي.﴾ (المائدة: ۳)

ترجمہ: آج ہم نے آپ کے لیے دین مکمل کردیا اور آپ پر اپنی نعمتیں پوری کردیں۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ادعیہ میں اضافہ جائز نہیں، صحیح بخاری کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کو ایک دعا سکھائی، انہوں نے دعا میں ایک لفظ کو بدلا، لفظ تھا ''نبی''، لیکن صحابی نے اس لفظ کی جگہ ''رسول'' کا لفظ کہہ دیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں جو لفظ میں نے تمہیں سکھایا ہے تم وہی لفظ پڑھو، اسی سے استدلال کرتے ہوئے شارحین حدیث نے لکھا ہے کہ اذکار اور

ادعیہ میں تبدیلی جائز نہیں، جو برکات اور نورانیت مسنون الفاظ میں ہے وہ کسی اور چیز میں نہیں۔ ❶

۸۹......إکفار الملحدین فی ضروریات الدین

یہ امام العصر علامہ محمد انور شاہ بن معظم شاہ کشمیری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۵۲ھ) کی تصنیف ہے۔ حضرت شاہ صاحب کو اللہ رب العزت نے بہت نوازا تھا، علوم اور فنون میں اللہ تعالیٰ نے بڑی مہارت دی تھی، امیر شریعت عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ ان کے بارے میں کہا کرتے تھے کہ شاید صحابہ کرام اور متقدمین کا قافلہ جا رہا تھا اور یہ قافلے میں پیچھے رہ گئے۔ شاہ صاحب اس درجے کے انسان تھے کہ اگر ابتدائی صدیوں میں ہوتے تو ان کا اپنی فقہی آراء اور مسلک ہوتا، جیسے ائمہ اربعہ اور حضرت لیث بن سعد رحمہ اللہ وغیرہ کی ہیں، اسی طرح ان کی بھی آراء ہوتی، اللہ رب العزت نے حافظہ کی نعمت سے خوب مالا مال کیا تھا، جو کتاب ایک دفعہ پڑھ لیتے وہ انہیں یاد رہتی، ان کی سوانح پڑھنی ہو تو محدث العصر علامہ محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ کی کتاب ”نفحة العنبر فی حیاة الشیخ الأنور“ کا مطالعہ کریں، حضرت مولانا انظر شاہ کشمیری رحمہ اللہ کی ”نقش دوام“ اور ”حیاتِ انور“ کا مطالعہ کریں، اسی طرح مولانا احمد رضا خان بجنوری کی کتاب ”ملفوظات محدث کشمیری“ ہے، اس میں شاہ صاحب کے افادات کو جمع کیا گیا ہے، اِس میں بہت مفید اور نادر معلومات ہیں۔

”إکفار الملحدین“ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کی مستقل تصنیف ہے جو انہوں نے خود لکھی ورنہ تو اکثر آپ کے افادات ہیں، جیسے ”معارف السنن، فیض الباری، العرف الشذی“ وغیرہ آپ کے افادات ہیں، لیکن یہ کتاب آپ نے

❶ صحیح البخاری: کتاب الوضوء، باب فضل من بات علی الوضوء، رقم الحدیث: ۲۴۷

خود تصنیف کی، اس تصنیف کا سبب کیا بنا؟ واقعہ یہ ہے کہ غلام احمد قادیانی دجال نے دعوی نبوت کیا اور (معاذ اللہ) اس نے اپنے تشریعی نبی ہونے کا دعویٰ کیا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تنقیص اوران کی موت کا عقیدہ قائم کیا، یہ سارے کفریہ نظریات وعقائد تھے، ان چیزوں کے بعد غلام احمد قادیانی مسلمان نہیں رہتا، چونکہ یہ بدبخت اپنے آپ کو اہلِ قبلہ کہتا تھا، اس لیے حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ نے اس عنوان پر تفصیلاً بحث کی ہے اوراہل قبلہ کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اہل قبلہ صرف وہ نہیں جو قبلہ کی طرف رُخ کریں بلکہ اہل قبلہ وہ ہے جو تمام ضروریات دین کو تسلیم کرے، اگر ایک شخص ضروریات دین میں کسی ایک بات کا بھی انکار کردیتا ہے یا غلط تاویل کرتا ہے چاہے وہ قبلہ کی طرف رُخ کرے تب بھی اس کی تکفیر ہوگی، جیسے منافقین بھی تو اہل قبلہ تھے، حضور کے پیچھے نماز پڑھتے تھے، لیکن قرآن کریم نے ان کے بارے میں کہا:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ﴾ (البقرۃ:۸)

ترجمہ: کچھ لوگ وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان لے آئے، حالانکہ وہ (حقیقت میں) ایماندار نہیں ہے۔

اس آیت میں ''وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ'' کہہ کر منافق کے مؤمن ہونے کی نفی کی گئی، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف قبلہ کی طرف رُخ کرنا ایمان کے لیے کافی نہیں۔ اب قادیانیوں نے لوگوں کو یہ تأثر دیا کہ اہلِ قبلہ کی تکفیر نہیں ہوتی، حالانکہ اہلِ قبلہ کی تکفیر اس وقت نہیں ہوتی جب وہ تمام ضرویات دین کو مانتا ہو اور کوئی کبیرہ گناہ کر بیٹھے، یعنی گناہ کی وجہ سے تکفیر نہیں ہوگی، لیکن عقیدے کی وجہ سے تکفیر ہوگی، اگر عقیدہ کفریہ ہے تو تکفیر ہوگی۔

نیز اس میں منافق، مرتد، زندیق، فاسق، ان سب کی تعریفات لکھی ہیں، قادیانیوں کا کیا حکم ہے؟ اس پر تفصیلاً گفتگو ہے، اسی طرح دین میں تاویل کرنا درست ہے یا نہیں؟ اور دین میں تاویل ہوسکتی ہے یا نہیں؟ اس پر بحث ہے کہ کونسی تاویل قبول ہوگی اور کونسی نہیں، ضروریات دین میں تاویل قبول نہیں ہوگی اور تاویل باطل پر علماء کی نکیر ذکر کی ہے۔قادیانیوں کی ساری تاویلات درحقیقت تحریفات ہیں۔

علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ نے اس کتاب میں نبوت کو اکتسابی ماننے والے کو کافر قرار دیا، ملحدین کو مسجد سے نکالنے اور انہیں مسجد میں داخل ہونے سے روکنے پر دلائل دیئے، کتاب کے آخر میں قادیانیوں کی وجوہِ تکفیر کو بیان کیا اور وہ درج ذیل ہیں:

(۱) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تنقیص (۲) مرزا کا دعوی نبوت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ کی ختم نبوت کا انکار کرنا (۳) اپنے لیے معجزات کا دعویٰ کرنا اور خود کو انبیاء پر فضیلت دینے کے ساتھ ساتھ ان کی شان میں گستاخی کرنا (۴) اپنے لیے شریعت جدیدہ کے ساتھ نبوت کا دعویٰ کرنا (۵) انبیاء پر اپنی افضلیت کا دعویٰ کرنا۔

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ نے اہلِ قبلہ کی تکفیر، عدم تکفیر اور قادیانیوں کے عقائد وکفر کے حوالے سے حضرت علامہ خلیل احمد سہارنپوری، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی، مفتی اعظم ہند حضرت مولانا کفایت اللہ، مفتی دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن عثمانی، شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی، مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد، مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحب، مولانا حبیب الرحمٰن عثمانی اور حضرت مولانا محمد رحیم اللہ بجنوری رحمہم اللہ کے تصدیقات وتائیدات کو نقل فرمایا۔

اس کتاب کا اردو ترجمہ حضرت مولانا محمد ادریس میرٹھی رحمہ اللہ نے کیا ہے، یہ ”مکتبہ لدھیانوی“ اور دیگر مکتبوں سے طبع ہے۔

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کا وسعتِ مطالعہ اوران کی جلالت شان کا اندازہ اس کتاب سے ہوتا ہے، اس میں حوالوں کا ایک انبار ہے، اور جا بجا متقدمین، متأخرین کے بہت سے حوالے ذکر کیے ہیں، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وسعت مطالعہ اور علوم وفنون پر اور عقائد کی کتابوں پر حضرت کی بڑی گہری نظر تھی۔ یہ کتاب ''المجلس العلمی'' پاکستان سے ۱۴۲۴ھ میں طبع ہے۔

۹۰...... التصريح بماتواتر في نزول المسيح

یہ بھی امام العصر علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۵۲ھ) کی کتاب ہے۔اس کتاب میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی حیات سے متعلق احادیث اور آثار کو ذکر کیا گیا، شروع میں ''الأحادیث'' کے عنوان کے تحت (۷۵) مرفوع روایات نقل کی ہیں، پھر ''آثار الصحابة و التابعين'' کے عنوان کے تحت (۲۶) آثار نقل کئے ہیں، تو گویا اس میں (۱۰۱) مرفوع اور موقوف روایات ہیں۔ یہ سب روایات اور آثار حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات سے متعلق ہیں، پھر جو روایات ان سے رہ گئیں تو ان کو محقق العصر شیخ عبدالفتاح ابوغدہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۱۷ھ) نے جمع کیا، واضح رہے کہ ''التصریح'' شاہ صاحب نے باقاعدہ خود تصنیف نہیں کی بلکہ حضرت شاہ صاحب نور اللہ مرقدہ کی رہنمائی سے حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ نے اِن حدیثوں کو جمع کیا، پھر شیخ عبدالفتاح ابوغدہ رحمہ اللہ نے اس پر حاشیہ لکھا اور جو جو روایات اور آثار رہ گئے تھے ان کا اضافہ کر دیا، اب اس میں لگ بھگ (۱۳۰) روایات، آثارِ صحابہ وتابعین یکجا ہو گئے ہیں۔ چودہ سو سال کے عرصے میں حیاتِ عیسی پر روایات اور آثار کے اس طرز پر اس سے مفید کوئی کتاب نہیں، اگر کوئی روایات اور آثار یکجا دیکھنا چاہے تو اس سے زیادہ کسی اور کتاب میں موجود نہیں ہیں، اس کو مطالعہ کرنے کے لیے ''مطبوعات

الاسلامیۃ“ حلب کا طبع شدہ وہ نسخہ لے لیا جائے جو شیخ عبدالفتاح ابوغدہ رحمہ اللہ کے تعلیق اور تحقیق کے ساتھ طبع ہے، اس میں حضرت نے جابجا اضافات بھی کیے ہیں اور مفید حواشی اور تعلیقات بھی لکھی ہیں، جس سے کتاب کی افادیت دوچند ہوگئی ہے۔

فائدہ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات پر اگر اردو میں پڑھنا چاہیں تو ”حیاتِ عیسیٰ“ کا مطالعہ کرلیں، یہ حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ کی تصنیف ہے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات پر امام اہل سنت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب رحمہ اللہ کی ”توضیح المرام فی نزول عیسی علیہ السلام“ بھی بہت مفید کتاب ہے، اسی طرح ”احتساب قادیانیت“ مطالعہ میں رکھیں، اس میں تمام مواد یکجا ہوگیا ہے، آج تک قادیانیت کے رد پر جتنا کچھ کسی نے بھی لکھا ہے اردو زبان میں وہ سارا مواد تقریباً اس کتاب میں جمع ہوگیا، اس میں حیاتِ عیسی اور ختم نبوت پر بہت بڑا مواد ہے، اس کی تقریباً چالیس جلدیں طبع ہوگئیں۔ اگر عیسیٰ علیہ السلام کی حیات پر اشکالات کے جوابات پڑھنے ہوں تو ”قادیانی شبہات کے جوابات“ کا مطالعہ کریں، یہ کتاب تین جلدوں میں نہایت مفید کتاب ہے، اس کی مکمل ایک جلد حیاتِ عیسی پر ہے، اس میں روایات اور قادیانی شبہات کے تفصیلاً جوابات ہیں، اردو زبان میں اس عنوان پر اس سے اچھی کتاب نہیں ہے، اس میں، تمام شبہات کا ازالہ روایت اور درایت کی روشنی میں باحوالہ کیا گیا ہے۔

۱۹۱......الأجوبة المفيدة لمهمات العقيدة

یہ علامہ عبدالرحمٰن بن محمد الدوسری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۹۹ھ) کی تصنیف ہے۔ یہ بہت مفید کتاب ہے، مصنف نے اس میں عقائد کے مسائل کو سوالاً جواباً تحریر فرمایا ہے تاکہ ان عقائد کو سمجھنے میں آسانی ہو، وہ خود کتاب کے اسلوب کے بارے میں لکھتے ہے:

وَقَدْ وَضَعْتُهَا عَلَى طَرِيْقِ السُّؤَالِ وَالْجَوَابِ تَقْرِيْباً لِإِفْهَامِ الطُّلَّابِ وَاقْتِدَاءِ بِتَعْلِيْمِ جِبْرِيْلِ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِصَحَابَةِ النَّبِيِّ الْأَحْبَابِ حَيْثُ تَنْزِلُ بِذَلِكَ مِنْ عِنْدَ رَبِّ الْأَرْبَابِ. ❶

ترجمہ: بلاشبہ میں نے ان مسائل کوسوال وجواب کے انداز میں اس لیے بیان کیا تا کہ طلباء کوجلد مسائل سمجھ آئیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے محبین حضراتِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو جبرئیل علیہ السلام نے تعلیم دینے کا جو طریقہ اپنایا تھا اس کی اقتداء ہو جائے۔

مصنف کی اس عبارت سے واضح ہے کہ انہوں نے عقائد کوسوال وجواب کی روشنی میں تحریر فرمایا ہے، مثلاً توحید کے بارے میں سوال ہے "ماھو التوحید" یعنی توحید کیا ہے؟ پھر اس کا جواب دیا گیا، اسی طرح سوال ہے کہ صفت سمیع کسے کہتے ہیں؟ بصیر کا کیا مطلب ہے؟ مشیّت کسے کہتے ہیں؟ رؤیت باری تعالیٰ کا کیا مطلب؟ یہی انداز کتاب کی ابتداء سے انتہاء تک رہا، مصنف نے توحید، عبودیت، عبودیتِ کونیہ، عبودیت شرعیہ، عباد اللہ المخلصین کا تذکرہ، اسی طرح ادیانِ انبیاء کے درمیان تفاوت ہے کہ نہیں اس کی وضاحت کی۔ توحید کے ارکان، اسلام، شرک، اصولِ توحید، اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کی توحید، عبادت، عبادت کے انواع کو بیان کیا۔ رب تعالیٰ کی معرفت، مسلمان پر مقرر ہونے والے واجبات، مال ودولت، محلات اور شھوات کی پیروی کی مذمت۔ ایمان کے ارکان، اسلام کے ارکان، نفس ایمان واسلام کی وضاحت کی۔ یہ کتاب اس لائق ہے کہ اس کا اردو میں ترجمہ ہو اور اس کو مبتدی طلبہ کے نصاب میں شامل کیا جائے تا کہ طلباء کو بھی عقائد سے واقفیت حاصل ہو اور اس سے عوام الناس

❶ الأجوبة المفيدة: ص۷

کو بھی فائدہ ہو۔ کتاب کا انداز چونکہ سہل ہے اور اس میں استیعاب بھی ہے کہ ایک حد تک تمام عقائد کا اس میں تذکرہ کیا گیا ہے، اس لحاظ سے یہ بہت مفید ہے۔ یہ کتاب "مکتبة دار الأرقم" کویت سے ایک جلد میں طبع ہے۔

۹۲ ......أصول الإيمان

یہ علامہ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز محمد رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۲۰ھ) کا (۵۹) صفحات پر مشتمل رسالہ ہے۔ عبدالعزیز بن عبداللہ رحمہ اللہ سعودی عرب کے مشہور عالم دین اور فقیہ تھے، وہ ۱۳۹۵ھ بمطابق ۱۹۷۵ء سے دعوت وارشاد، افتاء اور علمی اداروں کے رئیس رہے ہیں، پھر وہ سعودی عرب کے مفتی اعظم بن گئے، وہ ریاض میں پیدا ہوئے، کم عمری ہی میں حفظِ قرآن مکمل کیا، پھر اس کے بعد ماہرین علوم شرعیہ سے علم شرعیہ وعربیہ حاصل کیا، ان کے اساتذہ میں شیخ محمد بن عبداللطیف، شیخ صالح بن عبدالعزیز اور شیخ محمد بن ابراہیم رحمہم اللہ ہیں، تکمیل علم کے بعد انہوں نے "المعهد العلمي، كلية الشريعة رياض" اور "الجامعة الإسلامية مدينة منورة" میں پڑھانا شروع کر دیا، علامہ عبدالعزیز رحمہ اللہ ۱۳۸۱ھ میں "الجامعة الإسلامية" کے نائب رئیس مقرر ہوئے، پھر ۱۳۹۰ھ میں بقاعدہ اس جامعہ کے رئیس مقرر ہوئے، علامہ عبدالعزیز رحمہ اللہ بڑے حق گو عالم تھے، آپ نے اپنی زندگی میں مختلف عنوانات پر کتابیں لکھی ہیں۔ آپ کی کتابیں جو طبع ہو کر منظر عام پر آ گئیں اُن میں معروف درج ذیل ہیں:

"الإفهام في شرح عمدة الأحكام، التحذير من البدع، الدروس المهمة لعامة الامة، منهج أهل السنة والجماعة في السمع والطاعة" ہیں، ان کے علاوہ بھی ان کی بہت سی مفید کتابیں موجود ہیں۔ مصنف نے "أصول الإيمان"

میں ایمان کے صرف چھ اصولی چیزوں کا تذکرہ کیا ہے، ایمان کی بنیادی چیزیں کون کونسی ہیں جن پر ایمان لانا ضروری ہے؟ ان بنیادی ایمانیات کا مختصر انداز میں اس میں ذکر ہے۔ یہ کتاب مکتبہ "الجامعة الإسلامية" مدینہ منورہ سے طبع ہے۔

۹۳......العقیدة الصحیحة ومایضادها

یہ بھی شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۲۰ھ) کا (۱۴) صفحات پر مشتمل رسالہ ہے، اس میں انہوں نے صحیح عقائد اور ان کی ضد کا تذکرہ کیا، یعنی صحیح عقیدہ بیان کیا اور پھر اس کی ضد کیا ہے اس کا تذکرہ بھی کیا، قرآن وحدیث کی روشنی میں درست عقیدہ کیا ہے؟ غلط کیا ہے؟ سنت کیا ہے؟ بدعت کیا ہے؟ ایمان کیا ہے؟ کفر کیا ہے؟ ان سب کی وضاحت کی، اس اعتبار سے یہ رسالہ مفید ہے کہ اس میں بیک وقت دونوں چیزیں آپ کو ملیں گی، صحیح نظریات بھی اور باطل افکار بھی۔ یہ رسالہ بھی "الجامعة الإسلامية" سے طبع ہے۔

۹۴......التحذیر من البدع

یہ بھی شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۲۰ھ) کا (۶۹) صفحات پر مشتمل ایک مختصر سا رسالہ ہے۔ مصنف نے اس رسالہ میں چار عنوان ومضامین کو بہت شرح وبسط کے ساتھ بیان کیا ہے۔ وہ مضامین درج ذیل ہیں:

(۱) علامہ عبدالعزیز رحمہ اللہ نے اس میں پہلا مضمون نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے موقع پر محفل سجانے کی مذمت میں لکھا ہے، اس موقع پر بعض بدعتیوں نے عشق رسول کے نام پر جو خرافات وبدعات قائم کی ہیں اُن کی تردید ومذمت مصنف نے قرآن وحدیث کی روشنی میں کی ہے۔

(۲) شب معراج کے موقع پر جو مخصوص قسم کی عبادات لوگوں نے اپنی طرف سے

پھیلائی ہیں اِن کی مذمت کی۔

(۳) پندرہویں شعبان کی رات میں بھی لوگوں نے شریعت کے حدود کو پامال کر کے بدعات، خرافات اور نفسانی خواہشات کو رواج دیا، اور اس رات میں لوگوں نے مخصوص عبادتیں اور اذکار شروع کیے ہیں اِن کی بھی بھرپور تردید کی۔

(۴) شیخ احمد خادم الحرم النبوی الشریف رحمہ اللہ کی طرف ایک خواب منسوب کیا گیا ہے، وہ یہ ہے کہ انہوں نے کہا میں جمعہ کی رات قرآن کریم کی تلاوت کر رہا تھا، اسماء الحسنٰی کی تلاوت کے بعد جب میں فارغ ہوا تو میں نے سونے کی تیاری کی، چنانچہ اسی دوران مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کی آیات اور کچھ احکام شریعہ ساتھ لائے اور کہا: اے شیخ احمد! میں نے کہا "لَبَّیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ!" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں لوگوں کے برے افعال سے تکلیف میں ہوں، کیونکہ ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک ایک لاکھ ساٹھ ہزار بندے غیر اسلام پر مرے ہیں، پھر آپ نے لوگوں کے کچھ گناہوں اور قیامت کی علامت کا ذکر فرمایا اور آخر میں کہا: اے شیخ احمد یہ وصیت لوگوں کو پہنچا دو کیونکہ یہ لوح محفوظ سے تقدیر کے قلم سے منقول ہے، جو اس وصیت کو لکھے گا یا اسے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرے گا تو اس کے لیے جنت میں محل بنایا جائے گا اور جو اُسے لکھے نہ دوسری جگہ پہنچائے تو اس پر میری شفاعت حرام ہو جائے گی، اگر غریب آدمی نے اسے لکھا تو اللہ اس کو غنی کر دے گا اور اگر مقروض نے لکھا تو اللہ تعالیٰ اس کا قرض ادا کر دیں گے اور اگر گناہگار ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی اور اس کے والدین کی بخشش فرما دیں گے، جو اس وصیت کو نہ لکھے دنیا و آخرت میں اس کا چہرہ سیاہ ہو جائے۔ یہ خواب شیخ احمد کی طرف منسوب ہے، علامہ عبدالعزیز باز رحمہ اللہ نے اس خواب کو نقل کرنے کے بعد یہ بتایا

کہ یہ خواب شیخ احمد پر افتراء پردازی ہے، اس قسم کا کوئی خواب انہوں نے بیان نہیں کیا اور اگر کیا بھی ہو تو متعدد وجوہات کی بناء پر یہ خواب مردود ہے۔

علامہ عبدالعزیز رحمہ اللہ نے ان چاروں عنوانات کو نہایت احسن انداز میں بیان فرمایا، قرآن واحادیث کی روشنی میں حق بات کو واضح کیا اور بدعات وخرافات کی تائید میں لوگوں نے جن روایات وآثار سے کام لیا ان پر محدثانہ انداز سے کلام کیا، ضعیف، موضوع اور منقطع روایات کی نشاندہی کی۔ یہ رسالہ "الرئاسة العامة" سے ۱۴۱۲ھ میں طبع ہے۔

۹۵......جهود علماء الحنفية في إبطال عقائد القبورية

یہ کتاب ابوعبداللہ شمس الدین بن محمد الافغانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۲۰ھ) کی کتاب ہے۔ علامہ شمس الدین رحمہ اللہ ۱۳۷۲ھ کو افغانستان میں پیدا ہوئے، بچپن میں قرآن کریم اور نحو، صرف کے مبادیات کی تعلیم اپنے والد محترم سے حاصل کی، پھر انہوں نے پاکستان اور افغانستان کے مختلف علمی اداروں میں پڑھ کر درس نظامی مکمل کی، علامہ نے پشاور سے فاضل عربی کی ڈگری لی اور الجامعہ الاسلامیہ مدینہ منورہ سے ماسٹر اور ڈاکٹر کی ڈگری لی۔

انہوں نے افغانستان، پاکستان میں وقت گذارا پھر ترکستان، جزیرہ، ترکی، مصر آخر میں مدینہ منورہ کی طرف سفر کیا، ان کے مشہور اساتذہ میں ان کے والد، شیخ القرآن محمد طاہر پنج پیری، شیخ عبدالرحیم چترالی، علامہ نقیب احمد الربانی، علامہ البانی، علامہ عبدالرشید ہزاروی، علامہ عبدالعزیز بن عبداللہ باز رحمہم اللہ ہیں۔ انہوں نے متعدد کتابیں لکھیں، اصول حدیث میں "مغيث المستغيث في أصول الحديث" لکھی، اس کے علاوہ "الألفية السلفية المجتناة من القصيد النونية، الصارم

البأسی علی الکلام النفسی، مصاعد المعارج فی عقائد الخوارج'' ان کا علمی شاہکار ہیں، انہوں نے بعد میں حنفیت چھوڑ کر سلفیت اپنالی تھی، مگر وہ حنفیوں پر متعصب نہ تھے بلکہ ان کے حق میں نرم گوشہ رکھتے تھے۔ زیر تعارف کتاب ''جھود علماء الحنفیة'' انہوں نے بطورِ پی ایچ ڈی مقالہ جامعہ الاسلامیہ مدینہ منورہ میں لکھی، جس پر انہیں عرب میں دکتورہ کی ڈگری ملی، اس کتاب میں ایک مقدمہ، دس ابواب اور ایک خاتمہ ہے، اس کتاب کے مقدمہ میں انہوں نے توحید کی اہمیت، گذشتہ امتوں کی قبر پرستی کی داستان، اور اس امت میں بعض بدعتیوں کی قبر پرستی اور ان کی وجوہات کو بیان کیا ہے، قبر پرستی کرنے والے فرقوں کی اقسام بیان فرمائیں، قبر پرستوں کے خلاف آئمہ اسلام حنفیوں نے جو علمی وعملی کوششیں کی ان کا تذکرہ کیا، اس کے ابواب میں مصنف نے مندرجہ ذیل عنوانات پر روشنی ڈالی ہے:

(۱) علماء احناف کے نزدیک عقیدہ کی اہمیت (۲) علماء احناف کے نزدیک توحید کی تعریف، اقسام الوہیت کی اہمیت، توحید الوہیت کے ارکان وشرائط (۳) قبر پرستوں کو جن آیات واحادیث سے اشتباہ ہوا ان آیات اور احادیث کا احناف کے نزدیک صحیح معنی (۴) قبر پرستوں نے عبادت کی جو تعریف کی اس پر علماء احناف کا رد۔

مصنف نے اس میں توحید کی اہمیت، شرک کی مذمت واقسام، عبادات کا صحیح مطلب، قبر پرستوں کی تاریخ اور ان کی بے راہ روی، اور ان کے شبہات اور جوابات کا تذکرہ کیا، اور ان کے خلاف احناف کی محنتوں اور کوششوں کا تذکرہ کیا، نیز اس کے ضمن میں توسل کے معنی کی بھی وضاحت کی، بریلوی مکتب فکر کے غلط عقائد اور ان کے نظریات کے خلاف تیاری کے لیے اچھی کتاب ہے، اس کتاب سے یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ اصل حنفیوں کا تعلق شرک وبدعت اور قبر پرستی سے بالکل نہیں رہا بلکہ ان حضرات

نے تو ہمیشہ ان چیزوں کے خلاف علمی معارکہ سرگرم رکھا ہے۔

اس کتاب کے مطالعہ کرنے سے توحید سے متعلق آیات و احادیث، دلائل، اس کی اقسام، اسی طرح شرک اور شرک کی اقسام یعنی شرک فی التصرف، شرک فی العلم، شرک فی النداء کے بارے میں علی وجہ البصیرہ معلومات کا ذخیرہ حاصل کر لے گا، اسی طرح مسئلہ مختار کل، حاضر ناظر اور ان کے دیگر نظریات سے واقفیت ہو جائے گی، غیر اللہ کو پکارنا، غیر اللہ سے مدد مانگنا، غیر الہ کو متصرف فی الامور کہنا کیسا ہے؟ معلوم ہو جائے گا۔

یہ کتاب ''دار الصمیعی'' سے تین جلدوں میں طبع ہے۔

اس موضوع پر اردو زبان میں آسان انداز میں پڑھنا چاہیں تو ''گلدستہ توحید'' کا مطالعہ کریں، یہ حضرت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب رحمہ اللہ کی کتاب ہے، توحید کے متعلق مختصر مگر جامع اور محققانہ کتاب ہے۔

۹۶......أسماء اللّٰه وصفاته وموقف أهل السنة منها

یہ علامہ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۲۱ھ) کی تصنیف ہے۔ شیخ محمد بن صالح عثیمین رحمہ اللہ سعودی عرب کے بہت بڑے عالم وفقیہ گزرے ہیں، وہ ۱۳۴۷ھ کو پیدا ہوئے، بچپن میں ہی حفظ قرآن مکمل کر لیا تھا، پھر علوم شرعیہ وعربیہ کی تحصیل کے لیے اس دور کے راسخین فی العلوم اور علماء متخصصین کی طرف رجوع کیا، انہوں نے شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ باز، شیخ محمد المختار الجکنی جیسے اساطین علم سے استفادہ کیا، ان کی مشہور تصانیف ''سؤالا فی الصیام، أحکام الأضحیة والذکاة، أصول فی التفسیر، الخلاف بین العلماء، الإعتدال فی الدعوة'' ہیں۔ شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز اور یہ ایک ہی دور کے علماء ہیں، دونوں معاصر ہیں، البتہ شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ رحمہ اللہ شیخ عثیمین کے استاذ بھی تھے۔ نیز علامہ البانی رحمہ اللہ

بھی ان کے معاصر ہیں، ان کا انتقال ۱۴۲۰ھ میں ہوا ہے، ان تینوں علماء کی بڑی خدمات ہیں اور انہوں نے بہت سے مفید کتابیں تصنیف کی ہیں، لیکن صفات باری تعالیٰ کے مسئلہ میں سلفیوں کی آراء عموماً اشاعرہ ماتریدیہ سے ہٹ کر ہوتی ہیں، ان کی کتابوں کو پڑھتے وقت اس بات کا خاص خیال رکھنا چاہیے کہ صفات کے مسئلے میں اہل سنت والجماعت کی آراء ہی کو ترجیح حاصل ہے، اور انہی کی اتباع میں خیر ہے، علامہ عثیمین رحمہ اللہ نے اس کتاب میں اسمائے باری تعالیٰ، صفات باری تعالیٰ کا تذکرہ کیا ہے، صفات کا پرلے تذکرہ کیا ہے، صفات کون کونسی ہیں، ان کی اقسام کونسی ہیں، صفات کا معنی کیا ہے؟ اور پھر آگے جا کر ان صفات کی تشریح اور اہل سنت کا نظریہ بیان کیا، اسماء وصفات کو نصوص کی روشنی میں بیان فرمایا، اہل سنت والجماعت کے موقف سے پھرنے والوں کو راہِ اعتدال سے مفرور قرار دیا اور صفات کے انکار کو دین کے ابطال کے مترادف قرار دیا، بعض متحرفین اور معطلین نے اہل سنت والجماعت پر مشبہ، مجسمہ اور ممثلہ ہونے کا الزام لگایا، مصنف نے ان کا دفاع کیا۔ یہ کتاب مکتبہ "دار الشریعة" سے ایک جلد میں طبع ہے۔

۹۷...... القواعد المثلى في أسماء صفات الله الحسنىٰ

یہ بھی شیخ محمد بن صالح بن محمد عثیمین رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۲۱ھ) کی کتاب ہے، اس میں انہوں نے اسمائے باری تعالیٰ اور صفات باری تعالیٰ پر قواعد کا تذکرہ کیا، قواعد کی روشنی میں صفات کی وضاحت کی ہے، ان کا پرلا عنوان ہے، "قواعد أسماء الله تعالَى" اس عنوان کے تحت سات قواعد کا ذکر ہے، اور قواعد بیان کرنے کا انداز یہ ہے کہ پرلے قاعدہ کا نمبر لگاتے ہیں پھر قاعدہ بیان کرتے ہیں، مثلا:

"القاعدة الأولى: أسماء الله تعالىٰ كلها حسنى" یعنی پرلا قاعدہ یہ ہے کہ اللہ

تعالیٰ کے تمام نام اسماء حسنیٰ ہیں، اسی طرح مصنف نے تمام قواعد کو بیان کیا ہے۔
دوسرا عنوان ”**قواعد فی صفات اللّٰہ تعالیٰ**“ ہے، اس کے تحت بھی سات قواعد کا ذکر ہے، تو گویا اس میں بنیادی طور پر چودہ قواعد ہیں، سات کا تعلق اسمائے باری تعالیٰ سے ہے اور سات کا تعلق صفات باری تعالیٰ سے ہے، ان کا تیسرا عنوان ”**قواعد فی أدلة الأسماء والصفات**“ ہے، اس میں چار قواعد بیان ہوئے ہیں، گویا مصنف نے اس کتاب کے اندر اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات اور ان کے دلائل کو اصول کے تحت بیان فرمایا ہے۔ انہوں نے یہ کتاب لکھ کر اہل علم کی ایک اہم ضرورت پوری کی ہے، واقعی میں ایک ایسی کتاب کی ضرورت تھی جس میں صفات کو قواعد کی روشنی میں لکھا جائے، جیسے فقہ کے قاعدے ہیں، تفسیر کے قاعدے ہیں، حدیث، نحو اور صرف کے قاعدے ہوتے ہیں، قاعدہ اور اصول کے تحت جب بات کی جائے تو وہ بات آسان ہوجاتی ہے، اگر اردو زبان میں صفات باری تعالیٰ کو بھی قواعد کی روشنی میں اور علم کلام کے اصولوں کو بھی قواعد وکلیات کی روشنی میں لکھ دیا جائے تو ایک مفید کام ہوگا، اس میں اس کتاب سے بھی معاونت لی جائے، لیکن واضح رہے کہ صفات کے مسئلہ میں اہل سنت کا جو موقف ہے وہ انسان اپنے سامنے ضرور رکھے، سلفیوں کے مسلک پر نہ چلیں بلکہ اشاعرہ، ماترید یہ اور جمہور کی رائے کو لیں۔ شیخ عثیمین کی یہ کتاب ”**الجامعة الإسلامية**“ مدینہ منورہ سے ایک جلد میں طبع ہے۔

۹۸......القول المفید علی کتاب التوحید

یہ بھی شیخ محمد بن صالح بن محمد عثیمین رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۲۱ھ) کی کتاب ہے، اس کتاب کی دو جلدیں ہیں اور اس میں کل (۶۵) ابواب ہیں، اس میں انہوں نے جن عقائد اور نظریات کا تذکرہ کیا ہے وہ بڑے اہم ہیں، خاص طور پر اس میں توحید باری

تعالیٰ، ربوبیت باری تعالیٰ، پھر شرک اور اقسام شرک، نذر اور نذر کی قسمیں، سحر اور اس کا حکم، بدفالی اور نیک فالی، کہانت اور دیگر مباحث کا ذکر ہے جو توحید سے متعلق ہیں، اس کتاب کا حاشیہ بڑا مفید ہے، جو بات انہوں نے اوپر متن میں کہی ہے حاشیہ میں اس کی تشریح ہے، روایت لکھی ہے تو حاشیہ میں تخریج ہے، کوئی مضمون لکھا ہے تو اس کی وضاحت ہے اور جابجا دلائل اور مفید معلومات کا اس میں تذکرہ ہے، نیز اس کی دوسری جلد میں زیادہ تر قرآن کریم کی آیتوں کی تفسیر لکھی گئی ہے، بالخصوص توحید کی آیتیں اور شرک کی تردید میں اترنے والی آیات ان کا بنیادی مقصود ہیں۔ یہ کتاب مکتبہ "دار ابن الجوزی" سعودیہ سے دو جلدوں میں طبع ہے۔

۹۹ ......فتح رب البرية بتخليص الحموية

یہ کتاب محمد بن صالح بن محمد عثیمین رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۲۱ھ) کی ہے، اس کتاب میں کل (۲۶) ابواب ہیں، مصنف نے کتاب کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ شیخ الاسلام تقی الدین احمد بن عبدالحلیم بن عبدالسلام بن تیمیہ رحمہ اللہ نے ۶۹۸ھ میں "الفتوى الحموية" کے نام سے ایک کتاب لکھی، علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے شام کے شہر "حماۃ" کے چند لوگوں نے اللہ کی ذات وصفات پر اترنے والی آیات اور احادیث کے بارے میں فقہاء اور آئمہ دین کے اقوال وآراء کے متعلق پوچھا، اس کتاب میں شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے ان ہی سوالوں کا جواب دیا، مصنف فرماتے ہیں کہ اس کتاب میں موجود جوابات کا سمجھنا اور اس کا احاطہ کرنا بہت سے قارئین پر مشکل ہوا تو میں نے بعض ضروری اضافات کے ساتھ اس کی تلخیص کی اور اس کا نام "فتح البرية بتخليص الحموية" رکھ دیا۔ ❶

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ علامہ عثیمین رحمہ اللہ کی یہ کتاب دراصل شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی کتاب کی تلخیص ہے۔اس تلخیص میں انسان کی زندگی میں اتباع کے وجوب کو بیان کیا گیا،علم نافع اور عمل صالح کو دین کے اصول وفروع میں رسالت کا مقتضاء قرار دیا، اللہ تعالیٰ کے اسماء اور صفات میں اہل سنت کا کیا طریقہ ہے اِسے بیان کیا،اس میں علم وحکمت میں سلف کے مذہب کو خلف کے مذہب پر ترجیح دی گئی، اللہ تعالیٰ کے لئے علو ثابت ہے کہ نہیں؟اسی طرح جہت ثابت ہے یا نہیں؟اسے بیان کیا، استواء علی العرش اور اللہ تعالیٰ کی صفت معیت کی وضاحت کی گئی، آسمانی دنیا کی طرف اللہ تعالیٰ کے نزول سے کیا مراد ہے؟ ظاہر کیا، اللہ تعالیٰ کے لیے بعض آیات وروایات میں وجہ، ید، عین کا استعمال ہوا ہے،ان کا ثبوت اللہ تعالیٰ کے لئے کما یلیق بشانہ ہونے کو بیان کیا، اللہ تعالیٰ کی صفت کلام کو ثابت کیا، فرقہ معطلہ کے ظہور اور ان کے عقائد کا ذکر کیا، اسی طرح فرقہ ممثلہ اور ان کے عقائد ونظریات کی تردید کی گئی، علم کلام کے بعض نقصانات اور سنگینیوں کے پیش نظر سلف نے کچھ جملے ارشاد فرمائے ہیں، مصنف نے ان جملوں کا صحیح مطلب بیان کیا۔ایمان باللہ اور ایمان بالآخرۃ پر استقامت سے انحراف کرنے والے تین گروہ یعنی اہل تخیل، اہل تاویل اور اہل تجہیل کی اقسام بیان کیں اور ان کی تردید کی، صفات کی آیات اور احادیث میں اہل قبلہ کے مختلف اقسام کا ذکر کیا، بدعتیوں نے اہل سنت والجماعت کے علماء کو برے القابات سے پکارا، مصنف نے ان کی مذمت کی اور بالکل آخر میں لفظ اسلام اور ایمان کی تحقیق بیان کی۔ یہ کتاب مکتبہ ”دار الوطن“ ریاض سے ایک جلد میں طبع ہے۔

۱۰۰......مختصر الاسئلة والأجوبة الأصولية على العقيدة

(۱) فتح البرية: ص ۴، ۵

الواسطية

یہ علامہ ابومحمد عبدالعزیز بن محمد بن عبدالرحمٰن سلمان رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۲۲ھ) کی کتاب ہے۔علامہ عبدالعزیز بن محمد رحمہ اللہ اپنے وقت کے بڑے فقیہ، مفسر اور زاہد انسان تھے، ان کی مطبوعہ کتابوں میں "الأسئلة والأجوبة الفقهية، مفتاح الأفكار للتاهب لدار القرار، موارد الظمآن لدورس الزمان" مشہور ہیں، ان کے علاوہ بھی مصنف کے تقریباً (۱۶) مفید کتابیں ہیں۔

زیرِ تعارف کتاب میں انہوں نے علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی کتاب "العقیدة الواسطية" میں موجود عقائد کو سوال اور جواب کے انداز میں سہل کر کے لکھا ہے، علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی اس کتاب کا نام "العقيدة الواسطية" رکھا گیا ہے، اس نام کے رکھنے کی وجہ یہ بنی کہ "واسط" شہر کے قاضی اپنے شہر سے حج کے لیے آئے، وہاں ان کی ملاقات شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے ہوئی، تو انہوں نے شیخ الاسلام رحمہ اللہ سے کہا کہ تاتاریوں کے فتنے میں بڑا نقصان ہوا، بہت سی کتابیں جل گئیں اور نسل نو عقائد سے واقف نہیں ہے، اگر آپ کے عقیدے پر کوئی رسالہ لکھیں تو فائدہ ہوگا، اس پر حضرت شیخ الاسلام نے ان سے کہا ان شاء اللہ میں لکھتا ہوں، چونکہ واسط شہر کے قاضی کی فرمائش پر لکھی گئی ہے، اس لئے ان کی طرف نسبت کرتے ہوئے اس کا نام "العقيدة الواسطية" رکھا گیا، یہ کتاب بہت سے عرب کے مدارس کے نصاب میں شامل ہے اور یہ بہت مفید کتاب ہے، شیخ عبدالعزیز بن محمد رحمہ اللہ نے اسی کتاب کا اختصار سوال وجواب کے انداز میں کیا ہے۔اس میں ایمان کے چھ ارکان، اسماء حسنیٰ کا ذکر، تحریف، تعطیل، تکییف اور تمثیل کی تعریفات، ان کے درمیان فرق اور ان کی اقسام کو بیان کیا، صفات والی آیات اور احادیث کے باب میں چھ مختلف گروہ کا ذکر کیا،

اسماء اور صفات میں الحاد کا کیا مطلب ہے؟ اس کی وضاحت کی۔ ''سُبحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّةِ'' میں موجود عزت کی وضاحت کی، اللہ تعالیٰ کی صفات پر موجود نصوص میں نفی و اثبات کے حوالہ سے اہل سنت والجماعت کا طریقہ کار بیان کیا کہ ''لَیْسَ کَمِثْلِهِ شَیْءٌ'' کو دیکھتے ہوئے اجمالی طور پر نفی کرتے ہیں اور ''هُوَ السَّمِیعُ الْبَصِیرُ'' جیسی آیتوں کو دیکھتے ہوئے تفصیلاً اوصاف کو اللہ کے لیے ثابت کرتے ہیں، صراطِ مستقیم کی تعیین کی، سورہ اخلاص کی وجہ تسمیہ، اس سے توحید الوہیت، توحید ربوبیت، توحید اسماء وصفات کی وجوہِ دلالت کو بیان کیا، سورہ اخلاص سے مستنبط ہونے والے مسائل اور عقائد کو بیان کیا، آیت الکرسی سے بھی توحید کے عنوان کو ثابت کیا، اللہ تعالیٰ کی صفتِ حیات، حکمت، علم، رازقیت، قوت، سمع، بصر، ارادہ، مشیئت، محبت، رحمت اور اقسام رحمت کی وضاحت کی، اعضاء کے لیے وضع ہونے والے بعض الفاظ جیسے ''وجہ، ید، عین'' وغیرہ کا استعمال قرآن کی آیتوں اور احادیث میں اللہ تعالیٰ کے لیے استعمال ہوا ہے، جب یہ الفاظ اللہ کے لیے استعمال ہوں تو اس کا کیا مطلب ہے؟ بیان کیا، نیز شرک وکفر کی اقسام، عرش، کرسی، اللہ تعالیٰ کی صفاتِ ذاتیہ وصفاتِ فعلیہ اور استواء علی العرش کی وضاحت بیان کی، افعال اللہ کے متعلق اہل سنت والجماعت کا مسلک واضح کیا اور اس کے ضمن میں مرجیہ، قدریہ، جبریہ، وعیدیہ اور دیگر فرقِ باطلہ کی تردید کی۔ حضراتِ صحابہ کرام کی عظمت وناموس کے حوالہ سے اہل سنت کے عقائد حقہ، روافض اور خوارج کے افراط وتفریط کو بیان کیا، عذاب قبر، قیامت، حوض کوثر، پل صراط، شفاعت، جنت، جہنم، تقدیر اور اس کی اقسام، مؤمنین کے مراتب، اہلِ قبلہ کی تعریف اور کبیرہ گناہ کی تعریف کا ذکر ہے، کرامت کی تعریف کی، صلہ رحمی، والدین کے ساتھ حسن سلوک، یتیم اور پڑسیوں پر احسان کی ترغیب دی گئی ہے۔ یہ اختصار چونکہ

سوال وجواب کے انداز میں ہے،اس لیے بہت مفید ہے۔ یہ کتاب (۱۶۰) صفحات پر مشتمل ہے اور ایک جلد میں طبع ہے۔

۱۰۱......بحوث فی الملل والنحل

یہ شیخ علامہ جعفر سبحانی کی تصنیف ہے۔اس کے شروع میں ”إفتـــراق الأمة إلـــى ثلاث وسبعين ملة“ والی روایت پر تفصیلی بحث کی ہے، پر لے ”سند الحديث، ومتنـه،من هم الفرقة الناجية،الأحاديث النبوية في تعيين الفرقة الناجية، هـل بلغت الفرق الإسلامية إلى هذاالعدد“ وغیرہ عنوانات پر اچھی بحث ہے، صحابہ کرام کے بارے میں بھی نہایت عمدہ بحث ہے، عدالت صحابہ، تعارف صحابی، تاریخی روایات کی شرعی حیثیت ،قرآن وسنت کی روشنی میں صحابہ کا مقام،اوراشکالات کے جواب ذکر کئے ہیں۔تیسری جلد میں ”الـمـاتـر دية“ کاعنوان قائم کیا ہے، پھر امام ماتریدی رحمہ اللہ کے حالات واقعات اور تصنیفات کا ذکر کیا ہے، پھر ماتریدیہ کے عقائداوراُن کی توضیح کی ہے، پھر” الـمـرجئة“ کاعنوان باندھ کران کے تمام عقائد لکھے، پھر” القدرية“ کے عنوان کے تحت ان کے عقائد پھر ” الجهمية“ کے عنوان کے تحت ان کے عقائد پھر ”الـــكـــرامية“ کے عنوان کے تحت ان کے عقائد، پھر ”الظاهرية “ کے عنوان کے تحت ان کے عقائد، پھر معتزلہ کی وجہ تسمیہ، یہ گروہ کب بنا اوران کے کیا عقائد ہیں تمام کو تفصیل کے ساتھ لکھا ہے، پھران میں جومعروف تھے ان کے حالات ذکر کئے، مثلاً واصل بن عطاء، عمر بن عبید، ابوالہذیل، ابوعلی جبائی، ابو ہاشم صبائی، عبدالجبار معتزلی اِن تمام کی سوانح ہے، پھر معتزلہ کے عقائد تفصیل کے ساتھ بیان کئے ہیں، مثلاً ”التـوحيد،العدل،الـوعد والوعيد ،الـمنزلة بين المنزلتين ،الأمـر بالمعروف والنهي عن المنكر“ ان پانچوں عنوانات کے

تحت معتزلہ کے عقائد تفصیلاً ذکر کئے ہیں، معتزلہ کا ذکر جلد نمبر ۳ ص ۱۶۷ تا ۴۷۵ تک ہے۔اس کتاب میں امام ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ کے بھی تفصیلی حالات اور نظریات ہیں۔اس کی چوتھی جلد میں ''ابن تيمية حياته والرأى العام فيه'' پھر اس کے بعد ''عقائد ابن تيمية وآراؤه'' پھر علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے (۱۲) عقائد ومسائل تفصیل کے ساتھ لکھے جن میں وہ انفرادی رائے رکھتے تھے، مثلاً:

(۱) ابن تيمية والصفات الخبرية. (۲)ابن تيمية وشدالرحال إلى زيارة النبى. (۳)ابن تمية ورايه في زيارة النبى. (۴)ابن تيمية والبناء على قبور. (۵)ابن تيمية وبناء المساجدعلى القبور. (٦)ابن تيمية وإقامة الصلاة عندقبورالأنبياء. (۷)ابن تيمية والتوسل بالأنبياء والصالحين. (۸)ابن تيمية وطلب الشفاعة من النبى . (۹)ابن تيمية والنذرلأهل القبور. (۱۰)ابن تمية الحلف بغيرالله . (۱۱)ابن تمية والحلف على الله بحق الأولياء. (۱۲)ابن تيمية وتكريم مواليدالأولياء ووفياتهم.

پھر محمد بن عبدالوہاب کی سوانح، پھر سعودی حکومت کا طرز وانداز، انہوں نے کیا کیا تبدیلیاں کیں اس کا ذکر کیا ہے۔اس کی چھٹی جلد مکمل شیعیت سے متعلق تفصیلی عقائد پر مشتمل ہے، جو تقریباً (۶۰۰) صفحات پر مشتمل ہے، اس میں شیعیت کی ابتداء کیسے ہوئی؟ عبداللہ بن سبا کے نظریات وعقائد، شیعہ کا عقیدہ امامت، عقیدہ بداء، عقیدہ رجعت، صحابہ کے متعلق شیعہ عقائد، ائمہ کا معصوم ہونا، شیعہ کے بارہ ائمہ کا تعارف، قدماءِ شیعہ کا تعارف، متعہ، کتمان اور دیگر تمام شیعہ عقائد کا تفصیلی ذکر کیا ہے۔فرقِ باطلہ اور ان کے نظریات سے متعلق معلومات جاننے کے لئے یہ ایک مفید کاوش ہے۔

اس میں متعدد فرقوں اوران کی ذیلی شاخوں اوران کے نظریات کا جامع انداز میں تذکرہ کیا ہے۔ یہ کتاب چھ جلدوں میں مکتبہ ”الدار الإسلامیة“ بیروت سے طبع ہے۔

۱۰۲...... القول التّمام بإثبات التفويض مذهباً للسلف الكرام

یہ علامہ سیف بن علی مصری کی کتاب ہے۔ یہ کتاب نہایت ہی مفید ہے، کتاب کا نام ”القول التّمام بإثبات التفويض مذهباللسلف الكرام“ ہے، اس نام سے ہی کتاب کے بنیادی مضامین کا پتہ چل جاتا ہے کہ اسلاف امت کا یہی مذہب رہا کہ صفات باری تعالی میں تفویض کا عقیدہ اپنایا جائے، واضح رہے کہ اس بارے میں اہل سنت والجماعت کی دو آراء ہیں (۱) تفویض۔ (۲) تاویل۔ سلف تفویض کے قائل تھے، اس لیے انہیں ”مفوضہ“ کہاجاتا ہے اور بعد میں آنے والے تاویل کے قائل تھے، اس لیے انہیں ”مؤولہ“ کہاجاتا ہے، اس کتاب پر علامہ یوسف قرضاوی، شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب، شیخ وہبی غاوجی البانی اور حضرت مولانا سجاد الحجابی مدظلہ کی تقریظات ہیں، اس کتاب میں ان کا کمال یہ ہے کہ انہوں نے دوسری صدی ہجری سے شروع کیا ہے اور اس وقت تک ایک سو گیارہ (۱۱۱) ایسے علماء کے اقوال بحوالہ ذکر کئے ہیں جو تفویض کے قائل ہیں، جن علماء کی تفویض پر تصریحات ہیں ان میں بڑے بڑے جید علماء شامل ہیں، مثلاً امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام مالک، امام ترمذی، علامہ ابن عبدالبر مالکی، امام قرطبی، حافظ ابن حجر عسقلانی، علامہ بدرالدین عینی، امام العصر علامہ انور شاہ کشمیری رحمہم اللہ یہاں تک کہ غیر مقلد عالم مولانا عبدالرحمٰن احوذی رحمہ اللہ اور دیگر چوٹی کے علماء اس میں شامل ہیں۔ اس میں تفویض کے عقیدہ پر کل ایک سو گیارہ تصریحات ہیں، کسی کتاب میں تفویض پر اتنی تصریحات باحوالہ نہیں

ملتیں، جتنی اس کتاب میں ملتی ہیں، گویا تفویض کے مذہب کے بارے میں اس سے مفید کوئی کتاب نہیں اور سلفیوں کی طرف سے صفات باری تعالیٰ کے مسئلہ میں تفویض پر جتنے اشکالات کیے جاتے ہیں اِن تمام اشکالات کے جوابات اس میں دیئے گئے ہیں، استواء کے مسئلہ میں جو اشکالات ہیں ان کے جوابات ہیں، صفات کی وہ تشریح کی گئی ہے جو سلف ہی سے منقول ہے، اس لئے ممکن ہو اس کتاب کو ضرور اپنے مطالعے میں رکھیں، اس سے ان شاء اللہ فائدہ ہوگا، تمام علماء کی تصریحات بیک وقت سامنے آجائیں گے، بعض لوگ چند علما کے نام دیکھ کر غلط فہمی میں پڑ جاتے ہیں کہ شاید صفات میں یہ فلاں فلاں نظریہ ہے، حالانکہ صفات میں ہمارا نظریہ وہی ہے جو اس کتاب میں ہے، جمہور سلفاً خلفاً سب کے سب جس کے قائل ہیں وہ تفویض کا عقیدہ ہے، اس کا مطلب یہ ہے جو بھی صفت آئے اس کے بارے مایلیق بشانہ بول کر معاملہ اللہ پر چھوڑ دیں اور یوں کہا جائے کہ اس کا مناسب معنیٰ اللہ ہی اپنی شان کے مطابق جانتے ہیں۔ اگر اس کتاب کی اردو زبان میں تلخیص کی جائے تو ان شاء اللہ بہت فائدہ ہوگا۔ نسل نو اور عصر حاضر میں بنے والے علماء اپنے اسلاف کے عقیدے سے خوب واقف ہوجائیں گے۔ یہ کتاب پہلے "دار البشائر الإسلام" بیروت سے طبع ہے پھر "دار الفتح للدراسات" سے اور اب پاکستان میں "مرکز البحوث الإسلامیة" سے طبع ہو چکی ہے۔

۱۰۳......شرح القصيدة النونية

یہ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ کے "قصیدہ نونیہ" کی شرح ہے، جو دکتور محمد خلیل کی تصنیف ہے، اس میں تمام اشعار کی عمدہ تشریح وتوضیح ہے، ہر عقیدہ کی وضاحت ہے، غریب الفاظ کی تشریح ہے، ضمائر کے مرجعوں کی تعیین ہے، حل کتاب اور عقائد کی تفہیم کے

لئے نہایت مفید کتاب ہے۔

۱۰۴ ...... الشرح الکبیر علی العقیدۃ الطحاویۃ

یہ دکتور سعید عبد اللطیف فودہ کی کتاب ہے۔ امام طحاوی رحمہ اللہ (متوفی ۳۲۱ھ) کا "العقیدۃ الطحاویۃ" ایک مشہور متن ہے، اس متن کو زمانہ تصنیف سے لے کر آج تک اللہ تعالیٰ نے بڑی قبولیت دی ہے اور یہ متن بہت اہمیت کے ساتھ آج تک درس نظامی کا حصہ ہے، اس متن میں اہل سنت والجماعت کے عقائد ہیں۔ بہت سے علماء نے عقیدہ طحاویہ کی شروحات لکھیں لیکن ان شرحوں میں "الشــرح الکبیــر" نہایت مفید شرح ہے، اس شرح میں ہر مسئلے کو نہایت بسط کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اور اس میں جابجا روایت کے ساتھ ساتھ درایت کا بھی تذکرہ ہے، نیز اس میں احادیث و آثار کا بھی بڑا مجموعہ ہے۔ سلفیوں نے اپنے جو نظریات لکھے اس میں انہوں نے ان کی تردید کی ہے، امام ابن ابی العز رحمہ اللہ کی آراء پر بھی جابجا تنقید کی ہے، اسی طرح عقیدہ طحاویہ کی دیگر شروح میں صفات کے مسئلہ پر جمہور کے مسلک سے ہٹ کر جو آراء دی گئی ہیں ان کا بھی سیر حاصل رَد کیا گیا ہے، یہ کتاب دو جلدوں میں (۱۲۱۶) صفحات پر مشتمل قاہرہ سے طبع ہے۔

۱۰۵ ...... بدر اللیالی شرح بدء الامالی

یہ شیخ الحدیث مفتی دار العلوم زکریا جنوبی افریقہ حضرت مولانا مفتی رضاء الحق صاحب دامت برکاتہم کی عقائد پر ایک مفید کتاب ہے۔ دراصل "بــدء الأمــالــی" کے نام سے ایک کتاب ہے، حضرت نے اس پر شرح لکھی ہے جو "بــدر اللــیــالــی" کے نام سے معروف اور مشہور ہے۔ حضرت مولانا مفتی رضا الحق صاحب دامت برکاتہم ایک ممتاز اور محقق عالم دین ہیں، یہ پہلے جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک میں مدرس رہے

ہیں، پھر اس کے بعد ان کی تدریس کا سلسلہ جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن میں جاری رہا، اب یہ دار العلوم زکریا جنوبی افریقہ کے شیخ الحدیث اور رئیس دار الافتاء ہیں، اور افریقہ کے مفتی اعظم ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کو علوم وفنون میں بڑا اونچا مقام دیا ہے، خاص طور پر حدیث، رجال اور علم کلام سے ان کی گہری مناسبت ہے۔ ان کی یہ کتاب بڑی مفید ہے اس اعتبار سے کہ اس میں اہل سنت والجماعت کے جتنے بھی عقائد تھیں ان کی تشریح اور توضیح کی گئی ہے، اس میں ہر عقیدے پر روایات، آثار، سلف کے اقوال اور نصوص کی تشریح اکابر اہل علم کے فہم کے مطابق کی گئی ہے، اس میں جا بجا نقول اور اکابر کے حوالے ذکر کیے گئے ہیں اور تشریح اشاعرہ و ماتریدیہ کے مسلک کے مطابق کی گئی ہے، جمہور اہل سنت والجماعت کا جو نقطہ نظر رہا ہر جگہ اسی کی وضاحت کی گئی ہے۔ اس کتاب کے اب تک تین ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔

عقائد پر لکھی گئی (۳۱) اردو کتب کا تعارف

۱......عقائد اسلام

یہ حضرت مولانا عبد الحق حقانی صاحب رحمہ اللہ کی کتاب ہے، حضرت مولانا عبد الحق حقانی صاحب نور اللہ مرقدہ نے ''تفسیر حقانی'' کے نام سے قرآن کریم کی ایک تفسیر بھی لکھی، تفسیر حقانی تین جلدوں میں طبع ہو کر منظر عام پر ہے، یہ تفسیر انہوں نے سرسید احمد خان کے رد میں لکھی تھی، سرسید احمد خان نے ''تفسیر القرآن'' کے نام سے ایک تفسیر لکھی جو حقیقت میں تفسیر نہیں بلکہ قرآن کریم کی تحریف تھی، اس نے جا بجا معجزات اور حواس کے ذریعہ ادراک میں نہ آنے والے حقائق کا انکار کیا، فرشتوں، جنات اسی طرح انبیاء علیہم السلام کے معجزات کا انکار کیا، اب ضرورت تھی کہ ان تمام واہیات کے جوابات ہوں، اللہ تعالیٰ نے اس عظیم الشان خدمت کا سہرا مولانا عبد الحق حقانی رحمہ

اللہ کے سر پر سجایا، انہوں نے عالمانہ انداز سے سرسید احمد کی تحریفات کا منہ توڑ جواب دیا۔ علامہ عبدالحق حقانی نور اللہ مرقدہ کی ''عقائد اسلام'' ایک مفید کتاب ہے، اس میں تمام اہم عقائد کا تذکرہ ہے، یعنی شروع سے لے کر آخر تک تقریباً تمام ضروری عقائد اس میں موجود ہیں، اس کی ابتداء توحید سے کی گئی، پھر رسالت، آخرت، جنت اور جہنم کے بارے میں جتنے عقائد ہیں ان سب پر اس میں مدلل تبصرہ ہے۔ اس میں اہلسنت والجماعت کے جملہ عقائد کا عام فہم انداز میں تذکرہ ہے، اس کتاب کے مطالعہ سے علم کی راہیں کھلتی ہیں، یہ کتاب ایک جلد میں ''ادارہ اسلامیات'' لاہور سے طبع ہے۔

۲.....تقریر دلپذیر

یہ حجۃ الاسلام آیۃ من آیات اللہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۹۷ھ) کی عظیم تصنیف ہے، اس کتاب میں الامام الکبیر علامہ قاسم نانوتوی رحمہ اللہ نے وجود وتوحید خداوندی کو بیان کیا، صفاتِ باری تعالیٰ، صراطِ مستقیم، تمیزحق و باطل اور تقابلِ ادیان کو عقلی ونقلی اور مجتہدانہ انداز میں بیان فرمایا، ضرورتِ نبوت پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی، یہ مغربی فلاسفہ کی باطل استدلالات کے مدلل ومسکت جوابات اور اسلامی عقائد ونظریات کے عقل وقیاس کی روشنی میں تجزیہ وتحلیل پر مشتمل نادرونایاب کتاب ہے، کتاب کے استینا داور حجیت کے لیے حضرت مولانا نانوتوی رحمہ اللہ کا نام ہی کافی ہے۔ حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کی تحریر وتقریر کا انداز نہایت دقیق رہا ہے، ان کے علوم ومعارف کی گہرائی تک رسائی حاصل کرنا فصیح وبلیغ عربی سمجھنے سے زیادہ مشکل ہے، اس بات کی تائید حضرت مولانا عبدالرشید بستوی صاحب کی مندرجہ ذیل عبارت سے ہوتی ہے:

حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کی تحریروں اور تقریروں کو سمجھنا اور آپ کے علوم وافکار کی گہرائی تک پرنچنا بہت دشوار ہے، اس کا اندازہ وہی حضرات لگا سکتے ہیں جنہیں علم کلام قدیم وجدید، منطق وفلسفہ، علم ہیئت اور اقلیدس کے پیچیدہ فنی واصطلاحی الفاظ ومحاورات کے استحضار اور مذاہب عالم اور فرقِ باطلہ کی موشگافیوں، شاطرانہ عیاریوں اور کج عقائد اور اسلام کے بنیادی عقائد وتعلیمات کے خلاف ریشہ دوانیوں کی معلومات کے ساتھ قرآن وسنت کے علوم سے بھی خاصی مناسبت ہو۔ آخر کچھ تو وجہ ہے کہ حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ جیسے متبحر عالم بالغ نظر وبے نظیر محدث اور یکتائے روزگار مفسر نے حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کی اردو کی بعض کتابیں خود حضرت ہی سے سبقاً سبقاً پڑھی ہیں۔ ❶

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کی کتاب عقلی، نقلی اور تحقیقی ہونے کے ساتھ دقیق بھی ہے، اس مشکل کو آسان بنانے کے لیے حضرت مولانا عبدالرشید بستوی صاحب نے کتاب کی تسہیل کا فریضہ انجام دیا، کتاب میں من وعن حضرت مولانا قاسم نانوتوی کی عبارت نقل کی گئی ہے، اس میں تبدیلی نہیں کی تا کہ حضرت کا لکھا ہوا اپنی حالت پر رہے، مسائل کی تسہیل حاشیہ میں کر دی گئی۔ یہ کتاب بمع تسہیل ایک جلد میں ''ادارہ تالیفات اشرفیہ'' سے طبع ہے۔

۳......تقویۃ الایمان

یہ امام المؤحدین حضرت علامہ شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ بن شاہ عبدالغنی رحمہ اللہ کی تصنیف ہے۔ حضرت مولانا شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ ۱۲ ربیع الاول ۱۱۹۳ھ میں پیدا ہوئے، اس وقت اکبر شاہ کا زمانہ تھا۔ آپ نے آٹھ برس کی عمر میں قرآن مجید حفظ

❶ تقریر دلپذیر، ص ۱۶

کرلیا اور یہ صرف زبانی یاد کرنا نہ تھا بلکہ آپ کو قرآن مجید کے معنی ومطلب پڑھائے گئے تھے۔اس کے بعد دو تین سال میں صرف ونحو اور کچھ معقول کی کتابیں اور فقہ اپنے والد بزرگوار سے پڑھ لیں۔ جب ان کے والد کا انتقال ہوا تو حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ نے اپنے ہونہار بھتیجے کو اپنے زیرسایہ لیا، انہوں نے حدیث حضرت شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ کے حلقہ درس میں پڑھی اور سولہ سال کی عمر میں فارغ التحصیل ہوئے۔آپ سید احمد شہید رحمہ اللہ کے ساتھ تین ہزار میل کا سفر کر کے پشاور پر پہنچے۔ یہاں اللہ کا پیغام سنانے اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے جتنی کوشش کر سکتے تھے انہوں نے کیں اور اس کے خاطر سخت سے سخت مصیبتیں اور انتہائی مشقتیں برداشت کیں۔سکھوں سے جو جنگیں ہوئیں ان میں آپ نے مجاہدین کے ساتھ بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔حکمرانوں کے نام جو سیاسی خطوط روانہ ہوتے وہ آپ ہی کے لکھوائے ہوئے ہوتے،مرزا حیرت کے بیان کی رو سے کل گیارہ لڑائیاں ہوئیں جن میں مولانا شہید رحمہ اللہ کے ہمراہ جو بیس ذیقعدہ ۱۲۴۶ھ کے دن اپنے خون کا آخری قطرہ اللہ کی راہ میں بہا دیا اور آپ کی شہادت ہوئی۔اس کتاب میں حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ نے توحید وسنت کے اثبات، شرک وبدعت اور جاہلانہ رسول ورواج کے خلاف بے مثل اور بے نظیر بحث کی ہے۔حضرت رحمہ اللہ نے کتاب کو قرآن وحدیث سے مدلل فرمایا، نیز کتاب متوسط ہے،اس میں نہ زیادہ طول ہے اور نہ زیادہ اختصار۔ یہ کتاب مکتبہ ”العنایت للطباعۃ و النشر“ لاہور سے ایک جلد میں طبع ہے۔

۴......المہند علی المفند یعنی عقائد علماء اہل سنت والجماعت دیوبند

یہ فخر المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری نور اللہ مرقدہ (متوفی ۱۳۴۶ھ) کی کتاب ہے۔اس کتاب کی تالیف کا سبب حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب

رحمہ اللہ کی تحریر کی روشنی میں پیش خدمت ہے:
مولوی احمد رضا خان بریلوی موصوف نے ۱۳۲۳ھ کو سفر حج کیا۔ حج سے فراغت کے بعد انہوں نے مکہ معظّمہ میں ہی ایک رسالہ مرتبہ کیا جس میں اکابر دیو بند کی عبارات کو لفظی و معنوی تحریف کر کے درج کیا گیا اور ستم بالائے ستم یہ ہے کہ محبت اور اطاعت محمدی میں ڈوبی ہوئی ان شخصیتوں پر یہ اتہام لگایا کہ معاذ اللہ انہوں نے اپنی کتابوں میں خدا کو جھوٹا کہا اور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دی ہیں۔ رسالہ کو اس طریق سے مرتب کیا کہ پہلے فرقہ قادینیہ کے عنوان سے مرزا غلام قادیان کی کفریہ عبارتیں درج کیں اور اس کے بعد اکابر کے تحریروں کو متعدد فرقوں میں تقسیم کیا تاکہ ناواقف لوگ یہ سمجھیں کہ فرقہ قادینیہ کی طرح ہندوستان میں یہ بھی کوئی مستقل جدید فرقے پیدا ہو گئے ہیں۔ اس رسالہ میں اکابر دیو بند میں حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی، قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی، فخر العارفین حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری اور حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہم اللہ کی عبارتوں کو توڑ موڑ کر پیش کر کے ان پر قطعی تکفیر کا فتویٰ صادر کیا، یہاں تک لکھا کہ جو ان کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہے۔

علمائے حرمین شریفین سے اس فتویٰ کی تصدیقات حاصل کرنے کے لیے مختلف ذرائع وسائل سے کام لیا گیا۔ یہ حضرات چونکہ اکابر دیو بند اور ان کی تصانیف سے پورے متعارف نہ تھے، اس لیے رسالہ کی مندرجہ عبارت کے پیش نظر اپنی تصدیقات لکھ دیں۔ ان میں سے محتاط علماء نے لکھا کہ اگر واقعی ان کے عقائد ایسے ہیں تو فتویٰ درست ہے۔ حجاز سے واپسی پر کچھ عرصہ سکوت کرنے کے بعد مولوی احمد رضا خان صاحب نے یہ رسالہ ''حسام الحرمین'' کے نام سے ہندوستان سے طبع کرایا۔

ان ایام میں شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ مدینہ منورہ میں حاضر باش تھے اور مسجد نبوی میں آپ کا درس بہت عروج پر تھا، لیکن ''حسام الحرمین'' کی کاروائی اس طرح رازداری میں رکھی گئی کہ آپ کو اس وقت اس کا مکمل علم نہ ہوسکا۔ اس تکفیری سازش سے مطلع ہونے کے بعد حضرت مدنی رحمہ اللہ نے اکابر علمائے حرمین شریفین کو حقیقت حال سے مطلع کیا تو ان حضرات نے چھبیس (۲۶) سوالات قلم بند کر کے اکابر دیوبند کو جواب کے لیے ارسال کیے۔ اس وقت حضرت گنگوہی اور حضرت نانوتوی رحمہما اللہ کا وصال ہو چکا تھا۔ مذکورہ سوالات کے جوابات فخر المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ نے فصیح عربی زبان میں مرتب فرمائے، جس پر اس وقت کے تمام مشاہیر دیوبند مثلاً: شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی، حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب، حضرت مولانا حافظ احمد صاحب نانوتوی، حضرت مولانا عزیز الرحمٰن عثمانی اور حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی رحمہم اللہ نے اپنی تصدیقات تحریر فرمائیں۔ مشاہیر ہند کے علاوہ حجاز، مصر اور شام وغیرہ اسلامی ممالک کے مقتدر علماء ومشائخ نے بھی اپنی تصدیقات سے اس کو مزین فرمایا۔ چنانچہ یہ رسالہ ۱۳۲۵ھ میں تحریر ہوا اور ''المهند فی المفند'' کے نام سے ملک میں شائع کیا گیا۔

اس تحریر سے واضح ہے کہ زیر تعارف کتاب دراصل علماء حرمین کے چھبیس (۲۶) سوالوں کے جوابات ہیں۔ اس رسالہ میں مذکورہ سوالات کی روشنی میں اکابر دیوبند کے عقائد حقہ کی تشریح وتوضیح کی گئی ہے، جس سے مخالفین ومعاندین کی تلبیسات کا پردہ چاک ہو کر بزرگان دین کا سچا وحقیقی مسلک واضح ہو جاتا ہے۔ گویا کہ المہند اکابر دیوبند کی ایک ایسی متفقہ تاریخی دستاویز ہے جس میں دیوبند مسلک اصولی طور پر

محفوظ کر دیا گیا ہے۔اصل کتاب عربی میں ہے،حضرت مولانا عبداللطیف جہلمی خلیفہ مجاز حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ نے اس کا ترجمہ کیا۔اب یہ کتاب ترجمہ سمیت مکتبہ ''المیزان'' سے طبع شدہ ہے۔

۵......تعلیم الدین

یہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کی تالیف ہے۔حکیم الامت رحمہ اللہ کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں،انہوں نے اس کتاب میں عقائد اور عملی مسائل دونوں بیان فرمائے ہیں،عقائد میں کائنات سے متعلق بحث ہے،اللہ تعالیٰ، تقدیر، بندہ کے اختیار،شریعت کے احکام اور انبیاء علیہم السلام کی تعداد سے متعلق عقائد بیان کیے گئے ہیں،اس طرح انبیاء علیہم السلام کے درمیان فضیلت،معراج،فرشتے، جنات،ولی،ولایت اور کرامت کے بارے میں عقیدہ کی وضاحت کی، نیز آسمانی کتابوں، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین،اہل بیت،ایمان سے متعلق عقائد بیان ہوئے، ایمان کے منافی بعض غلط نظریات کا بیان کیا،غیب کی باتوں کے بارے میں تفصیلی بحث کی گئی،کافر کہنے یا لعنت کرنے سے متعلق عقیدہ بیان کیا گیا،قبر کے حالات، ایصال ثواب اور علامات قیامت اور قیامت کیسے قائم ہوگی؟ان کا تذکرہ کیا گیا،اسی طرح جنت،دوزخ،میدان حشر اور قبولیت توبہ کے بارے میں عقائد بیان کیے گئے ہیں،حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے اس کتاب میں رسومات اور بدعات کی مذمت پر الگ باب باندھا۔اس کتاب میں عقائد کے علاوہ نماز،روزہ،زکوۃ،حج، زیارت، تلاوتِ قرآن،ذکر،استغفار،معاملات، سیاسیات،نکاح، حکومت،انتظام ملکی،آداب سفر،آداب معاشرت خورد ونوش،لباس،زینت،علاج ومعالجہ،مصافحہ،معانقہ،آداب مجلس اور انسانی خدمت،اسی طرح ریاضت اور مجاہدہ کے بارے میں مسائل بیان

فرمائے ہیں۔ یہ کتاب جامعۃ الرشید کے استاذ و معین مفتی حضرت مولانا احسان اللہ شائق صاحب دامت برکاتہم کی تسہیل کے ساتھ ''دارالاشاعت'' کراچی سے طبع ہے۔

۶......اسلامی عقائد

یہ کتاب دراصل حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی، مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی، امام اہلسنت حضرت مولانا عبدالشکور صاحب لکھنوی نوراللہ مرقدہم کی تحقیقات اورافادات کا مجموعہ ہے، جسے حضرت مولانا محمد افضال صاحب اور حضرت مولانا مفتی محمد عبیدالرحمٰن صاحب اساتذہ مدرسہ اشرف المدارس ہردوئی نے ترتیب دیا۔اس میں اللہ رب العزت اوراس کی صفات،فرشتوں، آسمانی کتابوں، پیغمبروں، قیامت اور تقدیر کے بارے میں اہل سنت والجماعت کے عقائد کو آسان زبان میں ذکر کیا گیا ہے۔اس میں ایمان مفصل کے چھ ارکان کا تفصیل سے ذکر ہے۔مذکورہ بالا عنوان سے متعلق عقائد کو نمبروار ذکر کیا گیا ہے، کتاب مختصر ہونے کے ساتھ ساتھ نہایت سہل اور جامع ہے۔چھوٹے بچے اوروہ جو عصری تعلیم حاصل کررہے ہیں ان کے لیے بطورِ خاص اس کتاب میں موجود عقائد کا جاننا اورزبانی یاد کرنا اپنے ثمرات کے اعتبار سے دوررس اوردیرپا ہونے کے ساتھ ساتھ موجودہ لادینی ماحول کے زہریلے اثرات سے حفاظت میں قلعہ کا کام دے گا۔اگراس کتاب کو مکاتب اسلامیہ میں بچوں کو حفظ کرادیا جائے تو بہت فائدہ ہوگا۔یہ کتاب ایک جلد میں ''مدنی مشن مالیگاؤں'' سے طبع ہے۔

۷......تالیفات عثمانی

یہ شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ کے رسائل کا مجموعہ ہے،اس میں حضرت کے گیارہ درج ذیل رسالے ہیں:

(۱) اسلام کے بنیادی عقائد۔

(۲) اسلام اور معجزات۔

(۳) اعجازِ القران۔

(۴) الروح فی القران۔

(۵) المعراج فی القران۔

(۶) العقل والنقل۔

(۷) ہدیہ سنیہ

(۸) تحقیق الخطبہ۔

(۹) سجود الشمس۔

(۱۰) مسئلہ تقدیر۔

(۱۱) الشہاب۔

حضرت کے یہ سب رسائل مختصر مگر گراں قدر علمی تحقیقی ابحاث پر مشتمل ہیں، یہ کتاب ''ادارہ اسلامیات لاہور'' سے طبع ہے۔

۸......عقائد الاسلام

یہ شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ کی کتاب ہے، مصنف کو علم تفسیر میں نمایاں مقام حاصل تھا جس کی ایک واضح مثال ان کی تفسیر ''معارف القرآن'' ہے، شرح حدیث میں بھی اللہ تعالیٰ نے ان کو بلند مقام عطا کیا تھا، ان کی بخاری پر ''تحفة القاری'' اور مشکوۃ پر ''التعلیق الصبیح'' کے نام سے سات جلدوں میں ایک عالمانہ شرح ہے، انہوں نے سیرت پر بھی مشہور زمانہ کتاب ''سیرت مصطفیٰ''، لکھی جو تین جلدوں میں ہے، خلفائے راشدین کی سیرت پر ان کی کتاب

’’خلافتِ راشدہ‘‘ طبع ہے، حیات عیسیٰ پر بھی ان کی کتاب ہے۔ ان کے علاوہ بھی حضرت مولانا ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ نے چھوٹی بڑی بہت سی اہم کتابیں تحریر فرمائی ہیں، ’’الفتح السماوی بتوضیح تفسیر البیضاوی، تحفة القاری بحل مشکلات البخاری، منحة المغیث فی شرح ألفیة الحدیث، مقدمة الحدیث، جلاء العینین فی مسئلة رفع الیدین، الإرشاد إلی مهمات الإسناد، تحفة الإخوان بشرح حدیث شعب الإیمان، حجیتِ حدیث، شرح حدیث افتراق امت (مختصر رسالہ) مقدمہ بخاری، اسلام اور اشتراکیت، اسلام اور نصرانیت‘‘ وغیرہ آپ کی علمی شاہکار ہیں۔

عقائد الاسلام میں حضرت نے ذات وصفات باری تعالیٰ، نبوت ورسالت، امورِ آخرت، علامات قیامت، عالم آخرت، حضراتِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، ملائکہ، حضرات انبیاء علیہم السلام سے متعلق عقائد کا بیان فرمایا ہے، اس میں مصنف رحمہ اللہ ’’عقیدہ اول، عقیدہ دوم‘‘ جیسے الفاظ لاکر عقائد کو نمبروار بیان کرتے ہیں، ہر عقیدہ کو مصنف نے قرآن، حدیث اور اقوال آئمہ ومحدثین سے آراستہ کیا ہے، ذات باری تعالیٰ کے بیان میں دہریت اور نیچریت کی بھرپور تردید کی، عقیدہ تثلیث کے ابطال کو ثابت کیا، نبوت اور رسالت کے بیان میں رسالت اور نبوت کی ضرورت، نبوت ورسالت کی تعریف، نبی اور رسول کے درمیان فرق کی وضاحت کی، عصمت انبیاء پر تفصیلی بحث کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت پر عقلی ونقلی دلائل ذکر کیے، ملائکہ کی اقسام بیان کیں، انبیاء کے معجزات کو ان کی دلیل اور سند قرار دیا، اُمورِ آخرت کے بیان میں عالم برزخ اور خیرات صدقات کے ذریعہ مرحومین تک ایصال ثواب پہنچانے کو بیان کیا، علامتِ قیامت کے تحت علامتِ صغری وکبری، ظہورِ امام مهدی،

مدعیان مہدیت، خروجِ دجال، نزولِ عیسیٰ، ظہورِ دخان، خروج دابہ الارض سے متعلق تفصیلی بحث کی۔ صحابہ کرام کے متعلق عقائد کی بحث میں صحابہ کا مقام، عدالتِ صحابہ، صدیق اکبر کی فضیلت پھر ترتیب وار حضرت عمر فارق، حضرت عثمان غنی، حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہم اجمعین کی فضیلت کو بیان کیا، عشرہ مبشرہ کی فضیلت، ازواجِ مطہرات کا مقام ومرتبہ اور مشاجرات صحابہ پر دلائل کے ساتھ روشنی ڈالی، اسلام اور ایمان کی تعریف، ان دونوں میں فرق کیا ہے؟ ایمان میں کمی یا زیادتی درست ہے کہ نہیں؟ بیان کیا، غرض حضرت نے تمام ضروری عقائد کو اس کتاب میں نہایت جانفشانی سے مفصل ومدلل انداز میں بیان فرمایا ہے، کمال تو یہ کیا کہ ہر عقیدہ کو نمبروار بیان کیا ہے، نیز اس کتاب کی ابتداء میں (۷۳) فرقوں والی حدیث کی تشریح کی اور اب تک کون کون سے فرقے وجود میں آچکے ہیں؟ ان کو بیان کیا۔ اس کتاب کے پرانے ایڈیشن میں بعض قرآنی آیات، احادیث، عربی وفارسی عبارات کا ترجمہ نہیں تھا، دارالعلوم کراچی کے استاذ حضرت مولانا مفتی شفیع اللہ صاحب مدظلہ نے ان کے ترجمہ کے ساتھ ساتھ کتاب کی تسہیل کا کام حاشیہ میں کر دیا ہے۔ یہ کتاب ''زمزم پبلشرز'' کراچی سے ایک جلد میں طبع ہے۔

۹......علم الکلام

یہ بھی حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ کی کتاب ہے، علم الکلام کے اندر انہوں نے ذاتِ باری تعالیٰ اور وجودِ باری تعالیٰ کو ثابت کیا، قیامت کو ثابت کیا، رسالت، معاد کو بیان کیا، مادہ اور مادہ کے حدوث کو ثابت کیا، ذاتِ باری تعالیٰ اور صفات کے قدیم ہونے کو بیان کیا، علم کلام کی یہ مشہور بحث عربی میں مشکل ہوتی ہیں، اس لیے ضرورت تھی کہ انہیں اردو میں بیان کیا جائے، اس ضرورت کو حضرت مولانا

ادریس رحمہ اللہ نے پوری کیا، کائنات اور اس میں موجود اشیاء کا حدوث، ذاتِ باری تعالیٰ اور صفات کے قدیم ہونے پر اس سے پہلے اس انداز میں کوئی کتاب نہیں لکھی گئی، انہوں نے اِس عنوان کو دلائل کے ساتھ لکھا، مادے کے حدوث پر پہلی دلیل، دوسری دلیل، تیسری دلیل جیسے الفاظ سے تمام دلائل یکجا کئے، ذاتِ باری تعالیٰ کے وجود پر دلائل دیئے، مسئلہ تقدیر کے متعلق اہل حق کی تحقیق، رضاء بالقضاء، خلق اور کسب کے درمیان فرق، جبر اور اختیار کی حقیقت، توفیق اور استدراج کا معنی بیان کیا، سمع، بصر اور تکلم کا مطلب بیان کیا اور قدم، بقاء، ازلیت اور ابدیت کا مفہوم واضح کیا، تخلیق اور تکوین کا درست مفہوم بیان کیا، حدوث عالم کو بیان کیا، صفاتِ متشابہات کی وضاحت کی، استواء علی العرش کا مسئلہ واضح کیا، نبوت اور وحی کی حقیقت اور وحی کے مراتب بیان کئے گئے، استدراک کی تعریف کی، الہام انبیاء اور الہام اولیاء میں فرق واضح کیا، معجزہ، کرامت اور استدراج کی وضاحت کی، معجزات کے اقسام بیان کئے گئے، سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے افضل الانبیاء ہونے پر دلیل دی، عموم بعثت، ختم نبوت، عالم آخرت، عالم برزخ و قیامتِ صغریٰ، میزانِ اعمال، صراط، حوض کوثر، جنت جہنم، ملائکہ اور شیاطین کی حقیقت کو بیان فرمایا۔ اسی طرح معاد کے ثبوت پر انہوں نے دلائل لکھے ہیں اور تناسخ کے ابطال کو واضح کیا۔ یہ کتاب ''زمزم پبلشرز'' کراچی سے ایک جلد میں طبع ہے۔

۱۰......حیات ابن مریم

یہ کتاب حضرت مولانا ابوطلحہ محمد صغیر پرتاب گڑھی کی ہے، دراصل یہ **"عقیدۃ الاسلام فی حیات عیسیٰ علیہ السلام"** کا اردو ترجمہ ہے، **"عقیدۃ الاسلام"** امام العصر علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۵۲ھ) کی کتاب ہے، اس کتاب کے

مضامین کو آسان اور سہل انداز میں لکھنے کی ضرورت تھی، تو یہ ضرورت مترجم نے ''حیات ابن مریم'' لکھ کر پوری کی ہے، اس کے شروع میں حضرت مولانا سید انظر شاہ کشمیری صاحب رحمہ اللہ کا مقدمہ بھی موجود ہے، علامہ محمد یوسف بنوری صاحب نوراللہ مرقدہ نے اس پر عربی میں تقریظ لکھی تھی، اس کا ترجمہ بھی کیا گیا ہے، اس سے پرلے حیات عیسیٰ پر بہت آسان اور سہل کتابیں تو تھیں، لیکن اردو زبان میں حیات عیسیٰ علیہ السلام پر اتنی علمی اور تحقیقی کوئی کتاب نہیں تھی، جن آیات سے مرزائیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر استدلال کیا ہے ان کے عالمانہ جواب دیئے، ان آیات کی تشریح مفسرین اور محدثین کے طرز پر حضرت شاہ صاحب نے کی، لیکن چونکہ حضرت شاہ صاحب کی اس کتاب کو عالمانہ انداز ہونے کی وجہ سے سمجھنا مشکل تھا، مضبوط استعداد اور عربی سمجھنے کی اچھی صلاحیت کے بغیر کتاب سے استفادہ مشکل تھا، اس لیے انہوں نے ''حیات ابن مریم'' سے اس کا بامحاورہ ترجمہ کیا، جابجا حواشی لکھے، جو بات مشکل تھی نیچے حاشیہ میں مکمل وضاحت کردی اور ہر بات کو اصل مراجع سے لکھا جس سے اس کی افادیت میں غیر معمولی اضافہ ہوا۔ جس طرح اس کتاب کا ترجمہ ہوا ہے اسی طرح اگر شاہ صاحب کے دیگر رسائل کا بھی ترجمہ ہو جائے تو ان کے علوم اور فنون سے عربی نہ جاننے والا ایک بہت بڑا طبقہ مستفید ہوگا۔ یہ کتاب ''زمزم پبلشرز'' سے ایک جلد میں طبع ہے۔

۱۱......علم الکلام

یہ علامہ شبلی نعمانی صاحب رحمہ اللہ کی تالیف ہے۔ اس کتاب کے دو حصوں میں اس موضوع پر تفصیلی بحث کی ہے، علم الکلام کی ابتداء اور اس کے عہد بہ عہد کی وسعت، ترقی اور تغیرات، تاریخ اور علم الکلام کے تمام شعبوں کی تقریظ وتنقید کا ذکر کیا، نیز اختلاف

عقائد کی ابتداء اور اس کے چھ اسباب بیان کیے، اشاعرہ کے علم کلام پر ایک اجمالی نظر، روح یا نفس ناطقہ علم کلام کے متعلق جملہ مباحث اس میں آگئی ہیں، یہ ''مطبع معارف اعظم گڑھ'' سے طبع ہے۔

۱۲......اہل سنت والجماعت

یہ حضرت مولانا سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ کا مختصر سا رسالہ ہے۔ علامہ سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ مشہور مؤرخ اور ادیب گذرے ہیں، اردو، عربی اور فارسی زبان پر حضرت کو عبور حاصل تھا، آپ کا نام سنتے ہی ادبی ذوق رکھنے والوں کے چہروں پر خوشی اور مسرت کے پھول کھلنے لگتے ہیں، آپ کا شمار ندوہ کے ان چوٹی کے علماء میں ہوتا ہے جو علم، تقویٰ، فہم وفراست کے ساتھ ساتھ خدمت دین اور غلبہ دین کا غیر معمولی جذبہ رکھتے تھے۔ مصنف نے اس کتاب میں اہل سنت والجماعت کی وضاحت کی، بدعت کو واضح کیا، صلاح کے بعد فساد کس طرح وجود میں آتا ہے؟ اس پر بحث کی، اسلام میں جماعت شکنی کی کیا حیثیت ہے؟ اسے واضح کیا، اختلاف صحابہ اور فرقوں کی تاریخ کو بیان کیا، عرب وعجم کے ذہنی خصائص کا تذکرہ کیا، مشاجراتِ صحابہ کے بعد اختلاف افکار کا ذکر اس میں کیا گیا، فرقوں کی ملکی تقسیم کیسے ہوئی؟ اسے بیان کیا، بنوامیہ کے دور میں مذہبی فرقوں کے ظہور کا تذکرہ کیا گیا، فرقوں کا انتشار کیسے ہوا؟ اسے بیان کیا گیا، ضلالت کے طبعی اسباب بیان کیے گئے، اشاعرہ حنابلہ اور ماتریدیہ کون ہیں؟ ان کا تاریخ میں پس منظر کیا ہے؟ بیان کیا گیا، مسئلہ تقدیر کی وضاحت کی، صفاتِ باری تعالیٰ کے متعلق بحث کی گئی، استواء کا مفہوم واضح کیا، اہل سنت کے عقائد صحیحہ کا بیان کیا، عقائد کی افادیت واضح کی گئی، کتاب کے آخر میں ایک ضمیمہ حضرت مولانا غلام محمد صاحب نے بڑھایا ہے جس میں ان فلسفیانہ اصطلاحات کی مختصر تشریح ہے جو اس

بے نظیر رسالہ میں موجود ہیں۔ یہ رسالہ (۹۶) صفحات پر ''مجلس نشریات اسلام'' سے طبع ہے۔

۱۳......الدین القیم

یہ رئیس القلم حضرت مولانا سید مناظر احسن گیلانی قدس اللہ سرہ کی تصنیف لطیف ہے۔ اس میں حضرت مولانا مناظر احسن گیلانی رحمہ نے مذہب اور اس کی ضرورت، وجودِ باری تعالیٰ اور صفات، شفاعت، حقیقتِ محمدیہ اور مسئلہ تبلیغ ومواخذہ پر جامع مضامین کا مجموعہ ہے۔ یہ کتاب ڈاکٹر ابوسلمان شاہ جہاں پوری کی تدوین اور ترتیب کے ساتھ ''مکتبہ اسعدیہ کراچی'' سے طبع ہے۔

۱۴......اختلافِ امت اور صراطِ مستقیم

یہ شہید اسلام محقق العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ کی تصنیف ہے، اس کتاب کے شروع میں پیش لفظ ہے، جو حضرت مولانا جمیل خان صاحب رحمہ اللہ کا ہے، موصوف مصنف کا تعارف کراتے ہوئے لکھتے ہیں:

حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ موجودہ دور کی ان شخصیات میں سرفہرست ہیں، جن کو رب العالمین نے ترجمان اہلِ حق اور شارح صراطِ مستقیم کی حیثیت سے منتخب فرمایا اور یہ کہنا کوئی مبالغہ نہیں کہ موجودہ وقت میں آپ کے قلم کو اللہ تعالیٰ نے جو قبولیت عامہ عطا فرمائی ہے وہ کسی اور کو حاصل نہیں۔

حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ کی ابتدائی تعلیم وتربیت حضرت اقدس مولانا خیر محمد صاحب خلیفہ ارشد حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ نے فرمائی۔ تدریس کے ساتھ ہی آپ نے جب پرلا مضمون تحریر فرمایا تو محدث العصر عاشق رسول حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ کی نظر انتخاب پڑ گئی اور آپ کو

بینات کیلئے طلب کیا، تو سعادت مند شاگرد کی طرح حضرت نے فرمایا میں تو استادِ محترم کے حکم کا تابعدار ہوں، جیسے حضرت مولانا خیر محمد صاحب فرمائیں، حضرت اقدس بنوری رحمہ اللہ نے استادِ محترم سے طلب کیا تو زندگی بھر کیلئے حضرت اقدس مولانا بنوری کی آنکھوں کے اسیر ہو گئے، ادہر شیخ بنوری رحمہ اللہ نے بھی محبت کا ایسا محور بنایا کہ ''ہم نام اور ہم کام'' اور مرید نہیں مراد۔ خادم نہیں رفیق مکرم کے درجے پر فائز فرمادیا، بینات اور مجلس تحفظ ختم نبوت سب کچھ سپرد کر دیا۔ حضرت اقدس بنوری رحمہ اللہ کی وفات کے بعد جانشین بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰن رحمہ اللہ نے اپنے مربی و شیخ حضرت اقدس بنوری رحمہ اللہ کی اس محبت کو حرزِ جان بنایا۔ حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ نے پرلے ہی چلہ میں خلافت سے سرفراز فرما کر اشارہ فرمادیا کہ مستقبل میں ترجمان کا منصب منتظر ہے، عارف باللہ حضرت ڈاکٹر عبد الحئی عارفی رحمہ اللہ نے حضرت شیخ الحدیث کے عطا کردہ منصب پر مہر تصدیق ثبت فرما کر تمام سلسلوں کا مقتداء بنا دیا۔ اوران اکابر امت کا فیض جب حضرت اقدس مولانا لدھیانوی کے قلم سے ''اختلافِ امت اور صراطِ مستقیم'' کی شکل میں جلوہ گر ہوا تو چاروں طرف سے داد و تحسین کی صدائیں بلند ہوئیں۔ علماء حق نے سند توثیق ثبت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: الحمدللہ مسلک اعتدال اور مسلک حق کی صحیح ترجمانی کی۔ عوام الناس نے پسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا: اختلافات کے اس دور میں صراط مستقیم کی ایسی وضاحت فرمائی کہ عمل کرنا آسان ہو گیا۔ [1]

اس کتاب میں صراطِ مستقیم کی ٹھیک ٹھیک نشاندہی کرتے ہوئے شیعہ، سنی، حنفی، وہابی، دیوبندی، بریلوی اور مودودی فرقوں کے اختلافات کا کتاب وسنت کی روشنی میں

[1] اختلاف امت اور صراط مستقیم: ص ۸

جائزہ لیا گیا ہے، یہ حصہ اول کے مضامین کا خلاصہ ہے۔اور حصہ دوم میں فروعی مسائل میں مسلکِ اعتدال،فروعی مسائل میں نوعیتِ اختلاف کی وضاحت اور مسلکِ اعتدال کی نشاندہی، نیز فاتحہ خلف الامام، آمین ،رفع یدین ،ترجیح اذان، افرادِ اقامت، تکبیراتِ عیدین،سجدہ سہو، مسائلِ وتر،نمازِ جنازہ اور جمعہ فی القری وغیرہ چند مسائل میں حنفیہ کے موقف کی مدلل تشریح کی گئی ہے۔

حصہ اول میں اختلاف کی دو قسمیں:

اجتہادی اور نظریاتی، شیعہ سنی اختلاف ،شیعہ اور نظریہ امامت، شیعہ اور صحابہ کرام، شیعہ اور تحریف قرآن اور شیعوں کے دیگر عقائد کا مدلل انداز میں تذکرہ کیا ہے۔پھر تقلید کی اہمیت اور ضرورت، اور ترکِ تقلید کے نقصانات،بیس رکعات تراویح، طلاقِ ثلاثہ کے عنوان پر جامع انداز میں لکھا۔پھر دیوبندی اور بریلوی اختلاف میں چار اہم اختلافی مسائل کو تفصیل سے لکھا:

(۱)نور و بشر۔

(۲)عالم الغیب۔

(۳)حاضر و ناظر۔

(۴)مختار کل۔

پھر توسل اور وسیلہ، غیر اللہ کو پکارنا،ایجادِ بدعت کے اسباب اور بدعات کی مدلل انداز میں تردید کی، پھر مولانا مودودی کے افکار و نظریات کا تفصیلاً ذکر کر کے اس کا رَد لکھا۔ دوسرے حصے میں اختلافی فروعی مسائل کا تفصیلی ذکر کیا ہے،مثلاً قرأت خلف الامام، رفع یدین،آمین بالجہر ،مسائل وتر، جمعہ فی القری اور مسائل میں احناف کے قول کی مدلل انداز میں ترجمانی کی گئی ہے۔اردو زبان میں راہِ اعتدال دکھانے والی یہ جامع

کتاب ہے، اس میں دورِ حاضر کے اہم فرقوں کے نظریات اور اُن کی مدلل تردید ہے، اس عنوان پر اس سے جامع، مفصل، محقق کتاب موجود نہیں ہے، یہ کتاب اِس لائق ہے کہ اِسے درس نظامی میں مطالعاتی نصاب کا حصہ بنایا جائے۔ یہ کتاب ''مکتبہ لدھیانوی'' سے دو حصوں اور ایک ضخیم جلد میں طبع ہے۔

۱۵......ادیانِ باطلہ اور صراطِ مستقیم

یہ حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب رحمہ اللہ کی کتاب ہے، ماضی قریب میں ہی ان کا انتقال ہوا، نہایت ذی استعداد، دور اندیش، فتنوں سے واقف، صاحب بصیرت عالم تھے، اس کتاب کے اندر ادیانِ باطلہ کی تفصیل اور درست مذہب کی نشاندہی کی گئی ہے، واضح رہے کہ ''اختلافِ اُمت اور صراطِ مستقیم'' نام کی ایک کتاب ہے، وہ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ کی ہے، وہ مولانا مفتی نعیم صاحب رحمہ اللہ کی کتاب سے الگ ہے، ان دونوں میں اشتباہ نہ ہو۔ ''ادیانِ باطلہ اور صراطِ مستقیم'' میں جتنے باطل ادیان ہیں ان سب کا تذکرہ موجود ہے، جیسے اسماعلیہ فرقہ، ان کے نظریات، روافض اور ان کے نظریات، بہریوں کا ذکر ہے، منکرین حدیث اور ان کے نظریات، فرقہ نیچریت اور ان کے نظریات کا ذکر ہے، اسی طرح غیر مقلدین کا فرقہ، بریلویوں کا فرقہ، اور الہدیٰ انٹرنیشنل جیسے جتنے بھی اس وقت فرقے موجود ہیں ان کے نظریات اور عقائد اس میں لکھے ہوئے ہیں، نیز فرقہ ناجی (اہلسنت والجماعت) کی تعریف اور ان کے نظریات وعقائد کو بیان کیا، فرقہ اسماعیلیہ بوہری، فرقہ ذکری، فرقہ قادیانی، فرقہ جماعت المسلمین اور فرقہ انجمن سرفروشان اسلام کی تاریخی حقائق اور نظریات کو بیان کرنے کے بعد ان کی تردید کی اور ان کے رَد میں کن کن لوگوں نے کون کونسی کتابیں لکھیں اِن کا بھی تذکرہ کیا ہے، دورِ حاضر کے فتنوں کا اس میں بہت اچھی طرح

سدباب کرنے کی کوشش کی گئی ہے، لہٰذا اس کتاب کو مطالعہ میں رکھا جائے، خصوصاً نئے فضلاء کے لئے فتنوں سے واقفیت کے لئے نہایت جامع اور مفید کتاب ہے، یہ کتاب ایک جلد میں طبع ہے۔

۱۶......اقوام عالم کے ادیان و مذاہب

یہ ابوعبداللہ محمد شعیب کی کتاب ہے، اس کتاب میں انہوں نے اقوام عالم کے ادیان و مذاہب کا تعارف لکھا ہے جیسے کہ نام سے واضح ہے، اس وقت پوری دنیا میں کون کونسے مذاہب ہیں اور اُن مذاہب کے کیا کیا نظریات ہیں؟ اسے بیان کیا، اگر کوئی آدمی بین الاقوامی فرقوں اور مذاہب کے بارے میں پڑھنا چاہے تو اس کا مطالعہ کرلے، اس کے پڑھنے سے اس وقت پوری دنیا میں کون کونسے مذاہب کن کن علاقوں میں ہیں اور ان کے نظریات کون کونسے ہیں؟ ان کا پیشہ کیا ہے؟ مقتداء کون کون ہیں اور ان کے نظریات پر کونسی کتابیں لکھی گئی ہیں اور اس نظریات کے ماننے والے لوگوں کی تعداد کتنی ہے؟ اس عقیدے پر چلنے والے لوگ کہاں کہاں آباد ہیں؟ اچھی طرح معلوم ہوجائے گا۔ یہ کتاب ''مسلم پبلیکیشنز'' سے طبع ہے۔

۱۷......اسلام اور مذاہب عالم

یہ حافظ محمد طارق کی کتاب ہے، اس میں دین اسلام اور دیگر مذاہب میں فرق کو واضح کیا گیا ہے، دیگر مذاہب کی تعلیمات اور اسلام کی تعلیمات کیا ہیں؟ واضح کیا گیا ہے، اسلام مخالف مذاہب اور ان کے علاقوں کی تاریخی پس منظر اس کتاب کا خاص موضوع ہے، نیز اس میں دین اسلام کا دیگر مذاہب سے تقابل بھی کیا گیا ہے اور اسلام کی فوقیت ظاہر کی گئی ہے۔

۱۸......العصیدۃ السماویۃ شرح عقیدۃ الطحاویۃ

یہ شیخ الحدیث ومفتی دار العلوم زکریا جنوبی افریقہ حضرت مولانا مفتی رضا الحق صاحب دامت برکاتہم کی تصنیف ہے، ''عقیدہ طحاویہ'' عقائد کا نہایت معروف متن ہے جو امام طحاوی رحمہ اللہ نے لکھا، عربی زبان میں اس پر کافی شروحات لکھی گئی ہیں اردو زبان میں اس کی کوئی جامع، مفصل، مدلل ومحقق شرح موجود نہیں تھی، اس لیے ایک ایسی شرح کی ضرورت تھی جو مفصل بھی ہو اور مدلل بھی، اس کام کو حضرت مفتی رضاء الحق صاحب دامت برکاتہم نے پورا کیا، اس شرح کے اندر انہوں نے نہایت عالمانہ انداز میں عقائد کی توضیح کی، جابجا قرآنی، احادیثِ مبارکہ اور اسلافِ امت کی تشریحات نقل کیں، یہ کتاب علوم ومعارف کا ایک گنجینہ ہے، اردو زبان میں عقائد پر ایسی جامع اور محقق کتاب نظر سے نہیں گزری۔

کتاب کی تقریظ میں حضرت مولانا شبیر احمد سالوجی صاحب حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

اس کتاب میں اہل سنت والجماعت کے مسلک کو پوری وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے، جہاں اجمال تھا اس کی تفصیل کی گئی اور جہاں دلائل کی ضرورت تھی وہاں دلائل بیان کیے گئے، اور ساتھ ہی اس مسئلہ سے متعلق ضروری باتیں بیان کرنے کی پوری کوشش کی گئی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ جدید وقدیم فرق زائغہ باطلہ کے عقائد ودلائل اور ان کے جوابات ذکر کیے گئے ہیں۔

یہاں یہ واضح رہے کہ عقائد کی بعض جزئیات کو عوام الناس کے سامنے لانے کی ضرورت نہیں، کیونکہ بہت سی باتیں ان کی سمجھ سے بالاتر ہیں، خصوصاً صفات باری تعالیٰ کا مسئلہ تو انتہائی نازک ہے، جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات وراء الوراء ہے، اسی طرح اللہ کی صفات بھی وراء الوراء ہیں، ان کا انکار یا مخلوق پر ان کو قیاس کرنا صریح

گمراہی ہے، اسی وجہ سے متقدمین نے اس میں تفویض کو پسند کیا، البتہ متأخرین نے بعض ناعاقبت اندیش لوگوں کی غلط تاویلات کی وجہ سے مجبور ہو کر عوام کے عقائد کی حفاظت کی خاطر اللہ تعالیٰ کی شایانِ شان مناسب تاویلات کیں۔

مشاجرات صحابہ کرام کا مسئلہ تو اتنا نازک ہے کہ جتنے باطل یا گمراہ فرقے وجود میں آئے وہ تمام یا بعض صحابہ یا تابعین کی شان میں کذاب اور رفض زدہ راویوں کی من گھڑت تاریخی روایات کی بنیاد پر گستاخی کے مرتکب ہوئے۔ افسوس اس پر ہے کہ کچھ لوگ ابتداء ہی سے لوگوں کو عقائد کی ایسی جزئیات یا پیچیدگیوں میں الجھانے کی کوشش کرتے ہیں جو جمہور اہل سنت و جماعت کے موقف سے ہٹی ہوئی ہوتی ہیں، ایسے موقع پر ضروری ہوتا ہے کہ اہل حق اپنا مسلک واضح کریں، اس شرح میں بھی جہاں جہاں ضرورت محسوس ہوئی سلفی حضرات کے عقائد کا انصاف کے ساتھ جائزہ لیا گیا ہے۔ خاص طور پر ''شرح العقيدة الطحاوية'' جو ایک نام نہاد حنفی عالم امام ابن ابی العز رحمہ اللہ کی تالیف ہے، جس میں متعدد باتیں اشاعرہ و ماتریدیہ کے مذہب کے خلاف ہیں، ابن ابی العز نے حنفیت کا لبادہ اوڑھ کر علامہ ابن تیمیہ اور حافظ ابن قیم رحمہما اللہ سے بے حد متاثر ہونے کی وجہ سے ان کے تفردات کو جو اہل سنت و جماعت کے مسلک کے خلاف ہیں اِن کو اہل سنت و جماعت کے اجماعی مسلک کے طور پر پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔

اور چونکہ یہ باتیں سلفی حضرات کے مزاج کے موافق تھیں، اس لیے متعدد سلفی علماء نے اس شرح کو اپنی تعلیقات و حواشی اور تخریجات کے ساتھ عربی اور دیگر زبانوں میں اس کے بیسوں ایڈیشن چھپوائے، اور اس کی اشاعت کی بھرپور کوشش کی، اور بعض حنفی علماء نے امام ابن ابی العز رحمہ اللہ کے نام کے ساتھ لگی ''حنفی'' نسبت سے دھوکا کھا کر اس

کتاب کی تلخیص اور اس کا ترجمہ کیا، اور اس کتاب میں مذکور علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے تفردات کو اہل سنت و جماعت کا اجماعی مسلک سمجھا، جبکہ تقریباً (۱۸۰) مقامات پر امام ابن ابی العزرحمہ اللہ نے علامہ ابن تیمیہ اور حافظ ابن قیم رحمہما اللہ کی کتابوں سے عبارت نقل کی ہے، حتی کہ بعض حضرات نے لکھا ہے کہ اس کتاب کو علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ ہی کی شرح قرار دیا جائے۔ اس کتاب کو جو اہمیت و شہرت حاصل ہوئی ہے وہ علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے کلام کی وجہ سے ہے اور تعجب خیز بات تو یہ ہے کہ کہیں ان سے استفادہ کا تذکرہ نہیں کیا۔

ایک سلفی عالم نے امام ابن ابی العزرحمہ اللہ کی شرح کے مصادر جمع کیے ہیں، وہ اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ اس شرح میں (۱۷۸) مقامات پر عبارات علامہ ابن تیمیہ اور حافظ ابن قیم رحمہما اللہ کی کتابوں سے ماخوذ ہیں۔ ❶

حضرت مولانا مفتی رضا الحق صاحب دامت برکاتہم نے اس کتاب کے مقدمہ میں امام ابن ابی العزرحمہ اللہ کی شرح میں مذکورہ ایسی باتوں کی نشاندہی کی ہے اور مختلف مقامات پر ان کا بھرپور علمی تعاقب فرمایا ہے۔ اس کے علاوہ اور بہت سارے مباحث ہیں جن میں سنی سنائی باتوں پر لوگ اکتفاء کرتے چلے آرہے ہیں اور تاریخی روایات پر اعتماد کرتے ہیں، من جملہ ان میں سے مشاجرات صحابہ بھی ہے۔ شرح میں جہاں کہیں صحابہ کرام کا تذکرہ آیا، حضرت نے صحابہ کرام کی مقدس جماعت پر وارد ہونے والے اعتراضات کا کافی وشافی اور مدلل جواب دیا ہے جو غیر متعصب اور راہِ حق کے متلاشی کے لیے مشعلِ راہ ہے۔ ❷

❶ مصادر ابن أبی العز فی شرح العقیدة الطحاویة: دکتور عبدالعزیز بن محمد بن علی آل عبداللطیف

❷ العصیدة السماویة: ص۴۰ تا ۴۲

اس میں مسئلہ خفین، خلافتِ راشدہ اور خلیفہ بلافصل کا مسئلہ موجود ہے، عصمتِ انبیاء علیہم السلام کا تذکرہ ہے، معاد کا ذکر ہے اور انبیاء علیہم السلام کے درمیان میں تفاوت و فضیلت کے بارے میں نہایت مفید گفتگو ہے، یہ کتاب نسبتاً دوسری شروحات کے زیادہ ضخیم ہے، آج کل اختصار، تلخیص اور خلاصوں کا دور ہے، سہولت پسندی نے لوگوں کو ضخیم کتاب کے پڑھنے سے روکے رکھا، اس لیے کتاب کی ضخامت دیکھ کر اس کا مطالعہ نہ چھوڑا جائے، عموماً ایسی ضخیم کتابیں مفید ہوتی ہیں، خلاصوں کے اندر تو صرف خامہ فرسائی ہوتی ہے، ان میں علم نہیں ہوتا، استعداد بنتی ہے اس طرح کی فنی اور تحقیقی کتابوں کے پڑھنے سے، اگر کوئی اس کا سمجھ کر مطالعہ کرلے تو ان شاء اللہ عقائد کے فہم میں اُسے تبحر حاصل ہوگا اور شرح صدر سے فریق مخالف کو بات سمجھا سکے گا، اور مزاج مطالعہ و تحقیق کا عنصر آئے گا۔ اس کتاب کی چند اہم خصوصیات درج ذیل ہیں:

۱......صاحب افادات علومِ عالیہ اور علومِ آلیہ کی تدریس کا پچاس سالہ تجربہ رکھتے ہیں۔

۲......سالہا سال تک جامعہ اسلامیہ اکوڑہ خٹک، جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاون، کراچی، پاکستان، اور دار العلوم زکریا جنوبی افریقہ میں مختلف فنون وعلوم کی کتابوں کے مدرس رہے، اور دار العلوم زکریا میں تاہنوز مدرس ہیں۔

۳......آپ کے دروس اور تالیفات میں علم عقائد کے مباحث آسان اور دلچسپ اسلوب میں مذکور ہیں۔

۴......عقائد کے موضوع پر ایک مفصل اور محقق و مدلل کتاب "بدر اللیالی شرح بدء الأمالي" تھوڑی مدت میں ہندوستان سے تین مرتبہ چھپ کر اہل علم میں مقبول ہوچکی ہے۔

۵......علم عقائد کے موضوع پر تالیفات کی دوسری کڑی "العقیدة الطحاویة" کی

شرح ''العصیدۃ السماویہ'' ہے، جس میں مزید تحقیق و تنقیح کے ساتھ عقائد کی تفصیلات بیان کی گئی ہیں۔ اس کتاب میں متعدد ایسے نئے مسائل ہیں جو ''بدر اللیالی'' میں نہیں۔

۶......امام طحاوی رحمہ اللہ کے کلام کے ہر جز کی مکمل وضاحتِ قرآن وحدیث اور سلف صالحین کے کلام کی روشنی میں اس کی مزید تفصیلات۔

۷......اہل سنت و جماعت کے عقائد کی تفصیلی وضاحت، مسلک اہل سنت سے برگشتہ فرقوں کے عقائد کا بیان، اختلاف کی وضاحت، اور دلائل کی روشنی میں غلطیوں کی نشاندہی۔

۸......مشاجراتِ صحابہ، مسائل صفاتِ باری تعالی، اور علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے تفردات پر محقق و مدلل اور تفصیلی بحث۔

۹......۳۶ مخطوطات اور متعدد مطبوعہ نسخوں سے موازنے کے ساتھ متن کی تصحیح۔

۱۰......العقیدۃ الطحاویہ کی متعدد شروحات کا تعارف اور ان پر ضروری اور منصفانہ تبصرہ۔

۱۱......شیخ ابن ابی العز رحمہ اللہ کی مشہور شرح پر مفصل تبصرہ، اور اس میں مذکور متعدد غلطیوں کی نشاندہی۔

۱۲......اس قدر وسیع و ہمہ گیر، رواں دواں، تحقیق سے بھرپور، عام فہم زبان اور بہترین اسلوب میں علم عقائد میں اردو زبان میں کوئی کتاب شاید پہلی مرتبہ اللہ تعالی کی توفیق سے منظر عام پر آرہی ہے۔ (از ادارہ تالیفات دار العلوم زکریا، جنوبی افریقہ) یہ کتاب ''زمزم پبلشرز'' کراچی سے دو جلدوں میں طبع ہے۔

۱۹......مکالمہ بین المذاہب

یہ حضرت مولانا ولی خان المظفر صاحب مدظلہ سابق استاذ جامعہ فاروقیہ کی کتاب

ہے، یہ کتاب اس لحاظ سے بڑی مفید ہے کہ اس میں جتنے مذاہب ہیں ان کی مختصر تاریخ وتعارف لکھا گیا ہے اور ہر ایک کا نیچے حوالہ بھی موجود ہے، حضرت چونکہ ایک مستند عالم دین ہے اور مذاہب کے حوالے سے ان کی معلومات بھی ٹھوس ہیں، اس لیے یہ کتاب اہم معلومات پر مشتمل ہے، مصنف نے جامعہ فاروقیہ میں ادیانِ باطلہ اور مذاہب عالم کا تفصیلی دورہ پڑھایا تھا، یہ انہیں افادات کا مجموعہ ہے۔اس کتاب میں ادیان ومذاہب، فرق ومکاتب، افکار ونظریات اور اس موضوع سے متعلق ضروری تفصیلات اور قیمتی فوائد پر مشتمل ایک ایسی جامع ترین کتاب، جو ایک قاری کو مستند معلومات بھی فراہم کرتی ہے، صحیح فکر بھی اور عصر حاضر کی نظریاتی جنگ (الغزو الفکری) میں اپنے فرائض کا احساس بھی دلاتی ہے۔یہ کتاب ایک جلد میں ''مکتبہ فاروقیہ'' کراچی سے طبع ہے۔

۲۰......ہندوستانی قدیم مذاہب

یہ حضرت مولانا ابوالحسن زید فاروقی صاحب کی کتاب کی ہے۔اس کتاب میں انہوں نے صرف ہندوستان میں رائج مذاہب کا تعارف کیا، انڈیا میں موجود مذاہب اور ان کے نظریات کا تذکرہ کیا، آبادی کے لحاظ سے انڈیا بہت بڑا ملک ہے، اس میں آبادی زیادہ ہونے کی وجہ سے مذاہب بھی بہت زیادہ ہیں، وہاں زیادہ تر ہندومت پھر اس کے بعد سکھ مذہب رائج ہے، وہاں مسلمان بھی بڑی تعداد میں ہیں، اس میں مسلمانوں میں دیگر مذاہب کون کونسے رہے؟ ہندوستان میں کون کونسے بادشاہ آئے اور کون کونسے مذاہب رائج رہیں اور ان کے نظریات کیا کیا رہے ہیں؟ اس کا تذکرہ کیا گیا ہے۔اس میں ہندوستان کے قدیم مذاہب سے متعلق مفید معلومات ہیں، یہ کتاب ''ابوالخیر اکیڈمی'' سے ایک جلد میں طبع ہے۔

۲۱......صفاتِ متشابہات اور سلفی عقائد

یہ حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب کی کتاب ہے، صفات متشابہات سلفی اور اہل سنت کے درمیان ایک معروف اور معرکۃ الآراء مسئلہ ہے، اس کتاب میں صفاتِ باری تعالی کے متعلق اہل سنت والجماعت کی رائے اور سلفیوں کی رائے کی وضاحت اردو زبان میں کی گئی ہے، انداز بہت سہل اپنایا گیا، اس کتاب میں انہوں نے صفات کے مسئلہ میں اہل سنت والجماعت کے مشہور موقف تفویض اور تاویل کی وضاحت پر بہت زور دیا ہے اور اکابر اہل علم کی آراء، اقوال، ان کی عبارات اور ان کی تشریح ذکر کی ہے، پھر دورِ حاضر کے سلفیوں کی رائے کا تذکرہ کر کے اس کی مدلل تردید کی۔ یہ کتاب ایک جلد میں ''نشریات اسلام'' کراچی سے طبع ہے۔

۲۲......مذاہب واسلام

یہ حضرت مولانا نجم الغنی رامپوری رحمہ اللہ کی کتاب ہے، اس میں مشہور روایت:

وَإِنَّ بَنِي إِسْرَائِيل تفرَّقَتْ عَلَى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِينَ مِلَّةً، وَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي عَلَى ثَلاثٍ وَسَبْعِينَ مِلَّةً، كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلَّا مِلَّةً وَاحِدَةً ، قَالُو:وَمَنْ هِيَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ:مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي. ❶

ترجمہ: بنی اسرائیل ۷۲ فرقوں میں بٹ گئی تھی اور میری امت تہتر میں بٹ جائے گی، سب جہنم میں جائیں گے سوائے ایک فرقہ کے، صحابہ کرام نے عرض کیا وہ کونسا ہے؟ یارسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو میرے اور میرے صحابہ کے طریقے پر ہو۔

(۷۳) فرقوں کے بارے میں شارحین حدیث اجمالاً تو بتاتے ہیں کہ ان میں مجسمہ،

❶ سنن الترمذی:أبواب الإیمان ،باب ماجاء فی إفتراق هذه الأمة،رقم الحدیث: ۲۶۴۱

روافض، معتزلہ، کرامیہ، جہمیہ، مرجئہ وغیرہ داخل ہیں، لیکن ضرورت اس بات کی تھی کہ ہر ایک کے الگ الگ نظریات، ان کی تاریخ، ان فرقوں کے ذیلی گروہ پر اردو زبان میں کوئی کتاب لکھی جائے، تو مولانا نجم الغنی رامپوری رحمہ اللہ نے مکمل (۷۳) فرقوں کا اردو میں تفصیلاً تذکرہ کر کے اس ضرورت کو ایک حد تک پورا کر دیا، اس میں ہر فرقے کا نام اور اس کے نظریات کو بیان کیا گیا ہے۔ یہ کتاب ایک جلد میں ہے، راقم نے اِس کا مطالعہ ''دارالعلوم'' کراچی کی لائبریری میں کیا۔

۲۳......صفاتِ باری تعالیٰ اور مسلک اہل سنت والجماعت

یہ حضرت مولانا ابوحفص اعجاز احمد اشرفی (فاضل جامعہ اشرفیہ لاہور) کی کتاب ہے۔ موصوف نے اس کتاب کے اندر اردو زبان میں فرقہ ناجیہ (اہل سنت والجماعت) کی پرچان، ایمان اور عقیدہ کی اہمیت، اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات، صفاتِ باری تعالیٰ اور اہل سنت والجماعت کے مسلک کو بیان کیا ہے، صفات باری تعالیٰ اور متشابہات کو دلائل اور اہل سنت والجماعت کے علماء کے اقوال کی روشنی میں بیان فرمایا، مسلک تفویض اور تاویل پر تحقیقی اور تفصیلی بحث کی۔

اردو زبان میں اپنے موضوع پر ایک منفرد، علمی و تحقیقی کتاب ہے، اس موضوع پر ایسی جامع کتاب نظر سے نہیں گزری، یہ کتاب ''دارالنعیم'' سے ایک جلد میں طبع ہے۔

۲۴......مفصل ومدلل عقائد اہل سنت والجماعت

یہ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن حقانی صاحب دامت برکاتہم کی کتاب ہے، اردو زبان میں عقائد پر لکھی گئی کتابوں میں مفصل کتاب ہے، باقی نفس عقائد کے لحاظ سے ''عقائد الاسلام'' حضرت مولانا ادریس کاندہلوی صاحب رحمہ اللہ کی مفید ہے، البتہ تفصیلات اور نادر فوائد کے لحاظ سے یہ کتاب نہایت مفید ہے، اس میں تمام عقائد کو

انہوں نے مفصل طور پر لکھا، کتاب عام فہم انداز میں لکھی گئی ہے، حتیٰ کہ سمجھنے کے لیے قوت علمی کی ضرورت نہیں، کتاب میں نقلی اور عقلی دلائل تفصیلاً ذکر کئے گئے ہیں، ہر مسئلہ کی وضاحت کے لیے مختلف مثالیں اور مختلف صورتیں بنائی گئی ہیں، کتاب میں تفصیلی طور پر چند مقدمات ذکر کئے گئے ہیں جو کہ علمی فائدے اور کتاب کے حل کرنے کے لیے مفید ہیں، کتاب میں ایمان روح اور مادہ، صفاتِ باری تعالیٰ اور صفاتِ متشابہات پر تفصیلی بحث کی گئی ہے، معرکۃ الآراء مسائل، مثلاً تقلید، عالم الغیب، حاضر وناظر، مختارکل، عذاب قبر، حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد الوفات، ثبوت تصوف وتزکیہ اور شرک پر مفصل ومدلل بحث کی گئی ہے جو کہ باطل کے لیے سیف قاطع ہے، اس میں بالخصوص عصمتِ انبیاء کے لیے تمام اسرائیلی روایات کے واقعات اور اس پر اشکالات اور اس کے تفصیلی جوابات ذکر کئے گئے ہیں، عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر مفصل دلائل اور اکابر کے اقوال اور محدثین ومفسرین کے اقوال سے بے غبار تشریح کی گئی ہے، غیر مقلدین کے (۳۱) عقائد بمع حوالہ جات ذکر کئے گئے ہیں، مسئلہ آمین وقراءت خلف الامام ایک نئے تناظر میں سوال وجواب کے ضمن میں ذکر کیا گیا ہیں، فرقہ پرستی کیا ہے؟ اس موضوع پر تفصیلی بحث کتاب میں موجود ہے، عقائد اسلام اور فرقہ وارانہ نظریات کا تقابلی خاکہ پیش کیا گیا ہے، نیز اہلِ سنت اشاعرہ اور ماتریدیہ کی آراء لکھی ہیں، موجودہ سلفیوں کے نظریات اور ان کی تردید بھی کی ہے، اسی طرح قیامت اور قیامت کی چھوٹی علامات کون کونسی ہیں؟ وہ سب ذکر کیں، بڑی علامات کا بھی تذکرہ کیا۔ معاد، آخرت، میزان، پل صراط اور اس قسم کے جتنے بھی عقائد ہیں ان کو بیان کیا، اگر اردو زبان میں عقائد تفصیلاً پڑھنا چاہیں تو یہ ایک مفید کتاب ہے۔ یہ کتاب ''برکی اسلامی کتب خانہ'' ڈیرہ اسماعیل خان سے دو جلدوں میں

طبع ہے۔

۲۵......تہتر فرقوں کے تاریخی حقائق

یہ ڈاکٹر حشمت جاہ کی کتاب ہے، یہ کتاب درحقیقت حضرت مولانا نجم الغنی رامپوری رحمہ اللہ کی ''مذاہب و اسلام'' کا خلاصہ ہے، مذاہب و اسلام میں ان فرقوں کا چونکہ بہت تفصیلاً تذکرہ تھا، اس لیے انہوں نے تہتر فرقوں کے تاریخی حقائق کے نام سے اس کتاب میں خلاصہ لکھا ہے، اس تلخیص میں ان فرقوں کا نام اوران کے بارے میں اہم اور بنیادی معلومات اوران کے نظریات کا تذکرہ کیا ہے، اگر کوئی فرقوں کے بارے میں پڑھنا چاہے تو اس میں ان تہتر فرقوں کے نام، عقائداوران کے بنیادی نظریات کا ذکر ہے، ان میں سے اکثر فرقے اس وقت ختم ہو چکے ہیں اوراس وقت ان کا وجود نہیں ہے، جیسے کرامیہ، جہمیہ، مجسمہ، مشبہ کے اکثر فرقے مٹ چکے ہیں، البتہ معلومات کی حد تک تو کتاب بہر حال فائدہ مند رہے گی، لیکن اس وقت تو ان فرقوں کا خارج میں وجود نہیں ہے، اس کے ساتھ ان کتابوں کو بھی مطالعہ میں رکھیں جن میں دورِ حاضر کے فتنوں کا ذکر ہے، تا کہ قدیم وجدید تمام فرقوں اور فتنوں سے آگاہی ہو، یہ کتاب ''شرکت امتیاز'' لاہور سے طبع ہے۔

۲۶......اسلامی عقیدہ کتاب وسنت کی روشنی میں

یہ کتاب دراصل الشیخ علامہ محمد بن جمیل زینون مدرس دارالحدیث الخیر یہ مکہ مکرمہ کی کتاب کا ترجمہ ہے، یہ ترجمہ لیث محمد بستوی عمری صاحب نے کیا ہے۔ مصنف نے اس میں سوال وجواب کے انداز میں تمام عقائد کا مختصر تذکرہ کیا ہے۔ مزید خوبی اس میں یہ ہے کہ ایک بات بھی بغیر دلیل نہیں کی گئی، ہر جگہ کسی آیت یا صحیح حدیث کی طرف اشارہ مع حوالہ درج ہے۔ عوام اور خواص سب ہی اس سے یکساں مستفید ہو سکتے ہیں،

مکتب اور اسکول کے بچوں کے لیے تو یہ کتاب بہت مفید ہے۔ یہ کتاب ''مسلم ورلڈ ڈیٹا پروسیسنگ'' پاکستان سے طبع ہے۔

۲۷......اسلامی عقائد

یہ فضیلت الشیخ علامہ حافظ ابن احمد الحکمی کی کتاب کا ترجمہ ہے۔اس کتاب کے مصنف نے سوال وجواب کی شکل میں مدون کیا ہے جو افہام وتفہیم کا نہایت آسان ذریعہ ہے۔ یہ کتاب واقعی میں عقائد کے موضوع پر منفرد بھی ہے اور مضامین کے اختصار کے لحاظ سے انسائیکلوپیڈیا بھی۔اس میں اللہ رب العالمین کی عبادت کا صحیح معنی ومفہوم، محبتِ الٰہی کی علامت، ایمان، اسلام اور احسان کی تفصیلات کو زیر بحث لایا گیا۔ایمان باللہ، ایمان بالرسول اور ایمان بالملائکہ کو وضاحت سے بیان کر کے فرشتوں کی ذمہ داریوں کا تذکرہ بھی کیا گیا ہے۔کلمہ شہادت کا مفصل بیان اور اس کی شرائط، نماز روزہ، حج، زکوۃ کی عام فہم انداز میں وضاحت، ایمان میں کمی بیشی، توحید کی بنیادی تین اقسام: (۱) توحید ربوبیت، (۲) توحید الوہیت، (۳) توحید اسماء وصفات کی دلائل اور اَمثلہ سے وضاحت کی گئی ہے۔ سابقہ انبیاء پر ایمان کا مطلب اور خاتم النبیین پر ایمان کے دلائل اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کا تذکرہ، قیامت کی نشانیاں، عذاب قبر اور جزا وسزا کا بیان، صور پھونکنے کی تفصیلات اور میدان حشر کی پر آشوب کیفیات کا حقیقی منظر پیش کیا گیا ہے، جنت وجہنم کا ذکر قرآن کریم اور احادیث صحیحہ کی روشنی میں کیا گیا ہے، روزِ محشر میں سرخرو ہونے والی جماعت کی نشاندہی کی گئی ہے۔ یہ ترجمہ پہلی مرتبہ انڈیا سے طبع ہوا۔ پاکستان میں اس کو بہترین کمپوزنگ، دیدہ زیب ٹائٹل اور اچھی طباعت کے ساتھ پہلی بار ستمبر ۱۹۹۹ء کو ''مکتبہ اسلامیہ'' فیصل آباد کی طرف سے شائع کیا گیا ہے۔

۲۸......مجمل اصول عقیدہ (اہل سنت والجماعت)

یہ علامہ شیخ ناصر بن عبدالکریم العقل کی کتاب کا اردو ترجمہ ہے اوراس کا ترجمہ محمد زکریا خان نے کیا ہے۔ یہ کتاب اصولِ اہلسنت کی مستند کتابوں سے ماخوذ ہے، اس میں عقیدہ کی بابت اصول اہل سنت کا نہایت اختصار اوراجمال کے ساتھ ذکر ہے، یہ کتاب تفصیلات، تعریفات، حوالہ جات، حواشی اور مصنفین کے ذکر سے خالی ہے، مگر مدعی اور مقصود اس مختصر کتاب میں سمودیا گیا ہے۔ یہ کتاب ''اسلامک سنٹر'' سے ایک جلد میں طبع ہے۔

۲۹......نجات یافتہ لوگوں کا عقیدہ

یہ علامہ عبدالحق بن عبدالواحد الہاشمی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۹۲ھ) کے رسالہ کا اردو ترجمہ ہے، یہ ترجمہ مولانا محمد رفیق اثری نے لکھا ہے۔ اس رسالہ میں صفات باری تعالیٰ، توحید، بدعت، زیارت قبور کے حوالہ سے عقائد کا بیان ہوا ہے، اللہ کی ذات وصفات کے بارے میں کچھ اہم قواعد کا ذکر ہے اوران کے علاوہ معراج، روزِ قیامت کے حقائق، شفاعت اورروح کے بارے میں بحث کی گئی ہے، عصمتِ انبیاء کا عقیدہ بیان کیا، روح کی وضاحت کی، اسراء ومعراج کی تعریف بیان کی گئی، امورِ آخرت اوردیگر ایمانیات اوراعتقادات کا مختصر تذکرہ ہے۔ یہ کتاب دلائل اورحوالہ جات کے بغیر ہے، البتہ صحیح عقیدہ جاننے کے لیے بقدرِ کفاف ہے۔

۳۰......عقائد اہل سنت

یہ مولانا محمد عبدالحامد قادر بدایونی مرحوم کی کتاب ہے۔ مصنف کا تعلق بریلوی مسلک سے تھا، اس لیے انہوں نے کتاب کے اندر اپنے مسلک کا خوب پرچار کیا ہے، انہوں نے کتاب کا نام تو عقائد اہل سنت رکھا، مگر حقیقت میں اس کا بیشتر حصہ سنت کے

خلاف ہی ہے۔مصنف نے اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل، حضور کا مرتبہ محبوبیت پر بحث کی، مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ثابت کیا، اپنے مسلک کے ومشرب کا پابند ہوکر جمہور اہل سنت کے مزاج سے الگ ہوکر مزاروں کی تعظیم میں غلو سے کام لیا، قبروں کو پکا کرنا، ان پر پھول پتیاں چڑھانے کو نہ صرف جائز بلکہ عبادت میں شمار کیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کارساز اور حاجت رواں قرار دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب قرار دیا، میت پر تیجہ، اور چالیسواں منانے پر تفصیلی بحث کی، حالانکہ شریعت سے ان کا کوئی ثبوت نہیں ملتا، نہ جانے انہوں نے کیسے اور کیوں کران بدعات کو سنت کا رنگ دینے کی کوشش کی، جو دلائل انہوں نے دیئے اوّلاً وہ دلیل بنتے نہیں ثانیاً اس دلیل کا حوالہ موجود نہیں، احادیث اور روایات میں صحت اور استیناد کا اہتمام نہیں کیا، کتاب میں سنت سے زیادہ بدعت کے ثبوت پر زور دیا گیا ہے۔یہ کتاب مولوی دلشاد احمد قادری کی تخریج وتحقیق کے ساتھ ''تاج الفحول اکیڈمی بدایوں'' سے ایک جلد میں طبع ہے۔

۳۱......اسلام کے بنیادی عقائد (قرآن وحدیث کی روشنی میں)

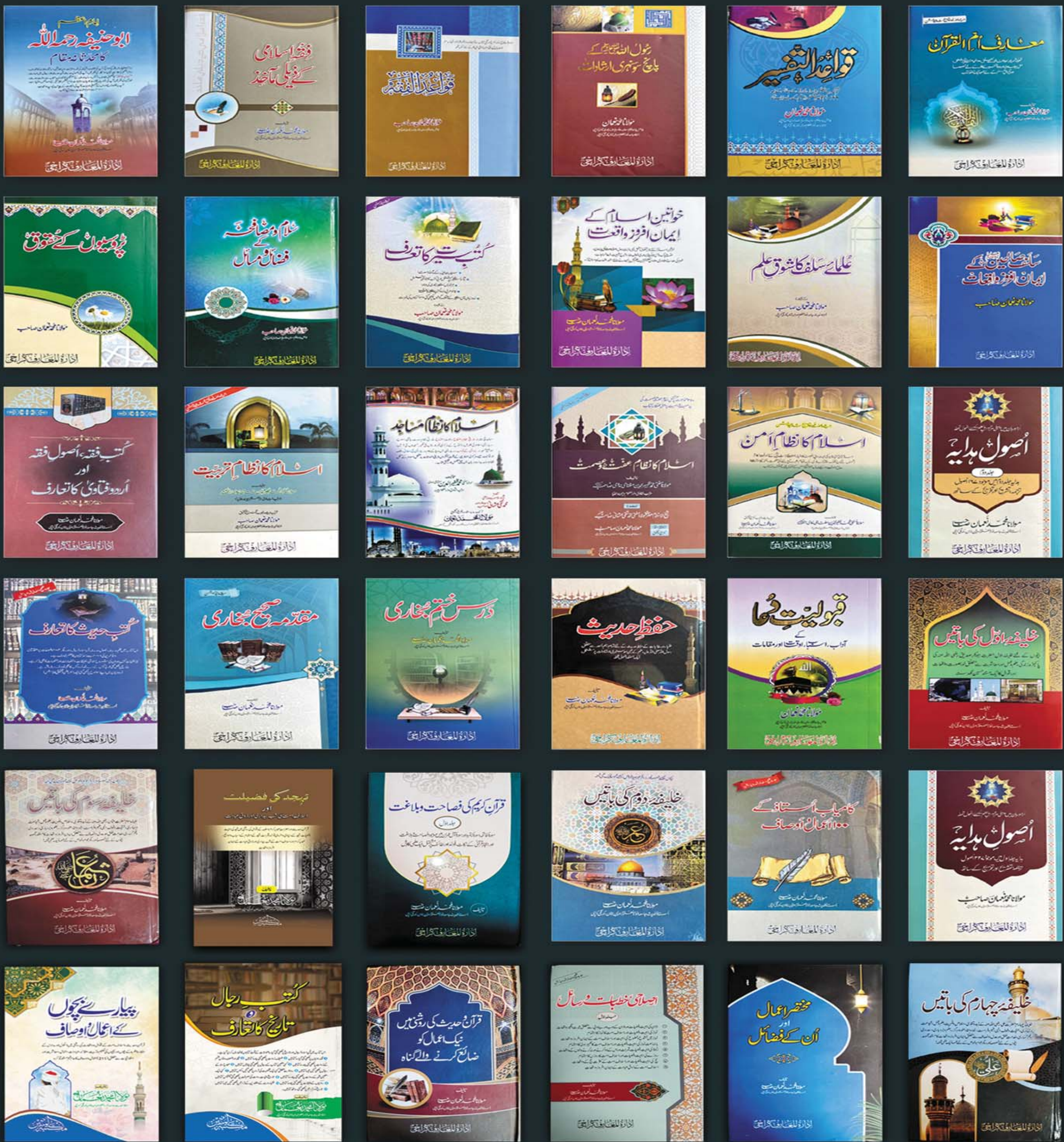
یہ دراصل ڈاکٹر طاہر القادری کے افادات کا مجموعہ ہے۔اس میں ایمان باللہ، ایمان بالرسل، عقیدہ ختم نبوت پر بات کی گئی ہے، ڈاکٹر طاہر القادری مسلک ومشرب سے آزاد شخص ہیں، اِن کے نزدیک کسی مسلک پر کاربند رہنا کوئی معنی نہیں رکھتا، اس لیے وہ بیشتر مسائل وعقائد میں اہل سنت والجماعت سے ہٹ کر اپنے علیحدہ نظریات قائم کرتے نظر آتے ہیں، اِن کے اکثر عقائد بریلوی مسلک سے ملتے جلتے ہیں، اسی وجہ سے انہوں نے کتاب میں بڑے شدومد کے ساتھ محفل میلاد النبی، استعانت بالانبیاء، علم غیب انبیاء پر دلائل دیئے گئے ہیں، نیز اس میں ایمان بالکتب، ایمان بالملائکہ،

ایمان بالآخرت، حیاتِ برزخی، حیاتِ انبیاء، تلقین میت، سماع موتی، زیارتِ قبور اور اس کے آداب، روزِ محشر، شفاعت اور ایمان بالقدر سے متعلق عقائد موجود ہیں۔ اس کتاب کے کچھ مسائل اہل سنت والجماعت سے الگ اور کچھ مسائل موافق ہیں، لہٰذا کتاب کے مطالعہ کے وقت احتیاط اور بیدار مغزی سے کام لیا جائے۔ یہ کتاب غلام مرتضی علوی کی ترتیب وتدوین کے ساتھ ایک جلد میں ''منہاج القرآن پرنٹرز'' لاہور سے طبع ہے۔

فائدہ: الحمدللہ یہاں تک اللہ کے فضل وکرم سے تقریباً ۱۳٦ کتابوں کا تعارف ہو چکا ہے جس میں عربی اردو کی متداول کتابیں شامل تھیں۔ اب ضرورت ایک ایسی کتاب کی ہے جو مختصر ہو اور جامع ہو، جس میں اہلسنت والجماعت کے تمام عقائد کے ساتھ اس وقت کے موجودہ فرقوں کے عقائد کا تذکرہ ہو، ''شرح عقائد نسفیہ'' کی افادیت کا انکار نہیں ہے، استعداد بڑھانے، صلاحیت میں اضافہ کرنے اور علمی نکھار پیدا کرنے کے لیے عمدہ کتاب ہے، اس کا کوئی ثانی نہیں، لیکن موجودہ دور کے لحاظ سے صرف اس کتاب سے ضرورت پوری نہیں ہوتی، اس وقت ضرورت ایک ایسی کتاب کی ہے جس میں موجود فرقہ روافض، ان کی شاخیں، ان کے نظریات کا بیان ہو۔ موجودہ فرقہ منکرین حدیث اور ان کے نظریات اور ان کے جوابات دیئے گئے ہوں، اسی طرح معتزلہ اور ان کی شاخوں کے نظریات کے حامل فرقوں کا بیان ہو، اس وقت ایک ذکری فرقہ ہے، ان کی نظریات کون کونسے ہیں؟ فکر شاہ ولی اللہ کے نام پوری جماعت ہے ان کے نظریات کون کونسے ہیں؟ اسی طرح بریلویت کے نظریات کون کونسے ہیں؟ کن چیزوں میں ان کے ساتھ اختلاف ہے؟ اس کا بیان ہو، ملحدین کے اعتراضات وشبہات کے جوابات ہوں، تو ایک ایسی کتاب ہونی چاہیے جس میں موجودہ دور کے

فرقوں کا تذکرہ ہوا وراس مختصر اور جامع انداز میں تمام نظریات موجود ہوں۔ عقیدہ طحاویہ درجہ سادسہ کی نہیں ہے، یہ درجہ ثالثہ کی کتاب ہے، وہ اتنی سہل کتاب ہے کہ ثانیہ کا طالب علم پڑھے تو اُسے بھی سمجھ آجاتا ہے، سادسہ کے لئے اُس درجہ کی کتاب ہونی چاہیے جو تفصیلی ہونے کے ساتھ ساتھ مدلل اور تحقیقی ہو۔ یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ ہمارے ہاں عقائد کی صرف دو کتابیں ہی نصاب میں شامل ہیں، ایک ''عقیدہ طحاویہ''، اور ایک ''شرح عقائد نسفیہ'' آٹھ سال کے نصاب میں صرف دو کتابیں، حالانکہ ہونا یہ چاہیے کہ عقیدے کو ہم ثالثہ سے شروع کریں اور کم از کم سابعہ تک لے کر چلیں، مگر ہمارے یہاں صرف دو کتابوں پر ہی اکتفاء کیا گیا ہے، یہی وجہ ہے عقیدے سے کسی کو خاطر خواہ اقفیت نہیں ہوتی جو اصل الاصول ہے، معلوم ہی نہیں ہوتا کہ صفاتِ باری تعالی میں ہماری کیا رائے ہے، ہمارا کن چیزوں میں اختلاف ہے، آج بعض طلباء سلفیوں کے عقائد کو اپنے عقائد سمجھ رہے ہوتے ہیں،، اس لئے ضرورت ہے کہ سلف کی عقائد پر جامع کتابوں کو نصاب کا حصہ بنایا جائے، جیسے امام رازی رحمہ اللہ کی ''أساس التقديس'' صفات باری اور متشابہات کی وضاحت کے لئے، اسی طرح ''إعتقادات المسلمين والمشركين'' باطل فرقوں اوران کی شاخوں سے متعلق تفصیلات کے لئے مفید کتاب ہے، اسی طرح جملہ عقائد کے لئے ''اليواقيت والجواهر في بيان عقائد الأكابر'' کو مطالعہ میں رکھیں۔ اردو میں جملہ عقائد کی معلومات کے لئے ''عقائد الاسلام'' مولانا محمد ادریس کاندہلوی رحمہ اللہ اور ''العصيدة السماوية'' حضرت مولانا مفتی رضاالحق صاحب مدظلہ کی کتاب کو مطالعہ میں رکھا جائے، اردو زبان میں عقائد پر ایسی مفصل، جامع، مدلل اور محقق کتاب موجود نہیں ہے۔

مولانا محمد نعمان صاحب کی تالیفات



Designed By Uk Printers : 0315-2245330

مولانا محمد نعمان صاحب کے علمی وتحقیقی بیانات، تعارف کتب، دروس ومحاضرات اور تحریری بیانات جمعہ کیلئے ان واٹس ایپ پر رابطہ کریں۔

03112645500 - 03191982676